

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

**الحقائق في الحقائق
المعروف
شرح حقائق بخشش
(جلد دہم)**

مصنف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

() ☆ ☆ ☆ ()

() ☆ ☆ ()

() ☆ ()

Click

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مخبرہ

مسک اہلسنت و جماعت کے عقائد و

نظریات۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان

کے رد۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے

اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور

والیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

تاثرات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عصر حاضر کی ایک ایسی علمی شخصیت ہیں کہ جن کے متعلق اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا اور لکھا جا رہا ہے۔ دنیا کی عظیم درسگاہوں سے محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کئی علموں گوشوں پر PHD کے مقالے لکھے گئے، ارباب علم و دانش نے پُر مغز مقالے لکھ کر ڈگریاں حاصل کیں، ہر محقق نے اپنے مقالے میں بڑی عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس علمی گوشے کو بڑے عمدہ طریقے سے نبھایا جو اس مقالہ کا عنوان تھا نیز دنیا کی عظیم جامعات میں ہنوز اس پر کام ہو رہا ہے اور عظیم تر مقالے زیر تکمیل ہیں۔

آج تک جو فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق چھپا موصوف کی سیرت کے کئی گوشے اجاگر ہوئے تاہم ایسے پہلو اب بھی تشنہ ہیں جن کی طرف اہل علم و دانش کی توجہ ابھی نہیں ہوئی۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جہاں اور فنون میں یکتائے روزگار مانے جاتے ہیں، شعر و سخن میں بھی منفرد مزاج پائے جاتے ہیں حدائق بخشش کی دونوں جلدیں اس پر گواہ ہیں یوں تو امام اہل سنت نے مختلف بحر و مختلف زمینوں میں نعتیں کیں اور بڑی سنگلاخ زمینوں میں بھی نعتیں کہیں تاہم فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں ”قصیدہ“ ”معراجیہ“ ایک خاص انفرادیت کا حامل ہے۔

ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا کہ اس کا محرک ایک شاعر کا قصیدہ معراجیہ تھا وہ یوں کہ ایک صاحب حاضر بارگاہ رضویت ہوئے اور اپنا قصیدہ معراجیہ سنانے کے ملتی ہوئے محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ابھی تو میرے پاس وقت نہیں آپ بعد نماز عصر تشریف لائیے میں آپ کا قصیدہ سن لوں گا۔ شاعر محترم جب حاضر ہوئے تو فاضل بریلوی نے اسی اثناء میں ایک بہت ہی پُر مغز قصیدہ معراجیہ کہہ لیا تھا شاعر کا کلام سننے سے پہلے فرمایا اس صنف میں میں نے بھی کچھ کہا ہے اسے سن لیا جائے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان حق ترجمان سے برجستہ قصیدہ معراجیہ کے ۶۷ اشعار شاعر موصوف نے جب سنے ان اشعار کی معنویت، لفظوں کا اتار چڑھاؤ، جملوں کی نشست و برخاست، حضور ﷺ کے ایک مختصر سفر کی جو

تعریف ان اشعار میں سمودی گئی تھی کون کران پر سکتہ طاری ہو گیا اور وہ اپنا کلام سنائے بغیر فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نشست سے چلے گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ قصیدہ معراجیہ واقعات و معجزات کا مجموعہ نہیں بلکہ حضور ﷺ کی تعریف و توصیف میں ایک پُر وقار شب کی وہ منظر کشی کی گئی ہے کہ شعراء کی عقلیں دنگ اور حیران ہیں یقین جانئے کہ گذشتہ صدی کے شعراء کے کلام پر صرف قصیدہ معراجیہ ہی کور کھدیا جائے تو بلاشبہ ان سب پر بھاری ہوگا۔

یوں تو شعری دنیا میں معراج شریف پر کئی قصیدے کہے گئے اور بلاشبہ محسن کا کوروی کا قصیدہ اپنے اندر بڑی گرانقدر معنویت رکھتا ہے ایسا لگتا ہے کہ محسن کا کوروی نے بحیثیت شاعری پوری عقل و خرد کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی زندگی کا ایک ایسا شاہکار پیش کیا ہے جو قدر کی نگاہ سے آج تک دیکھا جاتا ہے مگر یہ عنوان اپنے اندر اتنی باریکیاں اور ایسی نزاکتیں رکھتا ہے کہ بڑے بڑے صاحب علم و فضل یہاں ٹھوکر کھا گئے۔ خود محسن کا کوروی بھی باوجود اتنی کاوشوں کے اپنے دامن کو نہ بچا سکے مگر محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باوجود تمام نزاکتوں کے بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہیں ٹھوکر نہیں کھائی۔ ملاحظہ ہو وہ قصیدہ کا آغاز یوں کرتے ہیں

وہ سرورِ کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے

نئے نئے لے طرب کے سماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

اس میں ایک شعر ملاحظہ ہو جس پر گھنٹوں لکھا جاسکتا ہے

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اول آخر کے پھیر میں ہو

محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

اور یہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ موسیٰ علیہ السلام بارگاہِ ایزدی میں ملتی ہیں کہ یارب میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں مگر نہ دیکھ پائے اس منظر کو محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں پیش کیا ہے غور کیجئے کیسی نفاست ہے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوشِ لہر ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

معراج شریف کا سب سے نازل ترین پہلو جہاں بڑے بڑے صوفیاء غمش کھا گئے محدث بریلوی کتنی آسانی سے یہ کہتے ہوئے گزر گئے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پچھڑے گلے ملے تھے

قصیدہ معراجیہ کا تتمہ ملاحظہ فرمائیے کہ پڑھ کر دل باغ باغ ہو جائے
نبی رحمت شفیع امت رضا پہ لہد ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے
اور اس کے بعد کہتے ہیں

نٹائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا دی تھی کیا کیسے قیامے تھے

نیز مخدوم و محترم استاذ العلماء، فاضل جلیل، شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم
العالیہ بہاولپور نے حدائق بخشش کی مکمل شرح تحریر فرمائی صرف قصیدہ معراجیہ کی شرح پر تقریباً ۲۲۰ صفحات تحریر فرمائے جو
ایک عظیم علمی کارنامہ ہے علامہ موصوف نے قصیدہ معراجیہ کا ایک ایک شعر نقل فرما کر پہلے حل لغات پیش کیا اور اس کے
شعر کی بہترین اور پُر مغز شرح تحریر فرمائی ہے۔ ایک ایک شعر کی شرح پر کئی کئی صفحات علامہ موصوف نے تحریر فرمائے علمی
دنیا میں بے شک یہ کام بھی ایک انفرادیت کا حامل ہے۔ اس شرح کے منظر عام پر آنے کے بعد ارباب علم و دانش کی نظر
میں اس قصیدہ کی طلب اور بڑھ جائے گی۔

علامہ موصوف کی یہ بڑی گرانقدر خدمت ہے اس پورے قصیدہ کی شرح کو پڑھ کر قارئین کو اندازہ ہوگا کہ محدث
بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فکر عشق رسول، مدحت رسول میں کن بلندیوں پر ہے۔ ان کے مخالفین جو انہیں برا کہتے نہیں
تھکتے اس قصیدے کی معنویت پر ٹھنڈے دل سے نظر کریں تو ان پر منکشف ہوگا کہ وہ ان کے برابر تو کیا ان کی گرد تک نہیں
پہنچ سکتے۔

رب کریم اپنی رحمت خاص اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ کے مرقد پُر انوار پر کروڑ ہا رحمتیں نازل فرمائے اور اس قصیدہ کے شارح حضرت علامہ اویسی صاحب قبلہ کو
جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس نعت کے بیشمار مخفی گوشوں کو موصوف نے اجاگر کیا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

فقیر خاکپائے امام احمد رضا
سید شاہ تراب الحق قادری رضوی
خطیب مبین مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی
بروز دوشنبہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ
☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَإِمَامِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
اَمَّا بَعْدُ ھدائق بخشش میں قصیدہ معراجیہ شریف کی شرح مستقل طور پر ایک علیحدہ تصنیف کارنگ اختیار کر گئی اسی
لئے ایک علیحدہ جلد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ خداوند قدوس سے التجاء ہے کہ اسے ھدائق بخشش کی طرح دوسری جلدوں
سمیت جامہ قبولیت عنایت فرمائے اور میرے لئے توشہ آخرت و موجب مغفرت اور مستفیدین کے لئے مشعل راہ
ہدایت ثابت ہو۔ آمین

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ
الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
۸ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ بروز اتوار
بہاولپور۔ پاکستان

قصیدہ معراجیہ

تعارف

قارئین کرام یہ وہی قصیدہ معراجیہ ہے کہ اردو کے ایک مشہور نعت گو شاعر حضرت محسن کا کوروی نے ایک بار اپنا قصیدہ سنانے کے لئے حضرت رضا کی بارگاہ میں بریلی حاضری دی ان کا قصیدہ بھی معراجیہ ہی تھا جس کا مطلع ہے

سمت کاشی سے چلا جانب مٹھرا بادل برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

ظہر کی نماز کے بعد حضرت محسن کا کوروی نے اس کے اشعار سنانے شروع کئے ابھی دو اشعار پڑھ سکے تھے کہ حضرت رضا نے فرمایا کہ اب بس کیجئے عصر کی نماز کے بعد بقیہ اشعار سن جائیں گے۔ اسی ظہر و عصر کے درمیان آپ نے اپنا یہ قصیدہ معراجیہ کہا اور جب مجلس بیٹھی تو پہلے حضرت رضا نے اپنا قصیدہ سنایا اسے سن کر حضرت محسن نے فرمایا مولانا اب بس کیجئے اس کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سنا سکتا۔

محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی بیان فرماتے ہیں کہ لکھنؤ کے ادیبوں کی ایک شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنایا تو سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق سننا چاہتا ہوں تو سب نے کہا اس کی زبان تو کوثر و تسنیم کی دھلی ہوئی ہے۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ دہلی میں بھی پیش آیا تو سرآمد شعراء دہلی نے جواب دیا کہ ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہیے ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

معراجنامہ

اس قصیدہ معراجیہ کے بارے میں جناب مرزا نظام الدین بیگ لکھتے ہیں کہ پیش نظر معراج نامہ قصیدے کے انداز میں ہے جس میں ۶۷ اشعار ہیں اس کی تکنیک ماقبل کے سارے معراجناموں سے بالکل مختلف جن کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں معراج کی روایات کا بیان نہیں ہے بلکہ یہ شب معراج کا تہنیت نامہ ہے جس میں بہجت آگین افکار کی نغمگی کا بہاؤ پورے قصیدے کو اپنے لپیٹ میں لئے ہوئے ہے۔

زبان

اس کی زبان نہایت سادہ، شائستہ اور با محاورہ ہے۔ روزمرہ کا ہر محل اور مناسبت صرف قریب قریب ہر شعر میں

نظر آتا ہے۔ زبان کی سلاست تک ملحوظ رکھی گئی ہے کہ آیت کریمہ یا احادیث کی تلمیحات تک سے امکانی طور پر کلام کو بچانے کی کوشش کی گئی ہے جب کہ معراج کے ذکر میں ایسا کرنا بہت دشوار ہے۔ ایسا نہیں کہ امام موصوف کی فکر نے ان مقامات کو چھوا نہیں جہاں تلمیح کے علاوہ کوئی چار نہیں بلکہ ان مقامات کو ایسے سلیس انداز میں بیان کرتے ہیں جہاں اس کی ضرورت ہی ختم ہو جاتی ہے اور مطلب واضح ہو جاتا ہے مثلاً قاب قوسین کی ترجمانی دیکھئے

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط و اصل کمان حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے
عربی اور فارسی کے ایسے الفاظ جو صوتی اعتبار سے سماعت پر گراں گزرتے ہیں بہت کم استعمال ہوئے ہیں۔ بیشتر خالص اردو کے مترنم الفاظ مصرعوں میں نگینے کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی

وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

اٹھی جو گردہ منورہ نور برسا کہ راستے بھر

گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل ابل رہے تھے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا کی زبان کی یہ شستگی مرئی اور غیر مرئی دونوں تھی۔ مرئی اس لحاظ سے کہ فن شاعری کے ذوق نے انہیں اساتذہ فن کے افکار سے آشنا کیا ہو گا ان کا زمانہ بہ اعتبار ترقی زبان کلاسیکی عہد ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں داغ دہلوی کی فصیح البیانی اور سحر طرازی کا طوطی بول رہا تھا کوئی وجہ نہیں کہ داغ کی شریں بیانی امام موصوف کے گوش زمزمہ نبوش نہ ہوئی ہو جب کہ ان کے برادرِ خور و مولانا محمد حسن رضا کے شاگرد تھے لہذا زبان کی سادگی اور صفائی پر بطور خاص ان کی توجہ رہی ہوگی۔

زبان کی سادگی غیر مرئی اس لحاظ سے کہہ رہا ہوں کہ ان کے تہنیت نامہ معراج میں مضامین کی آورد نہیں بلکہ آمد ہی آمد ہے۔ بیان میں تصنع کے بجائے خلوص کی کار فرمائی ہے ان کی فکر شعری کے سوائے ذہن سے نہیں بلکہ قلب کی گہرائیوں سے پھوٹتے ہیں۔

اپنے معراج نامہ میں امام احمد رضا نے عروس فن کے لب و رخسار کو خالص اردو الفاظ اور بندشوں کے سامان آرائش سے سجایا ہے اور اس کاوش میں ایک ماہر فن کی چابک دستی کا پورا پورا ثبوت فراہم کر دیا ہے۔
بہ الفاظ دیگر اس میں فن کے وہ تمام محاسن موجود ہیں جو ایک اچھے فن پارے میں ضروری سمجھے جاتے ہیں۔

حسن کلام

بندشیں چست اور بر محل شریں الفاظ کا درد بست، تشبیہات کی سادگی اور نکھار، استعارات کی جودت، لہجے میں گھلاوٹ اور وارفتگی، طرزِ ادا میں نفاست، جذبات میں خلوص اور بے ساختگی، فکر میں رعنائی اور رفعت خیال کی شادابی اور طہارت ان ہی عناصر کے امتزاج سے امام رضا کے تہنیت نامہ کے چہرہ کا غازہ تیار ہوا ہے۔ اندازِ بیاں کا نکھار ملاحظہ ہو

یہ جوشش نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا

صفائے رہ پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے

وہ ظلِ رحمت وہ رُخ کے جلوے کے تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے

سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

اتار کر ان کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا

کہ چاند سورج چل چل کر جبین کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جو بن ٹپک رہا ہے

نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھرنے تھے

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا

نجوم و افلاک جام و مینا جالتے تھے کھنگالتے تھے

وہ باغ کچھا بیسارنگ لایا کہ غنچہ گل کا فرق اٹھایا

گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے لگوں کے تلمے لگے ہوئے تھے

بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنگ کا رنگ و روغن

جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

منظر نگاری

اس تہنیت نامہ میں سرور و نشاط کی کیفیت نے ایک متحرک بہار یہ فضاء پیدا کر دی ہے جس کی عکاسی امام احمد رضا نے نہایت وارفتہ اور پُر کیف انداز میں کی ہے۔ ان کے لہجے کی گھلاوٹ، کیف و مستی کے تصوراتی منظر کو ہماری آنکھوں کے سامنے مجسم کر دیتی ہے اور ہم اس کی سرمستیوں کے بہاؤ میں بہنے لگتے ہیں ملاحظہ ہو

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھو میں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نجات اُٹھ رہے تھے
وہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی پھیلی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے
نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے
خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نعمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے
یہ جھومامیزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھو ہار برقی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے
دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نامے بسا رہے تھے
پہاڑیوں کا وہ حسن ترین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکین
صبا سے سبزے میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے
نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے
پرانا پُر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تارنگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادے تھے
خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جنان کا دولہا بنا رہے تھے

ملاحظہ کیجئے منظر کشی فطری ہے وارفتگی بیان میں رنگ بیان کہیں شوخ نہیں ہونے پایا۔ پوری سنجیدگی کے ساتھ ایک لطیف نشا طیر رو ہے جو پورے منظر پر چھائی ہوئی ہے ان میں مقامی بو پاس ہے یعنی امام احمد کی IMAGERY میں ملکی

رنگ پوری طرح غالب ہے جو اردو شاعری کا اپنا مزاج ہے۔

موسیقی

شاعری اور موسیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے شعر میں موسیقی کا دار و مدار بحر کے انتخاب پر منحصر ہے۔ امام رضا کے مزاج کی نمونگی ملاحظہ کیجئے اپنے تہنیت نامہ کے لئے جس بحر کا انتخاب کیا گیا ہے وہ بالذات مترنم بحر ہے اس تہنیت نامہ میں کوئی شعر ایسا نہیں جس میں موسیقی کا زیرو بم موجود نہ ہو۔ اس کے سانچے میں جو ہلکے پھلکے خالص اردو الفاظ جوڑے گئے ہیں ایک سیال نغمے میں ڈھل گئے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پچھڑے گلے ملتے تھے
براق کے نقش شم کے صدقے وہ گل دکھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے
زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

شاعرانہ نکتہ سنجی

ان کے معراج نامہ میں شاعرانہ نکتہ سنجیوں کے ایسے فنکارانہ نمونے نظر آتے ہیں کہ ذوقِ جمال جھوم اٹھتا ہے ان کو کسی خیال کی توجیہ شاعرانہ پیش کرنے کا بڑا پاکیزہ سلیقہ آتا ہے۔ یہ شعر ملاحظہ کیجئے

ستم کیا کیسی مٹ کئی تھی قمر وہ خاک ان کے رہگور کی اٹھانہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ دیکھنا سب مٹے تھے
نبی کریم ﷺ کے جمال و جلال کی کیفیت کا پرتو اور اس کے اثرات ملاحظہ ہوں

نقاب الٹے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی ٹپکتے انجم کے آبلے تھے
اب ذرا سی خیال کا عروج بھی دیکھئے

وہ ظلِ رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

سدرۃ المنتہی

واقعاتِ معراج میں مقامِ سدرۃ المنتہی ایک نازک مقام ہے شعراء نے طرح طرح سے اس کی ترجمانی کی ہے لیکن امام رضا کا فکری پیمانہ اس مقام کی ترجمانی میں سب سے الگ چھلکتا نظر آتا ہے۔ ملاحظہ ہو

چلا وہ سرو چہاں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این واں سے گذر چکے تھے
جھلک سی اک قدسیوں پہ آئی ہو ابھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے
تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے دلو لے تھے
روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے
جلو میں جو مرغِ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیرا آگئے تھے
قوی تھے مرغانِ وہم کے پر اڑتے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے

مقامِ اعلیٰ کی ترجمانی میں ان کی فکر کی چابک دستی کا کمال یہ ہے کہ وارفتگی اور سرشاری میں بھی کوئی فرق نہیں آیا اور احتیاط کا دامن بھی فکر کے ہاتھوں سے چھوٹنے نہیں پایا۔ پوری کیفیت کے ساتھ اس نازک مقام سے گزر گئے اندازِ بیاں کا شاعرانہ حسن اور لہجے کی شگفتگی بھی پوری طرح برقرار رہی۔ باوجود سرشاری اور طرب انگیزی کے ان کا شاعرانہ شعور بے خون نہیں ہونے پایا۔ نعتِ رسول مقبول ﷺ کی حدود کا احساس چونکا دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

طرب کی نازش کہ ہاں لچکے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیئے
یہ جوشِ ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے

ساکنانِ سماوی کا ردِ عمل

حضور اکرم ﷺ کے قدومِ مہینست لزوم کا عرشیوں پر ردِ عمل جس شاعرانہ نکتہ سنجیوں کے ساتھ بیان ہوا ہے ملاحظہ

فرمائیے

سنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہو تاج والے

وہی قدمِ خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

یہ سن کے بے خود پکارا ٹھانسا رجاؤں کہاں ہیں آقا

پھر ان کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا

یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گردِ قربان ہو رہے تھے

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں

حضور خورشید کیا چمکتے چراغِ منہ اپنا دیکھتے تھے

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا

نجوم و افلاک جام و مینا جالتے تھے کھنگالتے تھے

نہ حکیمانہ نہ موشگافیاں ہیں، نہ صوفیانہ نہ دقیقہ سنجیاں بلکہ لہجے میں خالص شاعرانہ رچاؤ ہے۔ محبت و محبوب کی

قربتوں اور فاصلوں کی گنگا جمنی بھی دیکھتے چلے

تبارک اللہ شانِ تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوشِ لہر ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

سراغِ این متی کہاں تھا نشانِ کیف والی کہاں تھا

نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگِ منزل نہ مرحلے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکلِ قدم بڑھانا

جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

بڑھے تو لیکن جھکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے

جو قرب انہیں کی روش پر رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

ہوایہ آ کہ ایک بحر اتموج بحر ہو میں ابھرا

دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھادیئے تھے

کسے ملے گھاٹ کا کنارہ کدھر سے گزرا کہاں اتارا

بھرا جو مثل نظر طرار وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

معراج کے ان نازک مقامات کی عکاسی کتنے پرکشش انداز میں ہوئی ہے، خیال بھی بلند ہے اور اظہار خیال بھی

ارفع مطالب الفاظ اور بندشوں کے سلاسل میں کہیں مقید نہیں یعنی تعقید خیال کہیں محسوس نہیں ہوتی بلکہ تخیلات کی ایک بسیط کہکشاں ہے جو فکر کے افق پر پھیلی ہوئی نظر آرہی ہے۔

لامکانی کی کیفیت کی ترجمانی

حضور سرور کائنات ﷺ جب سدرۃ المنتہی سے آگے بڑھے تو عقلِ انسانی نے سپر ڈال دی کہ یہ لامکان کی

کیفیت تھی۔ واقعہ معراج میں اس اہم کیفیت کی ترجمانی دنیا کے عظیم شعراء نے کی ہے یہاں میں دو بہت بڑے فارسی شعراء کے معراج نامہ سے ان کے وہ اشعار پیش کر رہا ہوں۔ جب سید عالم ﷺ کی ذات گرامی تمام جہات سے آزاد ہو کر وحدتِ مطلقہ میں جذب ہو گئی اس خیال کی ترجمانی نظامی گنجوی اس طرح کرتے ہیں

وز زحمت فوق و تحت رستی

بازار جہت بہم شکستی

مقام قاب قوسین کی ترجمانی ملاحظہ ہو

از دنی شد بقاب اودنی

قاب قوسین دران اثناء

ان ہی مقامات کو جناب امیر خسرو نے اس طرح بیان کیا ہے

جہاں بے جہت نظارہ کردہ

گریباں جہت را پارہ کردہ

سر بدر گاہ قاب قوسینش

جلوہ کردہ از درائی کو قوسینش

اب اسی خیال کو امام احمد رضا کے یہاں بھی دیکھئے کتنی تمکنت اور کیسے وقار کے ساتھ بیان ہوا ہے

خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گماں سے گزرے گزرنے والے

پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کے بتائے کدھر گئے تھے

پران کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا ادھر کا

تنزلوں میں ترقی افزاء دنی تدلی کے سلسلے تھے

وحدتِ کلی میں گم ہونے کی کیفیت جس شاعرانہ لطافت سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے پیش ہے نظامی جیسا دردی کش بادہ عرفاں اور لیلیٰ سخن کا ادا شناس بھی نہ پیش کر سکا ہاں امیر خسرو نے لامکانی کی کیفیت اچھے انداز میں پیش کی ہے لیکن امام احمد رضا کی فکر نے جو نادر پیرایہ اختیار کیا ہے اس کی ہمہ گیری ان دونوں اساتذہ سے کہیں زیادہ ہے۔ ان کے دوسرے شعر میں مسئلہ وحدت جس بلاغت سے پیش ہوا ہے وہ امام رضا ہی کی فکر رسا کے بس کی بات تھی ”تنزلات“ وحدت الوجد کی اصطلاح ہے جب ذاتِ احدیت عالم کثرت میں نزول کرتی ہے اس عالم کو تنزلات کہتے ہیں لفظ وحدت بلواسطہ تجلیات دائرہ موجودات ممکنہ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ محمود شبستری نے اپنی مثنوی ”گلشن راز“ میں اس کی وضاحت یوں کی ہے

برو خلق جہاں گشتہ مسافر

یکی خط است زاول تابہ آخر

اب ذرا یہ شعر دیکھئے

پران کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا ادھر کا

تنزلوں میں ترقی افزاء دنی تدلی کے سلسلے تھے

مصرع ثانی میں تصوف کی اصطلاح ”تنزلات“ کے ساتھ آیاتِ کریمہ کے لفظ دنی سے مل کر کتنے بلیغ معنی پیدا کر دیئے ہیں۔ ”تدلی“ کا کلکڑا اضافی ہے جو زورِ کلام کے لئے لایا گیا ہے یہی نہیں بیان کی قدرت دیکھئے انداز بدل کر اسی خیال کو یوں پیش کرتے ہیں

کمانِ امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو

محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر

اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ان نازک مقدمات کو اسی کی فکر چھو سکتی ہے جو بحرِ علم کا شناور بھی ہو، وادی عرفان کا مالک بھی اور ساتھ ہی عروسِ سخن کا ادا شناس بھی۔

بلاشبہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا معراج نامہ اردو کی نعتیہ شاعری میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اس معراج نامہ میں مروجہ روشن سے ہٹ کر ایک نئے انداز کا گہرا رنگ ہے جس میں معراج کی روایتی تفصیل کے بجائے ایک تاثراتی فضا پورے قصیدے پر پھیلی ہوئی ہے جس میں ساز و آہنگ کا ارتعاش روح کو بالیدگی عطا کرتا ہے۔ یہ معراج نامہ موضوعاتی ہوتے ہوئے ان کے اندازِ بیان کی وجہ سے تاثراتی فضاء میں ڈھل گیا ہے اور یہی اس کی بنیادی صفت ہے جو اس کو دوسرے معراج ناموں سے ممتاز کرتی ہے۔ خوش ذوقی، فنی مہارت، بالغ نظری، جمالیاتی احساس، قادر الکلامی، ندرت فکر و خیال اور جذباتی صداقت یہی وہ عناصر ہیں جن کی ترکیب سے اس کی تشکیل ہوئی ہے۔ اس کا نمایاں پہلو خاص ہے امام احمد رضا نے اپنے خیالات کو ہمارے سامنے عقل و ذہن کی سطح سے اتار کر احساس اور جذبے کی گہرائیوں میں ڈبو کر پیش کیا ہے اسی لئے ان کا خیال ہمارے دلوں میں اتر جاتا ہے ان کی اندازِ بیان نہ خطیبانہ ہے نہ صوفیانہ بلکہ شاعرانہ ہے، ان کی فکر نے معراج نامہ کی زبان اور بیان کو ایک نیا اور دلکش پیکر دیا ہے وہ تخیل سے واقعات کی تفصیل کا کام لیتے بلکہ تاثر کے بہاؤ کو جذبے کی صداقت اور خلوص کی گہرائی کے ذریعے مربوط طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہی تاثراتی ارتباط خیال اور اس کی خوبصورت پیش کش جو ان کے سلیس مترنم کلام کے ذریعہ ابھرتی ہے اس معراج نامہ میں ان کا فنی اسلوب بن گئی ہے اپنے اس انفرادی انداز کی وجہ سے وہ محسن کا کوروی پر بھی فائق ہیں۔ محسن کے معراج نامہ میں اندازِ بیان کا نکھار فارسی کی کلاسیکی بندشوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اس کے برعکس معراج نامہ رضا میں ان کے ہلکے پھلکے مترنم خالص اردو الفاظ نے جو سحر آفرین کیفیت پیدا کی ہے اس کی لذت بہت گہری ہے اور یہی ان کے نطق کا اعجاز ہے جو خلوصِ انفاس کے بغیر ممکن نہیں۔

نعت ۸۱

معراج نظم نذر گدا بخضور سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء در تہنیت شادی اسرا

حل لغات

معراج، لفظ معراج مشتق عروج سے ہے عروج لفظی معنی زینہ، بلندی، سیڑھی اور شریعت میں شب معراج اس رات کو کہتے ہیں جس رات میں حضور اکرم ﷺ یہاں سے وہاں تک یہاں سے مراد زمین اور وہاں سے مراد لامکاں وہی لامکاں کے مکین ہوئے سر تخت عرش نشین ہوئے یہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں سر عرش پر ہے تیری گذر دل فرس پر ہے تیری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں نظم، موتیوں کا پرونا، دھاگے میں پرونا اور مجازاً بمعنی کلام موزوں۔ نذر، اپنے اوپر کوئی چیز واجب کرنا، عہد و پیاں ہو یا کوئی اور سے عرف شرع میں اپنے اوپر کوئی عمل واجب کرنا مثلاً روزہ، صدقہ، نوافل، حج یا جانور قربان کرنا وغیرہ، عرف عام میں تحفہ، ہدیہ، نیاز۔ وہابیہ اس عرف کو شرعی معنی بتا کر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں حالانکہ قاعدہ ہے عرف کا غلبہ شرعی معنی کا اعتبار اٹھا دیتا ہے جب تک کہ شرعی معنی کا قرینہ نہ ہو ہم اہل سنت اسی عرفی معنی پر کہتے ہیں پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر یا کسی اور شیخ کی نذر یا کسی استاد کی نذر بمعنی ہدیہ، تحفہ نذرانہ اسی معنی پر ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا نذرانہ، پیر کا نذرانہ اور جہاں فقہ وغیرہ میں ہے۔ ”النذر لغير الله“ حرام یا شرک وہاں شرعی معنی مراد ہے۔ گدا، بھکاری، فقیر، منگتا، درگاہ، جناب، سلطان الانبیاء، انبیاء علیہ السلام کے شہنشاہ ﷺ۔ افضل الصلوٰۃ والثناء، برگزیدہ درود و سلام اور مدح و ثناء اور تعریف۔ تہنیت (عربی) مصدر، مبارک بادی، شادی، خوشی، جشن۔ اسراء، الاسرار، رات کو چلنا یہی اسراء کا معنی ہے مثلاً کہا جاتا ہے ”اسری و سری ای سار یعنی لائے رات کو گیا اسی سے“ السریۃ السرایۃ کا واحد ہے اس لئے کہ وہ لشکر دشمن پر حملہ کرنے کے لئے خفیہ جاتا ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب نبی کریم ﷺ کو رات کے وقت سیر کرائی۔

ازالۃ وہم

نظر نے فرمایا کہ اسری کہنے سے وہمیوں کے تمام توہمات کافور ہو گئے اس لئے کہ اگر ”س“ کہلا جائے تو لوگ کہتے کہ نبی کریم ﷺ بشر ہو کر اوپر کیسے گئے اور پھر آن کی آن میں کیسے واپس آ گئے اور کرات زمہر پرونا وغیرہ سے کیسے گزرے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف منسوب فرما دیا کہ جسے اس کی قدرت پر وہ کبھی ایسے اوہام باطلہ دل میں نہیں لائے

اس کی مثال یہ حدیث ہے

حُبُّ الٰہی مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ

اس میں اگر حضور اکرم ﷺ صحبت فرماتے تو بعض گندے مزاجوں میں وہم پیدا ہوتا کہ حضور اکرم ﷺ بھی دنیوی امور کی محبت میں گرفتار ہیں (معاذ اللہ) لیکن حضور اکرم ﷺ نے اس وہم کو دفع فرمایا کہ مجھے دنیوی امور سے اگر کوئی تعلق ہے تو وہ نفسانیت سے نہیں بلکہ امورِ الہی سے ہے۔

عقیدہ

اسراء عرف قرآن میں بیت المقدس تک جانا ہے اور معراج بیت المقدس سے اوپر آسمانوں پر آپ ﷺ کا عروج و صعود ہے۔ اسراء کا ذکر آیت میں وضاحت سے پایا جاتا ہے۔ معراج کا ذکر کسی آیت سے ایسا روشن اور صاف نہیں بلکہ احادیث کی مدد سے سورہ نجم کی بعض آیات سے قیاس اور اجتہاد سے مستنبط ہے۔ آسمانوں سے عرشِ اعلیٰ پھر روئی الوری کا ثبوت اخبار احاد سے ہے اسی لئے اس کا منکر کافر و فاسق بھی نہیں۔

والتفصیل فی المطولات

حدیث معراج شریف

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حدیث معراج شریف اختصاراً عرض کر دوں تاکہ قصیدہ معراج شریف کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

انس بن مالک حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے اس رات کی کیفیت بیان فرمائی جس میں آپ کو معراج ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں تھا یکا یک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے لے کر یہاں تک چاک کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے جارود سے پوچھا وہ میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ یہاں سے یہاں تک کا کیا مطلب ہے انہوں نے بتایا کہ حلقوم شریف سے لے کر ناف مبارک تک۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس آنے والے نے میرا سینہ چاک کرنے کے بعد میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے لبریز ہو گیا۔ اس قلب کو سینہ اقدس میں اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اس کے بعد میرے پاس ایک جانور سوار ہونے کے لئے لایا گیا جو نچر سے نچا اور گدھے سے اونچا تھا (جارود نے حضرت انس سے پوچھا کہ اے ابو حمزہ کیا وہ براق تھا؟ حضرت انس نے فرمایا ہاں) وہ اپنا قدم منہائے

نظر پر رکھتا تھا اس پر سوار پھر جبریل مجھے لے کر چلے۔

مسلم شریف کی روایت میں آسمان پر جانے سے پہلے بیت المقدس تشریف لے جانے کا ذکر اس طرح وارد ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا اور میں نے اپنی سواری کو اسی حلقے میں باندھ دیا جس میں انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا۔ (مسلم شریف صفحہ ۹۱)

اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ پھر نماز کا وقت آگیا اور میں نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کی۔ (مسلم شریف صفحہ ۹۲)

اور مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ بیت المقدس جاتے ہوئے میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد ہم آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبریل ہے پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کہ وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں۔ کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے۔ دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو صالح بیٹے اور صالح نبی کو۔ پھر جبریل علیہ السلام (میرے ہمراہ) اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پھر پوچھا گیا کہ وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں اس (دوسرے آسمان کے دربان) نے کہا خوش آمدید ہو ان کا آنا مبارک ہے۔ یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ملے اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انہوں نے بتایا کہ محمد ﷺ پھر دریافت کیا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں پھر کہا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا خوش آمدید ہو صالح اور نبی صالح کو اس کے بعد جبریل علیہ السلام چوتھے آسمان پر مجھے لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا

جبریل پھر دریافت کیا گیا کہ تمہارے ہمراہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا محمد ﷺ پھر پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں چوتھے آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد کہا خوش آمدید ہو ابراہیم علیہ السلام اور نبی صالح کو۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں پانچویں آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا خوش آمدید ہو ابراہیم علیہ السلام اور نبی صالح کے لئے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے اوپر لے گئے یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے جبریل علیہ السلام نے اس کا دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اس فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام ملے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو ابراہیم علیہ السلام اور نبی صالح کو۔ پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس لڑکا مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔

پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوا دیا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں تو اس فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت اچھا اور نہایت مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو ابن صالح اور نبی صالح کو پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک چڑھایا گیا تو اس درخت سدرہ کے پھل مقام ہجر کے ٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔ جبریل علیہ

السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہی ہے اور وہاں چار نہریں تھیں دو پوشیدہ اور دو ظاہر۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ نہریں کیسی ہیں انہوں نے کہا ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل و فرات ہیں پھر بیت المعمور میرے سامنے ظاہر کیا گیا اس کے بعد مجھے ایک برتن شراب کا اور ایک دودھ کا اور ایک برتن شہد کا دیا گیا میں نے دودھ کو لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہی فطرت (دین اسلام) ہے آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے اس کے بعد مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس آیا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا ہر روز پچاس نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قسم ہے اللہ کی آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکے گی قسم ہے اللہ کی آپ سے پہلے میں نے لوگوں کو آزمایا ہے اور میں نے بنی اسرائیل کو بے حد سمجھایا کہ وہ رب تعالیٰ کی عبادت کریں مگر انہوں نے عبادت نہ کی آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جائیں اور اس سے اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں میں پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی میں پھر دربار الہی میں حاضر ہوا تو اس نے دس نمازیں اور کم کر دیں اور مجھ کو حکم ہوا کہ ہر روز دس نمازیں پڑھیں اس کے بعد بھی موسیٰ علیہ السلام نے مجھے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی میں نے پھر رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا پھر اس نے مجھ کو ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے کہا اب کی بار کیا حکم ہوا۔ میں نے کہا میرے رب نے مجھ کو ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی بے شک میں نے آپ سے قبل لوگوں کا خوب امتحان لیا ہے اور میں نے ان کے سمجھانے میں بڑی محنت کی ہے آپ پھر اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے اپنی امت کے لئے نماز کی تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میں نے اپنے رب سے یہاں تک سوال کیا ہے کہ اب مجھے حیا آتی ہے لیکن رب تعالیٰ سے میں اتنی نمازوں کے ساتھ راضی ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب میں وہاں سے آگے گیا تو کسی پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنے فریضہ کو نافذ کیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کی۔ آپ ﷺ کی امت سے جو پانچ نمازیں پڑھے گا وہ ثواب پچاس نمازوں کا پائے گا۔ اس حدیث میں مسجد اقصیٰ کا ذکر نہیں ثابت بنانی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہوا یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آیا اور میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھا جس سے انبیاء اپنا براق باندھتے تھے پھر میں

مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دو برتن لائے گئے ایک دودھ کا اور ایک شراب کا۔ میں نے دودھ کو پسند کیا جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت کو پسند کیا۔

اس حدیث میں دودھ اور شراب کے دو برتنوں کا پیش خدمت ہونا بیت المقدس میں کہا گیا ہے اور سابقہ حدیث میں اس کا ذکر آسمان پر بیت المعمور میں ذکر کیا گیا ہے ہو سکتا ہے دونوں جگہ ایسا ہو نیز اس حدیث میں انبیاء کے ساتھ نماز پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں جبکہ دیگر حدیثوں میں ذکر آیا ہے۔ مرقات میں ملا علی قاری نے رقم فرمایا ہے کہ یہ وہ نماز ہے جس میں انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اقتداء کی اور آپ کا اس میں امام الاصفیاء ہونا ثابت ہوا۔

ثابت بنانی کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں یوسف علیہ السلام کو دیکھا آپ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا

اذا هو قد اعطى شطر الحسن

اس کو یعنی یوسف کو آدھا حسن دیا گیا یا اس سے جنس حسن مراد ہے یا اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ والے مراد ہیں یعنی ان کے زمانے کے حسینوں کے مقابلہ میں تنہا یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا اور دوسرے تمام حسینوں کے مابین باقی آدھا حصہ حسن کا بانٹا گیا ہے۔

مرقاۃ شریف جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۹ میں ہے متاخرین سے بعض حفاظ نے جو ہمارے معتبر مشائخ سے ہیں کہا ہے کہ بیشک حضور اکرم ﷺ یوسف علیہ السلام سے زیادہ حسین تھے اس لئے کہ یوسف علیہ السلام کے متعلق نقل نہیں کہ ان کے چہرے کی روشنی دیواروں پر پڑتی تھی وہ آئینہ کی مانند نہیں تھا کہ اس میں منعکس ہو وہ چیز جو اس کے سامنے ہو لیکن یہ شان ہمارے نبی ﷺ کی صورت کے حق میں بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اکثر جمال کو چھپا رکھا تھا اس لئے کہ اگر آپ کے جمال کو اس کی حقیقت سے ظاہر کیا جاتا تو وہ اس کی طاقت نہ رکھتے تھے جیسا کہ بعض محققین کا قول ہے لیکن جمال یوسفی کو لوگوں سے چھپایا نہیں گیا۔ ثابت بنانی کی روایت یہ بات بھی زائد ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو جماعت ایک بار داخل ہوئی پھر وہ داخل نہیں ہوتی اور اس میں یہ بھی ہے کہ اے محبوب آپ کی امت سے جو کوئی پانچ نمازیں پڑھے گا وہ ثواب پچاس نمازوں کا پائے گا اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو کیا نہیں اس کے لئے ایک نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس نے اس کو کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے بُرائی کا ارادہ کیا اور اس کو کیا نہیں اس کے لئے وہ بُرائی نہیں لکھی جاتی اور جس نے اس کو کیا اس کے لئے صرف ایک بُرائی لکھی

جاتی ہے۔

ابن شہاب عن انس کی روایت میں پہلی روایتوں سے یہ چیز زائد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فرج عني سقف بيتي وانا بمكة جب میں مکہ میں تھا تو میرے گھر کی چھت کو پھاڑا گیا

مطلب یہ ہے کہ حضرت جبریل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اُم ہانی کے گھر کی چھت کو پھاڑ کر نازل ہوئے

اور اُم ہانی کے گھر کو اپنا گھر اس نسبت سے فرمایا کہ اس رات آپ وہاں آرام فرماتے۔ (مرقات)

اسی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو اس حال میں پایا کہ ان کے

دائیں جانب کچھ لوگ ہیں اور ان کے بائیں جانب کچھ لوگ ہیں جب وہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور

ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جو آدم کی دائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ

اولاد ہے جو جنت میں جائے گی اور جو بائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ اولاد ہے جو دوزخ میں جائے گی۔

اس روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى اسمع فيه صريف الاقلام

پھر مجھ کو اوپر چڑھا گیا یہاں تک کہ میں مقامِ مستوی پر بلند ہوا۔ اس میں میں نے قلموں کے چلنے کی آواز کو سنا

مرقات میں ہے مستوی قرار پکڑنے کی یا بلندی چاہنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اتنی

بلندی پر پہنچے کہ جو ملانکہ جہان کی مقادیر و قضا کو لکھنے والے ہیں ان کے قلموں کے چلنے کی آواز مسموع فرمائی۔ مرقات میں

اس کی شرح میں لکھا ہے

وهذا والله هو المنتهى الذى لا تقدم فيه لاحد عليه كذا حققه بعض الشارحين من علمائنا

قسم ہے اللہ کی یہی ہے وہ انتہی کہ اس میں آپ پر کسی کو تقدم حاصل نہیں یعنی آپ کے سوا یہاں کوئی نہیں پہنچا۔ ایسا ہی

ثابت کیا ہے اس کو ہمارے علماء سے بعض شارحین نے انتہی۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ وہ پہنچا سدرۃ المنتہی تک۔ سدرۃ المنتہی کو کئی

رنگوں نے ڈھانکا ہے ان رنگوں کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے آپ نے فرمایا پھر مجھ کو جنت میں داخل کیا گیا میں نے

وہاں دیکھا کہ اس کے گنبد موتیوں کے بنے ہوئے ہیں اور وہاں کی مٹی کستوری کی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان پر ہے جو چیز زمین سے اوپر چڑھتی

ہے اس کی انتہا وہاں تک ہے پھر اس کو وہاں سے اوپر کیا جاتا ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے اس کی انتہا بھی وہاں تک ہے پھر وہاں سے اس کو نیچے کیا جاتا ہے۔ ڈھانکا ہے سدرہ کو جس نے اس کو ڈھانکا۔ راوی نے اس کی تفسیر کی کہ وہ سونے کے پروانے ہیں جنہوں نے اس کو ڈھانکا ہے۔ وہاں رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطاء ہوئیں پانچ وقت کی نماز، سورۃ البقرہ کی آخری آیات اور اس شخص کی مغفرت جس نے آپ کی امت سے کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرایا۔ صحاح کی احادیث میں جو واقعہ معراج کا ہے وہ بعض اختلاف کے ساتھ یہی ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

وہ سرورِ کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے

نئے نئے لے طرب کے سامان عرب کے مہمان کے لئے تھے

حل لغات

سرور (فارسی) سردار۔ کشور (فارسی، مؤنث) ولایت، دیس، ملک۔ رسالت، پیغمبری۔ طرب (عربی، مؤنث) خوشی، فرحت۔ مہمان (فارسی) مہ اور ماں سے مرکب ہے مہ بمعنی چاند اور ماں بمعنی بمثل یعنی چاند جیسا چونکہ مہمان شرعاً ایک محبوب اور باہر سے آیا ہوئی شخصیت ہوتی ہے اسی لئے اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔

شرح

وہ کشورِ رسالت کے سرور جو عرشِ الہی پر جلوہ گر ہوئے تھے عرب کے مہمان کے لئے نئے اور نئے لے فرحت کے سامان تیار کئے گئے تھے۔

معراج کی تعداد

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

اسری بی فی قفص من لؤلؤ فراشه من ذهب۔ (روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۱۰۳ از بحر العلوم)

مجھے موتیوں والے قفص میں سیر کرائی گئی جس کا بستر سونے کا تھا۔

حضرت شیخ الاکبر قدس سرہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو معراج چونتیس بار ہوئی صرف ایک بار جسمانی نیت کے باقی روحانیت سے اور یہ گنتی قبل نبوت اور اس کے بعد تا وصال مکمل ہوئی۔

عقیدہ

اہل سنت کے نزدیک معراج بیداری اور روح مع الجسد یعنی اسی بشری شکل و صورت میں ہوئی۔

معراج جسمانی کی عقلی دلیل

جسمانی معراج کی عقلی دلیل لفظ ”عجب“ واضح ہے اس لئے کہ عبدروح مع جسد کو کہا جاتا ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے براق لایا گیا اور براق جسم (ثیل شے) اٹھانے کے لئے ہو سکتا ہے ورنہ روح کے لئے براق کس لئے؟ تیسری دلیل ہے کہ اگر روح سے معراج ہوتی تو پھر معراج کے منکرین کو انکار کیسا اس لئے کہ روح سے معراجی واقعات کو منکرین بھی محال نہیں سمجھتے انہیں انکار تھا تو جسمانییت سے (وہو المقصود)

بدعتی کی علامت

کاشفی نے لکھا کہ وہ بدعتی گروہ ہے جو حضور اکرم ﷺ کے جسم کو ثقیل سمجھ کر جسمانی معراج کا انکار کرتا ہے اس لئے کہ وہ نہ صرف شان نبوت کا منکر ہے بلکہ اسے قدرت حق کا بھی انکار ہے

آنکہ سرشت تنش از جان بود سیر و عروجش بتن آسان بود

جس کی تخلیق ہی روحانی ہو اس کے لئے جسم کے ساتھ معراج کو جانا کیا مشکل ہے؟

نبی کریم ﷺ کی بشریت بھی نوری تھی

اس کی ایک دلیل واقعہ معراج بھی ہے کہ آپ بشری شکل میں نوری بشریت سے پرواز فرمائی چنانچہ صاحب روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۰۳ آیت ہذا کے تحت لکھتے ہیں کہ

وقد ذکر و ان جبریل علیہ السلام اخذ طینة النبی ﷺ فجعلها بمیاء الجنة و کدورة فکان جسده

الطاهرة من العالم

احادیث میں مذکور ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کے جسم مبارک کا خمیر لیا تو اسے بہشت کے پانیوں سے دھویا یہاں تک کہ اس سے جملہ کثافتیں اور کدورتیں دور ہوئیں اس اعتبار سے آپ کا جسم بھی آپ کی روح پاک کی طرح علوی ہوگا۔

فائدہ

اسی لئے ہم سرور عالم ﷺ کے لئے کہتے ہیں کہ آپ نور ہیں اور آپ کی بشریت بھی نوری ہے۔

فافہم لاتکن من الوهابین الجاہلین

شب معراج میں سواریاں

یاد رہے کہ حضور اکرم ﷺ شب معراج سواریوں کے محتاج نہیں تھے بلکہ سواریوں سمیت ہر شے حضور اکرم ﷺ کی نظر کرم کی محتاج تھی بلکہ یوں کہو کہ جو نبی آپ تشریف لے گئے تو ہر ایک کو معراج ہو گئی۔

شب معراج میں آپ ﷺ کی سواریاں تھیں براق مکہ سے بیت المقدس تک، معراج یعنی سیڑھی بیت المقدس سے آسمان دنیا تک، ملائکہ کے پر ساتویں آسمان تک، جبریل کا پر سدرة المنتہی تک اور اس سے اوپر فر فر "قوسین او اذنلی" تک۔

آپ کے معراج کی مسافت مقام "او اذنلی" سے مقام "اوحیٰ" تک تین لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہے بعض نے تین لاکھ پچاس ہزار سال بتائی ہے۔

فائدہ

رات کو معراج ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ سراج ہیں اور سراج رات ہی کو روشن ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ بدر ہیں بدر بھی رات کو طلوع کرتا ہے۔

فائدہ

ساری زمین کا پانی بیت المقدس کے ضحہ کے نیچے سے پھوٹتا ہے، مسجد اقصیٰ ان چار مسجدوں میں سے ایک ہے جس میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا وہ چار مسجدیں یہ ہیں۔

(۱) مسجد مدینہ (۲) مسجد اقصیٰ (۳) مسجد مکہ (۴) مسجد قباء

بہار ہیں شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک

ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بوتے تھے

حل لغات

لے (اردو، مونٹ) سر، نبجہ، شوق، دھن۔ گھر، گانے والوں کا ایک طریقہ۔ عنادل، عنادل کی جمع، بلبل۔

شرح

ہر ملک ہر فلک اپنی اپنی سر اور لہجہ میں بلبلوں کے طرز پر یہی کہہ رہے تھے آج رحمت کی بہار ہے چمن کو شادیاں اور آبادیاں مبارک۔

معراج کی حکمتیں

حضور اکرم ﷺ کو اس خاکدان عالم سے شب معراج آسمان پر بلانے اور عجائب و غرائب قدرت دکھانے میں کئی حکمتیں تھیں۔

(۱) ایک رات حضور اکرم ﷺ کی امت گنہگار مع اعمال حضور پر پیش کی گئی آپ ان کے جرم و گناہ حد سے زیادہ شمار سے باہر دیکھ کر نہایت ملول و مخزون ہوئے اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے حبیب کا غمگین ورنج آلودہ ہونا اچھا معلوم نہ ہوا اور شب معراج حضور اکرم ﷺ کو بلا کر اپنے دریاہائے رحمت و خزانے مغفرت دکھائے تاکہ کثرتِ گناہ امت سے غمگین نہ ہوں اور دیکھیں کہ ان کی امت کے جرم و گناہ زیادہ ہیں یا ان کے رب عزوجل کے خزانے مغفرت و دریاہائے رحمت۔

آفاق تیر گرچہ زردی سیاه ماست دریائے رحمت تو قزوں از گناہ ماست

(۲) آج کی شب اپنے حبیب (ﷺ) کو اپنے حضور میں بلا کر اپنا دیدار دکھائیں تمام آسمان و عرش و کرسی جنت و دوزخ و مافیہا کی سیر کرائیں تاکہ رعب و ادب خوف و خطر ان کے قلب سے زائل ہو جائے اور قیامت جیسے دہش و ہولناک دن میں بیخوف و خطر تاج شفاعت فرق انور پر رکھ کر اپنے رب احکم الحاکمین کے حضور حاضر ہو کر حرفِ شفاعت زبان پر لائیں اور امت گنہگار کی شفاعت فرما کر جنت میں لے جائیں کہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی پہلی بار کسی حاکم ذی وجاہت کے حضور یا مقام ہولناک میں جاتا ہے تو اس کے رعب و ادب کے باعث زبان سے بات نکلنا دشوار ہوتی ہے، لرزہ بدن پر طاری ہوتا ہے اور اس مقام میں خوف کے باعث چلنا مشکل ہو جاتا ہے، دل میں سو سو طرح سے خوف و ہراس پیدا ہوتا ہے اور جب دوبارہ ایسی جگہ جانے کا اتفاق پڑتا ہے تو پہلے کی طرح دوبارہ جانے میں خوف و ہراس طاری نہیں ہوتا۔

(۳) بادشاہ حقیقی نے حضور اکرم ﷺ کو اپنا حبیب بنایا اور حبیب کو اپنے تمام خزانے و دفائن پر مطلع کرنا اور عجائب و غرائب مملکت کی سیر کرانا چاہیے جیسا کہ بادشاہان مجازی کا دستور ہوتا ہے کہ وہ جب کسی کو اپنی محبت کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں تو تمام خزانے و دفائن سے اسے مطلع کرتے ہیں اور عجائب و غرائب ملک کی سیر کراتے ہیں اور تمام اشیاء کا اسے مختار و مدار المہام بناتے ہیں لہذا اس بادشاہ حقیقی نے پہلے تمام خزانے و دفائن زمین پر حضور کو مطلع فرمایا جیسا کہ حدیث میں آیا

رویت لی الارض فاریت مشارقها و مغاربها

میرے لئے زمین سمیٹی گئی اور اس کے مشارق و مغارب مجھے دکھلائے گئے۔

پھر شب معراج اپنے پاس بلا کر عجائب و غرائب سموات و دوزخ و جنات و مافیہا کی سیر کرائی اور ان کے مفاہج

حضور کو عطا فرمائیں اور سب کا مالک و مختار بنایا جسے جو چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں۔

کل عالم و مافیہ کے سیاہ و سفید کا خالق نے انہیں مالک و مختار کر دیا

(۴) اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا فرمائے تو ان دونوں نے آپس میں مفاخرت و مباحات کی زمین نے کہا میں تجھ سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیوت و بحار و اشجار و اثمار و انہار و پہاڑ و خوش و طیور چرند و پرند جن و انس جمادات نباتات معدنیات وغیرہ سے زیب و زینت دی اور رنگ برنگ کے پھولوں، پھلوں، سبزیوں، ترکاریوں سے آراستہ و پیراستہ فرمایا۔ آسمان نے کہا میں تجھ سے بہتر ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے چاند و سورج، ستاروں و سیاروں سے مزین فرمایا اور مجھ میں عرش و کرسی، لوح و قلم، دوزخ و جنت اور اس کے اشجار و اثمار حور غلاماں ملائکہ پیدا فرمائے۔ زمین نے کہا کہ مجھ میں اللہ تعالیٰ نے ایسا برکت والا گھر بنایا کہ جس کی زیارت و طواف کو انبیاء و اولیاء اور تمام مسلمان راہ دور دراز سے آتے ہیں آسمان نے کہا مجھ میں بیت المعمور ہے کہ جس کے طواف کو فرشتے آتے ہیں اور مجھ میں جنت ہے کہ جہاں تمام تمام انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صالحین کی روحیں آکر جمع ہوتی ہیں اور بعد حشر ہمیشہ اس میں رہیں گی۔ زمین نے کہا کہ میں تجھ سے بدرجہا بہتر ہوں کہ مجھ میں سید المرسلین، خاتم النبیین، حبیب رب العالمین، باعث موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات رونق افروز ہوئے اور احکام شریعت جاری کئے اللہ کے دین کو مجھ پر پھیلا یا جب یہ آسمان نے سنا جواب سے عاجز و ساکت ہو کر جناب باری میں عرض کی کہ الہی تو ہی مضطر و پریشان کی دعا مقبول کرنے والا ہے۔ میں زمین سے مناظرے میں ساکت اور جواب سے عاجز ہو گیا لہذا تجھ سے ملتی ہوں کہ تو اپنے حبیب لیبیب کو مجھ پر بلاتا کہ میں بھی زمین کی طرح اس کے قدم و میمنت لزوم کے باعث فخر کروں پس اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اپنے حبیب کو آسمان پر بلایا اور اسے خجست و شرمندگی سے رہا کیا۔

(۵) اپنے حبیب کو آسمان پر بلا کر تمام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین پر آپ کا فضل و شرف ظاہر فرمائے اور سب کا امام و پیشوا بنائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بیت المقدس میں حضور امام الانبیاء ہوئے اور ان پر حضور کا فضل و شرف ظاہر ہوا اور بیت المعمور میں امام الملائکہ کئے گئے تاکہ ان پر بھی آپ کا فضل و بزرگی عیاں ہو یا یہ حکمت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمت عالم فرمایا آپ کی رحمت سے زمین والے تو مستفیض ہوئے تھے آسمان والے رہے جاتے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے حضور کو آسمان پر بلایا اور اپنے حبیب کی رحمت سے آسمان والوں کو بھی مستفیض فرمایا تاکہ کوئی فرد عالم آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔

(۶) جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر آیۃ الکرسی نازل فرمائی اور جبریل علیہ السلام نے اس کے فضائل و فوائد آپ کے روبرو بیان کئے آپ کو اس کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا لہذا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو آسمان پر بلا کر کرسی دکھائی آپ نے دیکھا کہ وہ زمر دہن کی ہے اور ایک روایت میں سونے کی ہے اور ایک روایت میں موتی کی اور اس کے پائے مردارید کے ہیں اور اس قدر بڑی ہے کہ تمام آسمان وزمین اس کے اوپر مثل ایک حلقہ کے ہیں اور اس پر بخط نور آیۃ الکرسی لکھی ہے اور آس پاس اس کے چالیس ہزار کرسیاں اور رکھی ہیں اور ہر ایک پر ایک فرشتہ کھرا ہوا آیۃ الکرسی پڑھ رہا ہے اور ثواب ان کا قاری آیۃ الکرسی کو امت محمدیہ سے بخشا ہے۔

(۷) جب بعد وفات ابوطالب کفار عرب نے حضور کو بے حد ایذا دینا شروع کی تو حضور ﷺ نے ایک دن نہایت حسرت و ایاس سے فرمایا کاش اگر آج میرا کوئی دوست تو کام آتا، رفیق ہوتا تو غمخواری کرتا، یار ہوتا تو دلداری کرتا۔ اب کافروں نے محمد کو تنہا پکرایا دینا اور برا کہنا شروع کیا ہے۔ یہ فرما کر شام کو اپنی پھوپھی ام ہانی کے گھر جا کر ایک حجرے میں ملول و مغموم عبادتِ الہی میں مشغول ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ملول و مغمول دیکھ کر دلداری و غمخواری فرمائی اور اسی رات جبریل کو بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنے عجائب و غرائب قدرت دکھا کر دیدارِ کلام سے مشرف فرما کر حضور کی تسکین خاطر فرمائی۔ بھید و اسرار کی باتیں کہا کرتا ہے رازِ دل عیاں کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے محبوب کو اپنے حضور بلا کر مغیباتِ دو عالم پر مطلع کرنا اور راز و اسرار ”فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهِ مَا اَوْحٰی“ سے آگاہ کرنا مقصود تھا لہذا اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے حبیب سے رازِ دل کہنے اسرار ”فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهِ مَا اَوْحٰی“ مطلع کرنے کے واسطے رات کو دن پر اختیار فرمایا۔

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھو میں

اُدھر سے انوار ہنستے آتے اُدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

حل لغات

رچی تھی، ماضی از رچنا، سمانا، معطر ہونا، رنگ لانا، شادی کی دھوم دھام ہونا (یہاں یہی مراد ہے) مچی تھی، ماضی از مچنا، ہونا، عمل میں آنا۔ نفحات، بفتحات بوہائے خوش (یعنی خوشبوئیں) غیاث۔ دھو میں، دھوم کی جمع، غل غپاڑہ، شہرت، افواہ۔

شرح

شب معراج ادھر آسمانوں میں ادھر زمین پر شادی کا سماں تھا اور خوب افواہیں پھیلی ہوئی تھیں کہ آج رات مرشد کائنات ﷺ معراج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں، آسمانوں سے انوار کی چمک تھی، ادھر زمین سے خوشبوئیں مہک رہی تھیں جیسے شادیوں میں عموماً ہوتا ہے کہ شادی والوں کے متعلقین کے ہاں چہل پہل ہوتی ہے اور یہاں تو معاملہ کچھ ایسا ہے کہ کائنات کے مرشد اور ملک و ملکوت کے امام ﷺ کا مریدین و معتقدین کو دیدار سے سرشار فرمانا ہے۔

لطیفہ

کسی فلسفی (دہریہ) نے فقیر اویسی غفرلہ سے پوچھا کہ حضور اکرم ﷺ کا آسمانوں کو پار کر کے عرش تک پہنچنا ناممکن سا ہے اس لئے کہ درمیاں کئی کرے ایسے ہیں جن سے کسی بھی بشر کا وہاں سے گزرنا محال ہے مثلاً کرہ زمہریر، کرہ شمس وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا کہ پہلے تم ان کروں سے پوچھو کہ جب ان کے آقا و مرشد ﷺ وہاں پہنچے انہیں (کروں) کو ہوش بھی رہا تھا یا دیدار مرشد ﷺ سے مہلت بھی پائی؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام کروں کے مبداء دراصل حضور ﷺ ہی ہیں تو پھر فروع کی کیا مجال کہ اصل کے سامنے اپنی ہستی کا دم مارے۔

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی

وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

حل لغات

چھوٹ، رہائی، آزادی، فرصت، مہلت، کمی۔ چاندنی، چاند کی روشنی۔ چھٹکی از چھٹکنا (بکسر الجیم العجمی) بکھرنا، بتر، بتر ہونا، روشنی ہونا۔ جگمگا از جگمگانا، جگمگ کرنا، روشن ہونا۔ نصب، کھڑا کرنا، گاڑنا۔

شرح

ان کے رُخ کے نور کی وجہ سے نور والوں کو اپنے نور کی کمی محسوس ہوتی ہے اس لئے کہ اس رات (معراج) میں عرش تک روشنی ہی روشنی پھیلی ہوئی تھی وہ رات کیا روشن تھی درحقیقت جگہ جگہ پر نورانی آئینے گاڑے گئے تھے جن پر رسول اللہ ﷺ کا نور جگمگا رہا تھا۔

شب معراج آرائش کا انتظام

رجب المرجب کی ستائیسویں تاریخ دوشنبہ کا دن ہے کنول آفتاب اپنی نیلگوں جھیل میں غوطہ زن ہو چکا ہے، لیلائے شب گیسوئے دراز کھوئے ہوئے سکان رُبع مسکون پر سایہ فگن ہو چکی ہے، آسمان نے نیلگوں پیر بن اتار کر

موتیوں جڑی سیاہ چادر اوڑھ لی ہے، چار سو سناٹا ہی سناٹا ہے، لوگ میٹھی نیند سو رہے ہیں کہ صنایع ازل کا شاہکار اقلیم قدسیت کا تاجدار، جو یائے حقیقت ترجمانِ فطرت، آمنہ کالال، عبداللہ کا گوہر تابدار اپنی چچا زاد بہن اُم ہانی کے گھر محو خواب استراحت ہے، آنکھیں سو رہی ہیں مگر دل یادِ الہی میں بیدار ہے اچانک رحمت خداوندی موجزن ہوئی، وصل حبیب کے لئے لقائے مطلوب کے لئے طالب سراپا انتظار بن کر سید الملائکہ حضرت جبریل کو حکم دیتا ہے کہ میکائیل سے کہو کہ تقسیم رزق کا پیاناہ ہاتھ چھوڑ دے، عزرائیل سے کہو کہ قبض ارواح سے ہاتھ روک لے، اسرافیل سے کہو کہ وہ زنگھے کو منہ سے ہٹا دے، جنتوں کو سجایا جائے، پرچم رحمت و بخشش لہرایا، نقارۂ جود و سخا بجایا جائے، گردشِ لیل و نہار رک جائے، انہارِ تلاطم سے اور شمس و قمر گردش سے باز رہیں، شیطان کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جائے، حورانِ خلد آراستہ و غلمانِ جنت پیراستہ ہو کر طریبِ نعمتوں کا آغاز کریں اور تمام ملائکہ اپنے فرائض سے سبکدوش ہو کر سراپا انتظار بن جائیں۔

نئی دلہن کی پھین میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا

حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

حل لغات

پھین، سجاوٹ، خوبصورتی، زیبائش۔ نکھرا نکھرنا بمعنی صاف، اجلا۔ سنورا از سنورنا، درست ہوا، آراستہ ہوا۔ حجر سے حجر اسود مراد ہے۔ کمر سیراد کعبہ کا کونہ۔ تل، بدن کا کالانقطہ، آنکھ کی پتلی ذرا سا تھوڑا، بہناؤ، ٹیپ ٹاپ، سجاوٹ۔

شرح

جب حضور سرورِ کشور رسالت ﷺ جبریل علیہ السلام کی قدم بوسی پر بیدار ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے پیغام وصل دیا اور کعبہ معظمہ میں تشریف لے جانے کی التجا کی قدم نازک اٹھا اور رحمتِ محمد ﷺ کعبہ معظمہ میں جلوہ ریز ہوئے۔ نورانی رخساروں کی تابش سے کعبہ بجلی کی طرح چمکنے لگا۔ اس کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ شب معراج کعبہ معظمہ ایک نئی دلہن کی طرح نہایت ہی حسین و جمیل روپ میں تھاروشن ہو کر آراستہ پیراستہ سنورا اور سنور کے خوب نکھرا یعنی آج اس کے حسن و جمال کا انتہائی جوش جو بن تھا حجر اسود پر قربان جاؤں کہ وہ کعبہ معظمہ کی کمر میں ایک تل کی طرح ہے لیکن اس میں بھی لاکھوں سجاوٹوں کے رنگ بھر دیئے گئے کہ اب کعبہ کے حسن و جمال میں اس کے رنگ نے اور نکھار پیدا کر دیا۔

اعدائے رضا کے بغض و عداوت کا نمونہ

اہل علم کو معلوم ہے کہ یہ قصیدہ معراجیہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی علمی، روحانی، عرفانی شخصیت کو اجاگر کرنے کا جیتا جاگتا اور روشن اور چمکتا ہوا ثبوت ہے لیکن خدا تعالیٰ تعصب کا بیڑا غرق کرے کہ حسن کو قبح کہنے کی گندی عادت میں مبتلا رہتا ہے ویسے تو اعدائے رضا کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی ہر ادا ناپسند ہے بالخصوص آپ کی وہ ادائیں جو آپ کے کمال علمی کا آئینہ ہیں مخالفین کو اور زیادہ کھٹکتی ہیں نہ صرف ہمارے دور میں اعدائے رضا کا بُرا حال ہے بلکہ خود آپ کے اعداء حسد اور بغض کی آگ میں جلے بھنے رہتے ہیں جیسا کہ آپ کی زندگی کے حالات گواہ ہیں۔ چند نمونے فقیر اسی شرح حدائق شریف کی جلد سوم میں عرض کر چکا ہے ان کی عداوت کا نمونہ اس شعر کے ساتھ چند دیگر اشعار معراجیہ بھی ہیں جنہیں پڑھ کر اعدائے رضا نے شور مچایا کہ احمد رضا کافر ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ (معاذ اللہ)

ریاست بہاولپور کے دیوبندی

وہابی مولویوں کا جاہلانہ شور و غوغا

فقیر مخالفین کے غوغا و شور اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا پُر زور جواب من و عن نقل کر کے اس کا نام تجویز کرتا ہے

”محمد رسول اللہ عروس مملکت اللہ“

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

مسئلہ از گڑھی اختیار خان تحصیل خان پور ریاست بہاولپور مرسلہ جناب محمد یار صاحب واعظ ۹ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ قبلہ معتقدین دام ظہم۔ از خاکسار محمد یار مشتاق دیدار بعد نیاز شب معراج آپ کا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دولہا دلہن کے متعلق شور اٹھایا کہ اللہ جل جلالہ حضور اکرم ﷺ کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے شب برأت کو یہاں گڑھی اختیار خان میں ان الفاظ کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے

اے مجددِ یمن بے سرو سامان مددے قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مددے

ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کر کے اس ہفتہ میں بھیج کر مسلمانانِ اہل سنت و جماعت کو عزت بخشی حضور پر فرضی سمجھی جا رہی ہے یہ فی سبیل اللہ بصدقہٴ روضہٴ رسول ﷺ اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرمادیں کہ موجب اطمینان اہل اسلام ہو۔

الجواب

اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے انہیں ہر جگہ کفر ہی کفر سو جھتا ہے۔ قصیدہ مذکورہ میں دو جگہ دلہن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولہا کا۔ وہ اشعار یہ ہیں

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے
نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذاتِ تحت کے تھے
دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اڑ رہا تھا غزال نائفے بسا رہے تھے
خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جنان کا دولہا بنا رہے تھے
بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پپائی اترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے
جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

انتباہ

ان میں کون سی جگہ اللہ عزوجل کو معاذ اللہ دولہا یا دلہن کہا گیا ہے ”ولکن الوهابیۃ قوم یفترون وہابیہ کے بنائے مذہب کذب و افترا پر ہے اور کیونکر نہ ہو کہ ان کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لئے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے ہاں مشیخت نبی رکھے نہ ہو کہ ان سے بچتا ہے اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہو جائیں گے اسی لئے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوبُ ۝ (پارہ ۷، سورۃ الحج، آیت ۷۳)

کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔

لَيْسَ الْمَوْلَىٰ وَ لَيْسَ الْعَشِيرُ (پارہ ۷، سورہ الحج، ۱۳)

پیشک کیا ہی برامولی اور پیشک کیا ہی برار فیک۔

شعراول میں تو دولہن کسی کو بھی نہ کہا اپنے معنی حقیقی پر ہے زینت کعبہ کوئی دولہن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دولہن کی نازش سے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور از دی نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا

ماست الجنة میسا کما تمیس العروس فی خدرها

جنت خوشی سے جھومنے لگی جیسے نئی دولہن فرحت سے جھومے۔

شعر سوم میں کعبہ کو دولہن کہا اور مکان آراستہ کو دولہن کہنا محاورہ صحیحہ شائع ہے امام احمد مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

عسقلان احدى العروسین یبعث منها یوم القیامة سبعون الفابغیر حساب علیہم

عسقلان دو دولہنوں میں ایک ہے روز قیامت اس میں سے ستر ہزار ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔

مسند الفردوس میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

طوبی لمن اسکنه اللہ تعالیٰ احدى العروسین عسقلان او غزہ

شادمانی ہے اسے جس کو اللہ تعالیٰ دو دولہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان یا غزہ۔

فائدہ

باقی چار اشعار میں حضور اقدس ﷺ کو دولہا کہا ہے اور وہ پیشک تمام سلطنت الہی کے دولہا ہیں۔

امام قسطلانی مواہب لدینہ شریف میں نقل فرماتے ہیں

هو ﷺ ارأی صورة ذاته المبارکة فی الملکوت فاذا هو عروس المملکة

نبی ﷺ نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارک کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الہی کے دولہا ہیں (ﷺ)

دلائل الخیرات شریف میں ہے

اللهم صلی علی محمد بحر انوارک ومعدن اسرارک ولسان حجتک وعروس مملکتک
الہی دور ذبیح محمد ﷺ اور ان کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری
سلطنت کے دولہا ہیں۔

فائدہ

علامہ محمد فاسی اس کی شرح **مطالع المسرات** میں فرماتے ہیں

مملکتک فوق موضع الملک شبه بمجتمع العرس وما فيه من الاحتفال والتناهي في الصنيع والتألق
في محسناته وترتيب اموره وكونه جديدا ظريفا واهله في فرح وسرور نعمة وحبور فرحين
بعروسهم راضين به محبين مكرمين له موثمين لامره متنعمين له بانواع المشتهايات بدليل اثبات
اللازم الذي هو العروس والمعهود تشبيه مجتمع العرس بالمملكة وعكس التشبيه هنا لاقتضاء
المقام ذلك ليفتد ان سر المملكة ونكتتها ومعناها الذي لاجله كانت هو المصطفى ﷺ كما ان
سر مجتمع العرس ونكتة ومعناه الذي لاجله كان هو العروس والمصطفى ﷺ هو الانسان الكبير
الذي هو الخليفة على الاطلاق في الملک والملکوت قد خلعت عليه اسرار الاسماء والصفات
ومکن من التصرف في البسائط والمركبات والعروس بجاکي بشانه شان الملک والسلطان في
نفوذ الامر وخدمة الجميع له وتفر عنهم لشانه ووجدانه ما يحب ويشتهي مع الراحة واصحابه في
مؤنته وتحت اطعامه فتم التشبيه وتمكنت الاستعارة

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس درود مبارک میں سلطنت
کو برأت کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائش انتہاء کو پہنچائی جاتی ہیں۔ سب کام قرینے
سے ہوتے ہیں، ہر چیز نئی اور خوش آئند، لوگ دولہا پر شاد و فرحان اس کے چاہنے والے اس کی تعظیم و اطاعت میں
مصروف اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانتی نعمتیں پاتے ہوئے اور عادت یوں ہے کہ برأت کے مجمع کو سلطنت سے تشبیہ
دیتے ہیں یہاں اس کا عکس کیا کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برأت کے مجمع کا مغز و سبب دولہا ہوتا ہے یوں تمام سلطنت
الہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل راز و مغز و معنی صرف مصطفیٰ ﷺ ہیں

دولہا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

اس لئے کہ حضور تمام ملک و ملکوت پر اللہ عز و جل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عز و جل نے اپنے اسماء و صفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد و مرکب میں تصرف کا اختیار دیا۔ دولہا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے اور سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں۔ یوہیں حضور ﷺ میں عالم میں بادشاہ حقیقی عز و جل کی شان دکھاتے ہیں، ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کے خدمت گار زیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عز و جل موجود کر دیتا ہے

ما ارای ربک الا یسارع فی ہواک

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ امام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس ﷺ سے عرض کرتی ہیں میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔
تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ

انما انا قاسم واللہ المعطی

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پر نور ﷺ فرماتے ہیں ہر نعت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔
یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس ﷺ تمام سلطنت الہی کے دولہا ٹھہرے۔ **والحمد للہ رب العالمین**

فائدہ

نبیہتی شعب الایمان میں امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

لکل شئی عروس وعروس القرآن الرحمن

ہر شے کی جنس میں ایک دولہن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمن دولہن ہے۔
یہاں کسے دولہا ٹھہرائیے گا تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہوگا مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی

حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

ان الله تعالى يبعث الايام القيمة على هياتها ويبعث يوم الجمعة زهراء منيرة اهلها فيحفون بها

كالعروس تهدي الى كريمها

پیشک اللہ عز وجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا اور جمعہ کو چمکتا روشن دیتا جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوئے جیسے نئی دولہن کو اس کے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کر کے لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابوطالب کی قوت القلوب اور حجة الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں

قال عليه السلام ان الكعبة تحشر كالعروس المزفوفة (قال الشارح الى بعلها) وكل من حجها يتعلق باستارها

يسعون حولها حتى تدخل الجنة فيدخلون معها.

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیشک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دولہن کو دولہا کی طرف لے جاتے ہیں تمام اہل سنت جنہوں نے حج مقبول کیا اسکے پردوں سے لٹکے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہوئے یہاں تک کہ کعبہ اور اس کے ساتھ یہ سب داخل جنت ہوں گے۔

نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے

يزف على بنى وبين ابراهيم عليه الصلوة والسلام الى الجنة ان كسرت الزاء فمعناه يسرع من

زف في مشيه وازف اذا اسرع وان فتحت فهو من زففت العروس ازفها اذا احدثتها الى زوجها

یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف یوں لے جائیں گے جیسے نئی دولہن کو دولہا کے یہاں لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابن المبارک وابن ابی الدنیا و ابو الشیخ اور ابن النجار کتاب الدرر الثمینہ فی تاریخ المدینۃ میں کعب احبار

سے راوی کہ انھوں نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابو عبد اللہ محمد قرطبی کے الفاظ یہ ہیں کہ

روى ابن المبارك ن عائشة رضي الله تعالى عنها انها قالت ذكر وارسول الله ﷺ وكعب الاحبار

حاضر فقال كعب الاحبار

یعنی امام ابن المبارک نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر پاک تھا تو اس

وقت کعب الاحبار حاضر تھے تو کعب الاحبار نے کہا کہ ستر ہزار فرشتے ہر صبح اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم ﷺ کا طواف کرتے ہیں اور اس کے گرد حاضرہ کر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یونہی طواف کرتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں یونہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔

فائدہ

مواہب لدنیہ شریف میں ہے

ما من فجر یطلع الا نزل سبعون الف ملک یحفون. (الحديث)

ہر فجر کو ستر ہزار ملائکہ اتر کر مزار اقدس کا طواف کرتے ہیں۔

فائدہ

علامہ زر قانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یحفون کا معنی یطوفون لکھا (طواف کرتے ہیں)

حتى اذا انشقت عنه الارض خرج في سبعين الفا من الملائكة يزفونه ﷺ

جب حضور اکرم ﷺ مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور بارگاہ عزت یوں لے چلیں گے جیسے نئی دہن کو کمال اعزاز و اکرام و فرحت و سرور رات و آرام و تزک و احتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔

فائدہ لغویہ

”یـ ز فـ“ کا معنی طیبی (شرح مشکوٰۃ) اور مجمع بحار الانوار و المدارج الشریفہ اور تذکرہ اور مواہب لدنیہ میں

”یزفون“ کا معنی ”یوقروہ ﷺ التوقیر“ بمعنی التعظیم لکھا اور مجمع بحار الانوار میں طیبی شاعر مشکوٰۃ کی علامت لگا کر اس

طرح لکھا جو ہم نے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کی حدیث نہایہ الاثیر سے نقل کی اور انہوں نے ہر دونوں وجہوں میں

فی سبعين الفا من الملائكة يزفونه ﷺ

ستر ہزار فرشتے حضور اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور آپ کے مزار کا طواف کرتے ہیں۔

نقل فرمایا ہے۔

یعنی ”یزفون“ بمعنی ”یطوفون“ ہو تو بھی صحیح ہے اور اگر بمعنی ”یوقرون“ ہو تو بھی۔ اسی لئے امام احمد رضا

محدث بریلوی قدس سرہ نے دونوں مطالب بیان فرمائے ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

اور امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں

چوں مبعوث می گردد و آنحضرت از قبر شریف بیرون می آید میان این قرشتگان زقاف می کنند

اور او زقاف دراصل بمعنی بروں عروس بخانہ زوج و مراد این جالازم معنی ست کہ بردن محبوب

ست پیش محب یعنی بردن آن حضرت ﷺ بدرگاہ عزت

جب آپ ﷺ مزار اقدس سے باہر تشریف لائیں گے درمیان میں لے کر ملائکہ آپ کو بارگاہ حق میں لے جائیں گے۔

زقاف دراصل بمعنی دولہن کو اپنے گھر سے شوہر کے گھر میں لیجانے کو کہتے ہیں لیکن لازمی معنی ہے کہ محبوب کو محبت کے ہاں لے جانا یعنی حضور ﷺ کو رب اکرم کی بارگاہ حق تک پہنچانا۔

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر ان کو اس پر تنبیہ بیکار۔ ان کے اصل مذہب کی بناء ہی اس پر ہے کہ

اللہ و رسول تک کو شرک بناتے ہیں پھر اور کس کی کیا گنتی۔ ان کے امام نے تفویت الایمان میں صاف لکھ دیا ”جو کہے اللہ

و رسول نے دولتمند کر دیا تو وہ مشرک ہے“ حالانکہ بعینہ یہی کلمہ خود اللہ عز و جل و سید المرسلین ﷺ نے قرآن عظیم و حدیث

صحیح میں فرمایا ہے۔

وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَيْهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۝ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت ۷۴)

اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انھیں دولتمند کر دیا اپنے فضل سے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ما ينقم ابن جميل الا انه ان كان فقيرا فاغناه الله ورسوله

ابن جمیل کو کیا برا لگا آخر یہی کہ وہ محتارج تھا اللہ و رسول نے اس کو دولتمند کر دیا۔

انتباہ

مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ جل جلالہ نے فرمائی اللہ کے رسول کریم ﷺ نے فرمائی۔ وہابیہ کا امام منہ پھیر کر

کہہ رہا ہے کہ جو ایسا کہے مشرک ہے، پھر بھلا جس مذہب میں اللہ و رسول تک معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو

کافر کہنے کی کیا شکایت۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۶ صفحہ ۲۰۲ تا ۱۹۸)

اضافہ اویسی غفرلہ

شب معراج ہی خود شاہد ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دولہا اور تمام انبیاء و ملائکہ علیٰ نبینا و علیہم السلام کو استقبالی اور باراتی بنایا۔

سنت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضور اکرم ﷺ کو دولہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کہا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

کان رسول اللہ ﷺ منذ اسری به ریحہ ریح عروس واطیب من ریح عروس۔ (سبل الہدی)

شب اسری جب رسول اللہ ﷺ کو دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپ کے جسم سے عروس کی خوش کی طرح خوشبو آتی بلکہ آپ کی خوشبو عروس کی خوشبو سے بھی معطر تھی۔

فائدہ

عروس لغت میں دولہا دولہن دونوں کو کہا جاتا ہے چنانچہ غیاث اللغات میں ہے عروس بفتح اول زن نوکد خدا و مرد نوکد خدا عورت نو شادی شدہ (دولہن) مرد نو شادی شدہ (دولہا)

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے

سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بخت کے تھے

حل لغات

آنچل (مذکر) پلو، کنارہ، شال یا اوڑھنی کا دامن۔ بخت، خالص، صرف ذات، بخت، تصوف کی اصطلاح میں۔ تجلی، اصطلاح تصوف میں وہ انوار غیوب جو دل پر کھلتے ہیں۔

شرح

دولہائے کائنات ﷺ کی نگاہ میں خصوصی تجلیات تھیں ان سے بوجہ حیا محراب نے سر جھکا دیا اس کے سیاہ پردے سے اس کے چہرے پر ذات حق تعالیٰ کے جلوؤں کا پلو پڑا ہوا تھا۔

حقیقت کعبہ

اس شعر میں حقیقت کعبہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس کی تحقیق و تفصیل تو فقیر اویسی غفرلہ نے رسالہ ”کعبہ کا کعبہ“ میں عرض کر دی ہے یہاں حضرت علامہ محمد عبدالوحید قدس سرہ کی تحقیق مع تشریح پر اکتفا کرتا ہے جس کا ترجمہ مولانا دوست محمد اجیری مرحوم نے ماہیت الحق میں کیا۔ وہ لکھتے ہیں

یہ کہ مکہ معظمہ محل نور حجابی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرح سجدہ کیا گیا اور حقیقت اس نور حجابی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار فعالیت کے مبالغہ فاعل ہے (یعنی سب سے بڑھ کر کرنے والا) مبدد ربو بیت ہی کہ جہاں سے ظہور ربو بیت کی ابتداء ہے اور یہی یقین ذاتی و جود باوجود حضور ﷺ (جو عالم کا مبداء اور مواد ہے) علت ہی ہے یعنی سبب ظہور و جود مبارک ہے اور یہی تعین ذاتی کہ علت و جود باوجود حضور ﷺ ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے جو شامل مسجودیت ہیں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا مسجود الہ ہے اسی لئے آپ نے سجدہ کیا ہے۔

خلاصہ از اویسی غفرلہ

یہ کعبہ شریف ایک نور محبوب کا مرکز اسی لئے حضور اکرم ﷺ کا مسجود الیہ ہے اور اس نور کی حقیقت تعین ذاتی ہے یعنی صفت ربو بیت کی ابتداء کا مظہر چونکہ یہ حضور ﷺ کے ظہور مبارک کا سبب ہے اسی لئے آپ نے اس کی تعظیم و تکریم سے اس کی طرف سجدہ کیا اس کے بعد ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ترجمہ

اگرچہ حقیقت نور محمد ﷺ جو آپ ﷺ کا مبداء تعین ہے کہ جہاں سے آپ کے تعین کی ابتداء ہوئی حقیقت نور حجابی سے اعلیٰ و افضل ہے کیونکہ مبداء ہونا حقیقت نور محمدی کا حقائق الہیات کے لئے ہے لیکن وہ نور حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نور محمدی ﷺ حادثی مخلوقات خدا سے ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے اور کلام ان دونوں کے نفس و جود میں ہے نہ ان دونوں کی حقیقت میں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا کعبہ کی حقیقت کو مسجود الیہ بنانا بھی اس کی افضلیت سے نہیں۔

پھر فرمایا کہ

ترجمہ

اور استحالہ ذات مبارک حضور اکرم ﷺ کا انوار حجابی کُلّی آدانی سے ہے پس یہ استحالہ شریف جزئی آنی ہوگا اور فضیلت نور حجابی کعبہ معظمہ کی کلیۃً آپ کے سبب ہے اور کُلّی کو فضل جزئی پر جزئی کا احاطہ کرنے کے سبب ہے اور یہ بیان

کرنا حقیقت میں جواز ہے۔ سوال مقدر کا جو اسی عبارت سے نکلتا ہے اور مکہ معظمہ کا سبب جگہوں سے محبوب تر جگہ ونا حضرت محبوب رب العالمین کی خاطر عاطر میں خدائے مقصود و معبود کا محل نورِ حجاب ہونے سے سبب سے ہے اور مدینہ مکرمہ کا جواب رب العالمین میں احب البقاع ہونا سبب فرود گاہ و جود باوجود حضور ﷺ ہے۔ پس شرفِ مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارق بین فضل و منزلت میں ہے جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو مکہ معظمہ پر ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے فضلِ جزئی کی تاویل ہو سکتی ہے بخلاف فضلِ مکہ مکرمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین اس کا وصف ہونے کے سبب سوائے نگلی کے اور فضل اس کا نہیں ہو سکتا۔

اور قطع نظر اس فضل کے انتساب میں یہ فضل مقصود ہے اگر کوئی اور فضل ہو گا وہ غیر مقصود ہے اور البتہ وہ زمین جو حضرت کے جسد طیب کے حمل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جس نے جسد مبارک کو اُٹھا رکھا ہے تمام روئے زمین اور آسمان سے اشرف ہے سوائے اس زمین کے کہ محل نورِ حجابی ہے اور سوائے عرشِ عظیم کے جو نورِ معبود کا محل ہے اگر تو ہمارے علماء کے اختلافی مطالب اور ان کی دلیل جو کچھ انہوں نے اختیار فرمائی معلوم کرے گا اور اس فقیر کی دلیل کو (جو بہتر اختیار کی ہے) تو ان شاء اللہ تعالیٰ مطلب کو صحیح پہنچ جائیگا اور بے شک عنصرِ قلب شریف حضرت عرشِ عظیم کی ماہیت سے افضل ہے کیونکہ عنصرِ مسلوبات روح میں تابع روح ہے پس جیسے روحِ اعلیٰ کو روحِ تابع سے افضلیت ہے حکم میں روحِ اعلیٰ کے مسلوبات روح تابع کے مسلوبات سے فوقیت و فضیلت ہے اس طرح عنصرِ اعلیٰ روح کو فوقیت و فضل ہے۔ عنصرِ روح تابع سے اس لئے کہ عنصرِ تابع روح ہے اور البتہ عنصرِ قلبی افضل ہے عنصرِ قلب سے اپنے اپنے حد کے تفاوت پر جبکہ حج و پیروی روح میں موجوداتِ محمدی کا آپ کے مخصوصہ ملوبات سے فرق کا لحاظ کریں اور قلب بسیط آنحضور ﷺ عرشِ عظیم سے افضل ہے بلکہ فضیلت کے بعد بڑھ کر فضیلت ہے اس لئے کہ تعینِ عرشِ عظیم نور محمد ﷺ کا ایک جز و قلیل ہے باوجود حملِ انوارِ قدیم کے متعدد آئینوں میں بسبب لزومِ تجدد اپنے امکان کے اور آن واحد میں سبب لزومِ قرار اپنے تشخص زائد کے کیونکہ حدوثِ ماہیتِ امکانی کے لئے جدت لازمی ہے اور جدت بعد فنا تعدادِ امکان و زمان کی مستلزم ہے لہذا تعینِ عرش کو حملِ انوارِ قدیم کا متعدد آواں میں باعتبار تجدد و خلقِ ماہیتِ ضروری ہے اور تشخص زائد کو جو ماہیت پر ایک شے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوامِ بقاء میں فنا نہ ہونے کے سبب قرار لازمی ہے کہ آن واحد کا مستلزم ہے لہذا تشخصِ عرش کو حملِ انوارِ قدیم کا بسبب لزومِ قرار آن واحد میں ہوگا۔

فقیر اُسی غفرلہ نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے کتاب و مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف ملاحظہ ہو۔

تعارف مصنف کتاب

اس کتاب کا تعارف اور مصنف کے القابات مابیتہ الحق کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس کتاب مسمیٰ بہ تذکرۃ الحق از تصنیف عارف باللہ واصل الی اللہ بما لک کامل مخزن حقائق منبع دقائق محقق الملیۃ والدین مظہر علمائے راسخین، کاشف اسرار غیبی، واقف علم لدنی، صوفی صافی، شیخ الوقت، فقیر کامل، حضرت استاد مولانا مولوی محمد عبدالوحید المناطی بہ محمد امیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اس کے بعد ایک صفحہ تقریباً کتاب کی توصیف میں لکھا اس کا ترجمہ کرنے والے ان کے شاگرد مولانا دوست محمد اجمیری مرحوم ہیں اس کا نام مابیتہ الحق رکھا پرانی اردو ہے فقیر نے اسے جوں کا توں رہنے دیا۔ چند مقام کی اصلاح کر کے پھر اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا البتہ صلعم کاٹ کر فقیر نے ﷺ کا اضافہ کیا ہے گذشتہ ۱۴ صدی کے اوائل کی تصنیف ہے اس کا اول و آخر گم ہے کتاب کا اکثر مواد فتوحات مکہ شریف سے ماخوذ ہے بہر حال حقیقت کعبہ پر جو مختصر لکھا ہے خوب لکھا ہے ہم نے اپنے موضوع کے مطابق پا کر اس باب کا ترجمہ لکھا دیا ہے تاکہ واضح ہو کہ حضور اکرم ﷺ حقیقت کعبہ کے بھی کعبہ ہیں چنانچہ اسی کتاب مذکور میں ہے

اور تعین قلب بسط شریف ایک عظیم گلی ہے انوار قدیم کا آوان متعددہ میں حامل ہونے کے سبب خود کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آن واحد میں اپنے تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے اور انصاف گلی کا تشرف جو آوان میں ہوتا ہے ایک دوسرا فضل ہے کہ عرش عظیم کو اس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے اور اس تبیین یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہے فکری خطاؤں کا پس نسبتیں کہ وجہ مخصوصہ رکھتی ہیں ان کو اپنے اپنے محل میں ٹھہراتے ہیں فکر سلیم چاہیے تاکہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہیے حاصل ہو اور اسی طرح تعظیم و محبت ہے حضور اکرم ﷺ اور دوسرے آثار کی جن کی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے مختصر یہ ہے

جس جانشان پائے مبارک ہو آپ کا برسوں ہی مسجد سے اہل بصیرت کیا کریں

اگر سن لو کہ حضور اکرم ﷺ کا کوئی اثر ہے گو محقق نہ ہو تو تعظیم و محبت لازم ہے کیونکہ اس کی نفی ثابت نہیں ہو سکتی اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے ورنہ تعظیم و محبت میں بے ادبی ظاہر ہے چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حال میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پرانی عمارت دیکھتے تھے پورے ادب کے ساتھ چومتے تھے یہ خیال کر کے کہ شاید کبھی اس پر رسول خدا، حبیب کبریاء ﷺ نے اپنے دست مبارک لگائے ہوں۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ تعظیم آثار کے لئے

صحیح روایت درکار نہیں صرف احتمال کافی ہے۔ (ماہیت الحق صفحہ ۳۲۳ تا ۳۲۵)

حاضر و ناظر کے متعلق ایک دلیل

کعبہ ایک کمرہ ہے جو مکہ معظمہ میں ہے لیکن اس کے جلوے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں ورنہ کعبہ تو ایک کمرہ ہے وہ کُل مخلوق کا قبلہ کیسے جبکہ عالم دنیا کے نمازی مختلف جہان و مختلف مقامات پہ نماز ادا کرتے ہیں تو سب کو تو ایک کمرہ آگے نہیں بلکہ وہی حقیقت کعبہ سب کی قبلہ ہے اسی حقیقت کعبہ کے لئے حکم ہے کہ اُدھر پیٹھ کر کے نہ بیٹھو، پاخانہ، پیشاب کے وقت اس طرف پیٹھ ہو اور منہ نہ ہو یہاں تک کہ ایک صحابی نے مدینہ طیبہ میں اس طرف تھوکا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا اور اب بھی یہی حکم ہے کہ قبلہ کی طرف تھوکنہ مکروہ ہے۔

اسی حقیقت کعبہ کے انوار ذرہ کائنات میں پھیلے ہوئے ہی اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ ہر وقت قبلہ رخ بیٹھنے والے کا چہرہ نورانی ہو جاتا ہے یہ انوار اسی حقیقت کعبہ کے ہیں جس کا نقاب یہی ظاہری کعبہ ہے۔

نکتہ

کعبہ ایک مرکز میں رہ کر ہر جگہ حاضر و ناظر اور لباس کے اندر ایسا نور کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے لیکن افسوس کہ کعبہ کے کعبہ (ﷺ) سے انکار۔

قبلہ الہی

نبی پاک ﷺ کعبہ کا قبلہ (کعبہ) تسلیم کرنے میں بدقسمت امتی پس و پیش کر رہا ہے۔ حضرت علامہ سید آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں تو ثابت فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ خود اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بھی آپ ﷺ قبلہ (مرکز توجہ) ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو

وقيل المراد بهان لكل احد قبلة فقبلة المقربين العرش والروحانيين الكرسي والكرويين البيت المعمور والانبياء قبلك بيت المقدس وقبلتك الكعبة وهي قبلة جسدك واما قبلة روحك فانا وقبلتي انت. (روح المعانی پارہ ۲ رکوع اول صفحہ ۴۲ تحت آیت ”ولكل وجهة الخ“)

بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر شے کا اپنا قبلہ ہے اس معنی پر مقربین کا قبلہ عرش اور روحانیوں کا کرسی کروبیوں کا بیت المعمور حضور اکرم ﷺ کے پہلے اکثر الانبیاء کا بیت المقدس اور آپ کا قبلہ کعبہ لیکن یہ جسم کا کعبہ ہے اور آپ کے روح کا قبلہ ذات باری تعالیٰ ہے اور باری تعالیٰ کا قبلہ حضور اکرم ﷺ۔

انتباہ

یہاں قبلہ سے مراد مرکز توجہ ہے نہ یہ کہ اللہ بھی نماز پڑھتا ہے باطن تو اس کی نماز کا قبلہ حضور اکرم ﷺ ہیں؟ (معاذ

اللہ)

صاحب روح المعانی کا مطلب یہاں قبلہ سے مرکز توجہ ہے اور بس۔

مجدد دین و ملت، شیخ الاسلام حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منی لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ان اشعار کے تحت مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی شرح حدائق بخشش ملاحظہ ہو۔

خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے

وہ نغمہ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

حل لغات

امنڈ از امنڈنا، ابلنا، بھر آنا، جمع ہونا۔ طاؤس، مور (خوشنما رنگ) پرند کا نام۔ نغمہ، راگ، گیت، سریلی آواز۔

سماں، زمانہ، وقت، موقع محل، لطف، جو بن۔

شرح

خوشی کے بادل جمع ہو کر آئے، دلوں کے مور نے اپنے رنگ دکھائے، وہ نغمہ نعت کا سماں ایسا تھا کہ خود حرم

شریف بھی وجد کنان تھا۔

مروی ہے کہ جب آپ کی سواری بطحاء سے روانہ ہوئی تو میدانِ بطحاء آپ کے نور سے روشن ہو گیا اور بہشت

سے خوشبو چلی صلوٰۃ و سلام کی صدا ہر طرف سے گونجی اور مرجا کے نعرے لگے

دونوں عالم میں نور علی نور کیوں کیسی رونق افروز آج رات ہے

یہ مسرت ہے کس کی ملاقات کی عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے

طور چوٹی کو اپنے جھکانے لگا چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا

عرش سے فرش تک جگمگانے لگا رشک صبح و صفا آج کی رات ہے

فائدہ

جب روانگی کا سماں ہو تو حرم کو وجد نہ آیا ہو گا تو کیا ہو گا۔

یہ جھومامیراب زر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈھلک کر
پھو ہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

حل لغات

جھوما از جھومنا، لہرانا، جھلکنا۔ میراب زر، سونے کا پرنا لہ مراد میراب رحمت جو کعبہ کا پرنا لہ شریف ہے۔ جھومر، ایک قسم کا زیور جو ماتھے پر خوبصورتی کے لئے لگایا جاتا ہے، گروہ۔ ڈھلک از ڈھلکنا، اوپر سے نیچے کو آنا، ٹپکنا۔ پھو ہار، ترشح، ہلکی ہلکی بارش، جھڑ از جھڑنا گرنا۔

شرح

میراب رحمت کا جھومر جھکا ایسا جھکا کہ کان پر ڈھلک آ گیا ہلکی ہلکی بارش برسی تو موتی ہی گرے جن سے حطیم شریف کی گود موتیوں سے بھر گئی۔

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکین جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

حل لغات

گستاخ، شیوخ، چالاک، بے شرم (بے ادب) شریر، پہلا دوسرا معنی مراد ہے۔ آنچلوں، آنچل کی جمع، پلو، کنارہ، شال یا اوڑھنی کا دامن۔ مشکیں، سیاہ، مشک جیسی خوشبو کا، مشک کے رنگ کا۔ غزال (بکسر النعین) ہرن کا بچہ۔ نافے، نامہ کی جمع بمعنی کستوری کی تھیلی جو ہرن سے نکلتی ہے۔ بسا از بسانا، خوشبودار کرنا، آباد کرنا، پہلا معنی ہی مراد ہے۔

شرح

دلہن (کعبہ) کی خوشبو سے کپڑے مست تھے باد نسیم چالاک کے پلو سے جو غلاف سیاہ (خوشبودار) اڑ رہا تھا ہرن اپنی خوشبو کی تھیلی کو خوشبودار بنا رہا تھا۔

پہاڑیوں کا وہ حسن ترین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکلیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دو پٹے دو دھانی چنے ہوئے تھے

حل لغات

ترتیب، آرائش، زینت، سجاوٹ۔ تمکین، طاقت، بل، عزت، قدرشان و شرافت۔ دھانی، ہلکا سبز رنگ، ایک قسم کے چاول، دھان بونے کے قابل زمین۔ چنے ہوئے از چننا، اکٹھا کرنا، سمیٹنا، چھانٹنا، تعمیر کرنا، سجانا، سلیقہ سے رکھنا، چنت ڈالنا۔

شرح

شب معراج پہاڑیوں کے حسن و سنگار کا کیا کہنا اور ان کی اونچی چوٹی کا ناز و عزت اور شان و شرافت اللہ اللہ۔ کیا خوب کہ بادِ صبا سے لہریں آئیں تو انہوں نے سبز رنگ کے دوپٹے اپنے اوپر سجا رکھے تھے۔

نہا کے نہروں نے وہ دمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا

کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل تھلتے تھے

حل لغات

نہا، نہانا کا اسم۔ دمکتا، چمکتا، آبِ رواں، بہتا پانی، چلتا پانی، باریک ڈوریا (کپڑا) یہاں یہی مراد ہے۔ چھڑیاں، چھڑی کی جمع، تپلی لکڑی، ہاتھ کی لکڑی، بید، پتلی۔ دھار لچکا، جھٹکا، ہچکولہ، موج، ایک قسم کا پتلا گوڑہ۔ حباب، پانی کا بلبلا، شیشے کے گولے، ایک قسم کا زیور۔ تاباں، روشن، چمکدار، بل کھائی ہوئی۔ تھل، جگہ، ٹھکانا۔ ٹکے، ماضی ٹکنا، بٹھرنا، قیام کرنا، نیچے بیٹھ جانا۔

شرح

نہروں نے غسل کر کے آبِ رواں (باریک کپڑا) کا چمکدار لباس پہن رکھا تھا اس نہر کی موجیں بید یعنی ہاتھ کی لکڑیاں (چابک) تھیں اور پانی کی دھار یعنی پانی کا تیز بہاؤ ایک قسم کا پتلا گوڑہ معلوم ہوتا تھا اس میں چمکدار بلبلے جگہ بنا کر آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔

اس شعر میں جو علم معانی و بیان کے دریا بہا دیئے ہیں چونکہ میرے موضوع سے متعلق نہیں اسی لئے اس فن کے ماہر کو دعوتِ سخن ہے لکھے جتنا جی چاہے۔

انتباہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے کلام منظوم (حدائقِ بخشش) کے اکثر اشعار کا یہی حال ہے۔

پرانا پُر داغ ملگجا تھا اُٹھا دیا فرش چاندنی کا

ہجوم تارنگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باد لے تھے

حل لغات

داغ، دھبہ، نشان، عیب، زخم، رنج، صدمہ۔ ملگجا، کچھ میلا کچھ رجلا، کچھ صاف نہیں۔ چاندنی، چاند کی روشنی۔ ہجوم، کسی پر یکبارگی ٹوٹ پڑنا، بھیڑ بھاڑ، انبوه۔ تار، تاگہ کسی دھات کا لمبا ڈورا، سلسلہ، ریزہ، ٹکڑا۔ باد لے، بادلہ کی جمع، زری ایک قسم کا کپڑا جو ریشم اور چاندی کے تاروں سے بنا جاتا ہے۔

شرح

چاند کی روشنی کا پُرانا فرش جو جگہ جگہ پر داغ دار اور میلا کچھ ہوا ہو چکا تھا اسے اُٹھا لیا گیا تھا اس کے بجائے عرش سے تافرش قدم قدم پر نوری مخلوق کی پُرانبوه اور مسلسل نگاہوں کے سناری فرش بچھے ہوئے تھے۔

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں

ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

حل لغات

غبار، گرد، دھول، کدورت، رنج، کینہ، بیزاری، کہر، دھند، دھواں۔ نثار، قربان۔ رہگزر، راہ، عام سڑک۔

شرح

ہم غبار بن کر قربان جائیں لیکن اب وہ راستہ کہاں ملے جہاں ہمارے دل اور حوروں کی آنکھیں اور فرشتوں کے پَر بچھے ہوئے تھے۔

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم

جب اُن کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

حل لغات

جھرمٹ، عورتوں کا حلقہ، بھیڑ، درمٹ، سڑک کوٹنے کا آلہ۔ قدسی، پاک، فرشتہ، نیک آدمی۔ جناں (بکسر الجیم و تخفیف النون) جنت کی جمع۔

شرح

خدا تعالیٰ صبر کی دولت بخشے جان پر غم ہے اے عزیز میں تجھے وہ عالم کیسا دکھا دوں جب حضور اکرم ﷺ کو ملائکہ کرام حلقہ باندھ کر جنت کا دولہا بنا رہے تھے۔

غسل نبوی کا منظر

مردی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام راہوار براق لے کر حاضر ہوئے حضور اکرم ﷺ خواب میں تھے پاس ادب بیدار نہ کر سکے انتظار میں کھڑے تھے فرمانِ الہی پہنچا

قبل قدمیہ

چوم کہ تیرے لبوں کی سردی سے محبوب کی آنکھ کھلے اور تجھے اس کے صلہ میں خدمت اس در کی ملے اسی دن کے واسطے میں نے کافور سے پیدا کیا تھا چنانچہ جبریل نے اپنا مونہ حضور اکرم ﷺ کے پائے مبارک پر ملا۔
ایک روایت میں ہے کہ حکم ہوا اے جبریل دور رہ ہم خود اپنے حبیب کو لطف و کرم سے بیدار کریں گے چنانچہ حضور بیدار ہوئے جبریل کو کھڑا اور خوشخبری معراج سناتے پایا۔

غزل

ہے یہ معراج کی شب اے مرے سرور جاگو
آیا جبریل ہے لینے کو پیہر جاگو
شمع کافور لئے در پہ ہیں حاضر ملکوت
خلق کے راہنما ہادی و رہبر جاگو
منتظر دید کا ہے آج خداوند جہان
چل کے دکھلا دو ذرا روی منور جاگو
حوریں جنت کی ہیں مشتاق لقای احسن
اے شہ حسن اٹھو ساقی کوثر جاگو
خواب راحت سے جگاتا ہے تمہیں یہ خادم
نرگسیں چشم کر دو اگل خوشتر جاگو
چل کے بخشش کرو امت کی بلاتا ہے کریم
یہ شب قدر ہے اے شافع محشر جاگو

لایا جنت سے ہوں راہوار سواری کے لئے

برج خوبی کے درخشندہ اختر جاگو

پس آنحضرت ﷺ جبریل علیہ السلام کے لبوں کی سردی محسوس فرما کر بیدار ہوئے جبریل کو بالین پر کھڑا پایا اور

عرض کرتے سنا

ان الله جل جلاله يقرئك السلام وهو يدعوك وانا حاملك الى الله تعالى

آپ کے رب تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور بلایا ہے اور میں اس تک لے جانے والا ہوں۔

پس آنحضرت ﷺ نے قصد طہارت فرمایا خطاب آیا اے جبریل بہشت میں جا اور وہاں سے آب کوثر لا اُس

سے میرے حبیب کو نہلا ابھی کلام تمام نہ ہونے پایا تھا اور حضور بند قبانہ کھولنے پائے تھے کہ داروغہ بہشت دوصرا حیاں

یا قوت کی آب کوثر سے بھری ہوئی اور ایک طشت زمردیں جس کے چار پہلو تھے اور ہر پہلو پر ایک ایک گہر تابان رکھا تھا

لایا اور حضور اکرم ﷺ کو اس سے غسل دیا پھر حلقہ بہشتی پہنایا اور عمامہ نورانی باندھا۔

فائدہ

عمامہ کو داروغہ بہشت نے سات ہزار برس پہلے خلقت آدم علیہ السلام سے حضور اکرم ﷺ کے واسطے تیار کیا تھا

اور چالیس ہزار فرشتہ اُس کے گرد نہایت تعظیم سے کھڑے ہو کر تسبیح و تہلیل کیا کرتے تھے اور عقب ہر تسبیح حضور پر درود پڑھا

کرتے تھے جب داروغہ بہشت اُسے لے کر چلا تو سب اُس کے ہمراہ آ کر حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس

عمامے میں چالیس ہزار نقش اور ہر نقش میں چار خط تھے۔ اول میں محمد رسول اللہ دوم میں محمد نبی اللہ سوم میں محمد خلیل اللہ

چہارم میں محمد حبیب اللہ لکھا تھا پس جبریل نے روئے نور حضور کو اڑھائی نعلین سبز زمردیں پہنائیں پٹہ یا فوت سرخ کا کمر

سے باندھا تازیانہ زمرد سبز کا جس میں چار سوموتی آفتاب کی مانند چمکتے ہوئے جڑے تھے ہاتھ میں دیا اور دست اقدس

تھام کر مسجد میں لائے۔

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وہاں تشریف فرما کر آب زم زم سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف خانہ کعبہ ادا

فرما کر حطیم میں قدرے استراحت فرمائی تھی کہ جبریل طشت طلائی پر از حکمت و عرفان و کرم و ایمان لے کر حاضر

ہوئے اور حضور کو چیت لٹا کر سینہ مقدس چیرا اور دل مبارک نکال کر چاک و پاک کیا حکمت و عرفان و نور ایمان سے بھرا اور

سینہ و عروق کو آب زم زم سے صاف و شستہ کر کے اُس میں رکھا رکھتے ہی زخم بھرا آیا کسی قسم کا درد و الم محسوس نہ ہوا۔

نکتہ

سینہ مقدس چاک و پاک کرنے میں یہ بھید تھا کہ آپ کا حوصلہ بقدر اُن ترقیات و کمالات کے کہ جو آج کی رات عنایت ہوں فراخ و کامل ہو جائے اور قلب مبارک حکمت و ایمان سے بھرنے میں یہ حکمت تھی کہ انوار و تجلیات و علوم و معارف کی استعداد و قابلیت اور عجائب و غرائب ملک و المملکات دیکھنے سے حکیم مطلق کی کمال قدرت پر اطمینان کُلی حاصل ہو پھر جبریل نے دست مبارک پکڑا اور خانہ کعبہ سے بطحا مکہ میں لائے۔

فائدہ

شق صدر حضور چار مرتبہ ہوا ایک زمانہ رضاعت میں دوسرے قریب بلوغ تیسرے مسند نبوت پر جلوہ فرما ہونے سے پہلے چوتھے شب اسراء۔ اس کی تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب ”معراج المصطفیٰ“ میں ہے۔

اتار کر اُن کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا

کہ چاند سورج چل چل کر جبین کی خیرات مانگتے تھے

حل لغات

صدقہ، وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے نام پر دی جائے، خیرات۔ بٹ، تقسیم۔ چل چل، تکرار تاکید لفظی ہے۔ چل چلنا کا اسم ہے، پھرنا، ضد کرنا۔ جبین، پیشانی، ماتھا۔

شرح

شب معراج حضور اکرم ﷺ کے رُخ انور کی خیرات اتار کر نور کے احاطے تقسیم کئے جا رہے تھے چاند اور سورج پھرے ہوئے تھے اور بضد تھے کہ ہمیں تو صرف جبین اقدس (سے جو نور ٹپک رہا ہے) کی بھیک نصیب ہو۔

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جو بن ٹپک رہا ہے

نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

حل لغات

چھلک، لبریز، لبالب، بھرا ہوا، چھلکنا کا اسم ہے، کناروں تک بھر کر ٹپکنا، ڈھلکنا، نیچے گرنا۔ جو بن، سیان پن، اٹھتی جوانی، پھبن، نوجوان عورت کے پستان۔ ٹپک، ٹپکنا کا اسم قطرہ قطرہ گرنا، رسنا، چھننا، پکے پھل کا گرنا۔ کٹورے، کٹورہ کی جمع، پانی پینے کا پیالہ آباد، خوب بسا ہوا۔

شرح

وہی شب معراج والا نور تو لبریز اور لباب ہو کرتا حال موجود ہے اور وہی جو بن تو ابھی تک ٹپک رہا ہے آپ کے نورانی غسل کے وقت جو نورانی پانی گرا تھا وہ ستاروں نے نوری پیالے پر کر لئے تھے۔

بچا جو تلوؤں کا اُن کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن

جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

حل لغات

تلوؤں، تلو کی جمع، پاؤں کی ایڑھی اور نیچے کے بیچ کا حصہ۔ دھوون، کسی چیز کا دھلا ہوا پانی۔ رنگ و روغن، چمک و دمک، چہرہ مہرہ۔ اترن، اترے ہوئے کپڑے۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے غسل مبارک کی فراغت کے بعد آپ نے جو پاؤں مبارک دھوئے آپ کے پاؤں کے تلوؤں سے جو پانی گرا وہ جنت کا چہرہ مہرہ اور اس کی چمک دمک بنی اور آپ نے غسل کے بعد پہلی پوشاک اقدس اتاری وہ جنت کے باغات کے نورانی پھول ہیں۔

مروی ہے کہ جو نبی حضور اکرم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کی آواز کو مسموع فرمایا بیدار ہوئے اور جبریل علیہ السلام کو پوچھا اے جبریل تو رحمت کی آیت لے کر آیا ہے یا عذاب کی۔ جبریل نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا یہ اور آپ ﷺ کو اپنے دربار میں بلایا ہے ایک راز کے لئے جو آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جبریل رب کریم نے مجھ کو اپنے پاس بلایا ہے وہ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا جبریل نے عرض کی

لِيُغْفَرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲)

تا کہ اللہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

آپ نے فرمایا یہ تو میرے لئے ہے میری امت کے لئے جو بمنزلہ میری عیال کے ہے کیا ہے۔ جبریل نے عرض کی آپ کی امت کے لئے

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

ہے یعنی آپ ﷺ پر آپ کا رب یہاں تک عطا کرے گا کہ آپ امت کے بارے میں راضی ہو جائیں گے۔

رضوان نے عمامہ کو جنت سے لیا تو فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے رب تو نے ہم کو اس عمامہ والے پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا اب تو ہم کو اسے آنکھوں سے دیکھنے کا شرف بھی عطا فرما۔ ہم کو اجازت دے کہ ہم بھی رضوان کے ساتھ تیرے محبوب صاحب عمامہ کے در اقدس پر حاضر ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دی۔ وہ رضوان جنت کے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ آپ ﷺ کے وضو کا پانی جو طشت میں جمع ہے میکائیل کو دو اور پھر اس کے بعد اسرافیل کو اور عزرائیل کو دو۔ عزرائیل کو حکم ہوا کہ وہ یہ پانی جنت الفردوس میں لے جائے اور حوروں کو کہے کہ وہ اس پانی کو اپنے منوں پر ملیں جب حوروں نے وہ پانی اپنے منہ پر ملا تو ان کا نور اور حسن پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو گیا۔ راویوں نے ذکر کیا کہ جب جبریل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں براق پیش کیا آپ اس پر سوار ہوئے تو براق نے شوخی کی جبریل علیہ السلام نے کہا اے براق تو حیا نہیں کرتا محمد ﷺ سے پس قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے نہیں سوار ہوا تیری پشت پر کوئی جو افضل ہو محمد ﷺ سے براق نے کہا اے جبریل کیا یہ نبی عربی ہے؟ جبریل نے کہا ہاں براق نے کہا یہ صاحب حوض المورود ہے جبریل نے کہا ہاں اس نے کہا یہ قائد ہے جبریل نے کہا ہاں اس نے کہا یہ شفیع المذنبین ہے کہا ہاں۔

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی

وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

حل لغات

تحویل، حوالہ کرنا، سپردگی، امانت، پونجی، کسی ستارے کا عمل ہونا۔ رُت، ہر چیز کا زمانہ، فصل، موسم۔ سہانی، سہانا کی مونث، دلپسند، من بھاتی، پیاری، جوڑا، پوری پوشاک۔

شرح

خبر سورج کی تحویل کی یہ تھی کہ سہانی گھڑی کا موسم بدلے گا آپ ﷺ نے نورانی عالم کی پوشاک زیب تن فرمائی اور یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے۔

تجلی حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور

دور وید قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

حل لغات

تجلی، روشنی، چمک، اصطلاح صوفیہ وہ انوارِ غیب جو دل پر کھلتے ہیں۔ سہرا، پھولوں یا موتیوں کی وہ لڑیاں جو دولہا دلہن کے سر سے منہ پر لٹکائی جاتی ہے۔ نچھاور، نثار، بکھیرا، اتارا۔ پرے، اس طرف، دور، الگ۔ جما کر، حال ہے، مصدر جمانا، ترتیب سے لگانا، چسپاں کرنا، راضی کرنا، ٹھاننا، مضبوط کرنا، دور وید، دوطرفہ۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے سر مبارک پر تجلی حق کا سہرہ سجایا گیا اور آپ پر صلوٰۃ و سلام کے تحفے نچھاور کئے گئے دونوں طرف قدسی فرشتے دور منظم طور سلامی کے لئے کھڑے تھے۔

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن

مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

حل لغات

واں، وہاں۔ لپٹ، لپٹنا کا اسم چٹنا، پیچھے لگنا، چپکنا، الجھنا، مصروف ہونا، بل کھانا نہ ہونا، یہاں بمعنی چٹنا کا اسم یعنی چمٹ کر ترکیب میں حال ہے۔ اترن، اترے ہوئے کپڑے۔ نامرادی، بد نصیبی، ناکامی۔

شرح

کاش ہم بھی وہاں گلشن کی خاک ہوتے اور آپ کے قدموں کو چمٹ کر آپ کا اترا ہوا لباس لے لیتے لیکن لیا کریں ہمارے قسمت میں تو یہ نامرادی لکھی تھی۔

ابھی نہ آئے تھے پشت زین تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک

صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے

حل لغات

شلک، توپوں کی باڑ، توپ کی آواز سر ہوئی، پیچھے لگی۔ صدا، گنبد کی آواز، آہٹ، فقیر کی آواز۔ مبارک، نیک، اچھا، خوشخبری، مبارک باد۔ مستانہ، مست کی طرح مستانے کی مانند، وہ شخص جس کی چال سے مستی ظاہر ہو، مجذوب۔ جھومتے

از جھومنا، جھکنا، لڑکھڑانا، ہاتھی کی سی چال چلنا، لہرانا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ ابھی زین مبارک پر مکمل طور رونق افروز بھی نہیں ہوئے تھے مغفرت امت کی آوازیں سنائی دینے لگیں ادھر شفاعت نے مبارک باد کی صدا دی اور بیچارے گناہ مستانہ وار جھوم رہے تھے۔ اچھا ہوا ہم آپ کی امت کی اذیت رسائی سے بچ گئے اگر امت کو ایذا پہنچتی تو ہماری وجہ سے اور یہ حضور اکرم ﷺ کے غم کا سبب تھا لیکن اب آپ کو مغوم کرنے کے ارتکاب کی بے ادبی سے ہم بچے اس طرح ہمارا آقا خوش ہوا ہم بھی خوشی سے مستانہ وار جھوم رہے ہیں۔

امت کی بخشش کا مژدہ

روایات میں ہے کہ ستر ہزار نورانی فرشتوں نے براق کے گرد حلقہ کیا ہوا تھا۔ جبریل نے رقاب اور میکائیل لگام تھامے ہوئے تھے۔ جب رحمت دو عالم ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو رحمت کردگار کے تمام دروازے کھلے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ کو اپنی گنہگار امت یا داگئی موقع غنیمت جان کر فرمانے لگے اے جبریل جب تک میری گنہگار امت کے متعلق مجھے کوئی مژدہ نہیں مل جاتا اس وقت تک میں براق پر نہیں بیٹھوں گا۔ یہ سننا تھا کہ رحمت حق موجزن ہوئی ندا آئی اے میرے پیارے حبیب آپ اپنی امت کا غم نہ کھائیں۔ روزِ محشر آپ مقامِ محمودہ پر فائز ہوں گے جب آپ کے لب ہائے مبارک امت کی شفاعت کے لئے کھلیں گے ہماری اجابت بڑھ کر اسے گلے لگے گی اور ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ آج کی طرح روزِ محشر آپ کے ساتھ آپ کی امت کے لئے بھی براق بھیجیں گے تاکہ وہ آنکھ جھپکنے میں پل صراط سے گذر کر جنت الفردوس میں داخل ہو جائے۔ (ریاض الاذہار صفحہ ۲۰۹)

اپنی امت کے حق میں مژدہ شفاعت لے کر رحمت عالم ﷺ اس انداز سے براق پر سوار ہوئے کہ جبریل نے رکاب پکڑی، میکائیل نے لگام تھامی، ستر ہزار فرشتے نور کی قندیلیں اور کافور کی بتیاں روشن کئے ہوئے براق کے ارد گرد پرے جمائے کھڑے تھے کہ آپ کی سواری رواں دواں ہوئی ادھر سواری چلی ادھر رحمت خداوندی کی بادِ بہاری

عاری عالم میں بادِ بہاری چلی
سرورِ انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذاتِ باری چلی
ابر رحمت اُٹھا آج کی رات ہے

عجب نہ تھا رخس کا چمکنا غزالِ دم خورہ سا بھڑکنا
شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

حل لغات

عجب، نیا، عمدہ، نادر۔ رخس، بالفتح رنگ سپید و سرخ ورم آمیختہ لیکن مجازاً ہر گھوڑے کو رخس کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ
غیاث میں ملاحظہ ہو یہاں براق شریف مراد ہے۔ غزال، ہرن کا بچہ۔ دم خورہ سا، حرف تشبیہ، مثل، مانند جیسے کالا سا
وغیرہ بھڑکنا، شعلہ زن ہونا، غصہ آنا، سخت گرم ہونا۔ شعاعیں، شعاع کی جمع، چمک، سورج کی کرن۔ بکے، بکا (ضم)
الباء) ہندی لفظ ہے دھوئیں کا اکٹھا ہو کر نکلنا، مشت، خاک۔ صاعقے، صاعقہ کی جمع، بجلی، جلانے والی بجلی۔

شرح

براق کے چمکنے سے تعجب کیوں ایسے اس غزال تیز رفتار کا بھڑکنا اس لئے کہ اس وقت نورانی شعاعیں بکے اڑا رہی
تھیں اور آنکھوں پر چمکدار بجلی تڑپ رہی تھی یعنی طرف نور ہی نور اپنے جو بن جوش و خروش سے موجزن تھا۔

أوصاف براق

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ براق دنیا کے جانوروں جیسا نہ تھا گدھے سے اونچا نچر سے چھوٹا اس کا چہرہ انسانوں
جیسا تھا اس کی کلنی ابدار موتیوں کی سی اور یا قوت کی شاخوں سے آراستہ اور تیز روشنی سے چمک رہی تھی اور اس کے دونوں
کان سبز مرد کے تھے، اس کی دونوں آنکھیں چمکتے ستارے کی طرح تھیں اس کی شعاعیں سورج کی طرح بکھر رہی تھیں۔
خاکستری رنگ، چستکبر اس کی تین ٹانگیں سفید تھیں ہاں آگے کی جانب دائیں ٹانگ سفید نہ تھی اس پر موتیوں اور
جواہرات سے جڑی ہوئی پالان تھی اس کی مزید خوبیاں کیا ہی بتاؤں نہایت ہی خوبصورت اور آدمی کی سانس لیتا تھا۔

(الاسراء لابن عباس صفحہ ۱۵، ۱۶)

براق کا عشق نبوی

جبریل بموجب فرمانِ ربِ جلیل بہشت میں براق لینے آئے دیکھا کہ چالیس ہزار براق وہاں پڑ رہے ہیں اور
سب کی پیشانی پر نامِ نامی آنحضرت کا لکھا ہے اور ان میں ایک براق نہایت مغموم و مخزون سر نیچے ڈالے ایک سمت کھڑا
ہے دریا ئے اشک آنکھوں سے بہا رہا ہے۔ جبریل نے اُس کے پاس جا کر باعثِ رنج و ملال دریافت کیا کہا اے
جبریل چالیس ہزار برس سے آتشِ عشقِ محمدی دل میں شعلہ زن ہے جس کے باعث نہ رات کو آرام نہ دن کو چین ہے پس

جبریل نے اُسی براق کو حضور کی سواری کے واسطے پسند کیا اور اپنے ہمراہ لے کر دولت سرائے سلطان انس و جان پر آئے۔ (روض الاظہار صفحہ ۳۰۷)

براق کی ناز برداری

حضور اکرم ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو وہ بدکنے لگا سبب پوچھا گیا تو کہا کل قیامت میں مجھے شرف نصیب ہو آپ نے اس کے ساتھ وعدہ فرمایا۔ (معارج النبوة جلد ۳ صفحہ ۷۵)

ہجوم امید ہے گھٹاؤ مرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ

ادب کی باگیں لئے بڑھاؤ ملکہ میں یہ غلغلے تھے

دل لغات

گھٹاؤ (ہندی) کمی، کسر، کوتاہی، دریا کا اتار یہی مراد ہے۔ باگیں، باگ کی جمع۔ ملائکہ، فرشتے۔ غلغلے، غلغلہ، غل، شور، ہلڑ، دھاک۔

شرح

ہجوم امید ہے انہیں گھٹاؤ یوں کہ انہیں مرادیں دے کر راستہ سے ہٹاؤ ادب کی باگیں لئے ہوئے آپ کو آگے بڑھاؤ ملائکہ کرام میں یہی شور و غل تھا۔

اٹھی جو گردہ منورہ وہ نور برسا کہ راستے بھر

گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

دل لغات

گرد (الفتح کاف عجی) غبار، راکھ، دھول۔ منور، روشن، چمکنے والا۔ بھر، تمام، سارا، مقدار۔ گھرے از گھرنا، گھیرے میں آنا، چھانا، اُمنڈنا۔ جل تھل، پانی ہی پانی۔ اُمنڈ، اُبل، بھرا ہوا، جمع۔ ابل، جوش از اُبلنا، جوش میں آنا، پکنا، چھلکنا، ٹپکنا، بدکنا۔

شرح

نورانی گرد جو اُٹھی تو اس سے نور برسا اور تمام راستہ پر بادلوں نے گھیرا ہوا تھا اور بادلوں میں نوری بارش سے جل تھل ہی جل تھل تھی اور پانی اُبل اُبل کر بہہ رہا تھا کہ اتنا نورانی پانی کہ گویا جنگل میں پانی ابل رہا تھا۔

یہ اس روایت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے دائیں بائیں اسی اسی ہزار ملائکہ دورو یہ کھڑے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں نورانی شمع تھی حتیٰ کہ ان کی چمک سے بطحاء کا دالان روشن تھا جب حضور اکرم ﷺ وہاں تشریف لے گئے آپ کی ذات بابرکات کے نورانی پرتو سے ایسی روشنی ظاہر ہوئی کہ تمام شمعوں پر غالب آگئی بلکہ اس وقت چاند سورج ہوتے تو ماند پڑ جاتے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میں نے اپنے حبیب ﷺ کو ستر ہزار حجابات سے پوشیدہ کیا ہوا ہے اس وقت صرف ایک حجاب اٹھا ہے کہ تمام شمعیں بجھ گئی ہیں حالانکہ یہ فرشتے عرش سے شمعیں لائے تھے۔ (معارج)

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزری

اُٹھانہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

حل لغات

مت (فتح المیم) مؤنث، ہوش، عقل، رائے۔ رہگزر، راستہ، سڑک۔

شرح

اے چاند تیری عقل کیوں کٹ گئی تو نے اپنے اوپر ظلم کیا جو یہ تیرے منہ پر داغ اور چھائیاں ہیں تو نے حضور ﷺ کے راستہ مبارک کی خاک کیوں نہ اٹھالی اگر اسے اٹھا کر تو اپنے چہرے پر ملتا رہتا تو دیکھتا کہ یہ چہرے کے تمام داغ مٹ جائے۔

براق کے نقشِ سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے

مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

حل لغات

براق، وہ خوبصورت گھوڑا جس پر حضور اکرم ﷺ معراج کی رات سوار ہوئے۔ سم، چوپایہ کا گھر، گھوڑے کا ٹاپ۔ گل کھلانا، پھول کھلانا، کسی انوکھی بات کا ظاہر کرنا۔ مہکتے از مہکنا، معطر ہونا، خوشبو دینا۔ گلبن، درخت، گل سرخ، ہرے بھرے، سرسبز، شاداب، سیر حاصل، کامیاب، پھلنا پھولنا۔ لہلہا، موج مارنا، لہرانا، سرسبز ہونا، پھلنا پھولنا۔

شرح

براق کے سم کے نقش کے صدقے اس نے وہ گل کھلائے کہ تمام راستے مہک رہے تھے اور تمام درخت خوشبو ناک تھے تمام باغات ہرے بھرے اور سرسبز و شاداب تھے اور لہلہا رہے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ابھی تھوڑی مسافت طے کی کہ ایک شخص نے داہنی جانب سے آواز دی

یا محمد (ﷺ) لا تعجل فانک اخطات الطريق اے محمد ﷺ جلدی نہ کرو تم راہ بھول گئے ہو

میں نے بموجب وصیت جبریل کچھ اس کی طرف التفات نہ کیا پھر وہی آواز بائیں جانب سے آئی میں نے کچھ توجہ نہ کی کہ ایک عورت طرح طرح کے زیورات سے آراستہ میرے براق کے سامنے آئی اور کہا اے محمد ذرا ٹھہرو کہ مجھے آپ سے ایک بھید کی بات کہنا ہے میں نے اس کی جانب نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا اور بہت تیز براق کو چلایا پھر جبریل سے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں تھیں کہا کہ پہلا شخص یہود تھا اگر آپ اس کی طرف التفات کرتے تو آپ کی تمام امت بعد آپ کے یہودی ہو جاتی اور دوسرا شخص نصاریٰ تھا اگر اس کی طرف توجہ کرتے تمام امت نصاریٰ ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اُس کی جانب نظر کرتے تو تمام امت آپ کی حرص دنیا میں مبتلا ہو جاتی اور آخرت پر دنیا کو اختیار کرتی۔

حکمت

ان تینوں شخصوں کے ملنے اور پکارنے اور حضور کے ان کی طرف التفات نہ کرنے میں حکمت یہ تھی کہ آپ پر امت مرحومہ کا حال منکشف ہو جائے کہ وہ ہمیشہ راہ حق میں ثابت قدم رہے گی۔ دین اسلام کو چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف مائل و ملتفت نہ ہوگی کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ اُن کی فکر میں رہتے اور کہتے دیکھئے میری امت میرے بعد دین حق پر قائم رہتی ہے کہ نہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی اس فکر کو رفع فرمایا۔

روایت ہے کہ پھر آپ ایک بڑے پتھر پر گزرے جس میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا اور اس سے پانی باہر آتا تھا اور پھر ہر چند اندر جانا چاہتا تھا مگر نہ جاسکتا تھا آپ نے جبریل سے اس کی حقیقت دریافت فرمائی عرض کیا یہ پتھر مثل مونہ اور زبان اور بات کے اور تمثیل برائے تعلیم حضور ہے یعنی جب کوئی بُری بات منہ سے سرزد ہو جائے تو اُس پشیمانی بے فائدہ کہ اس کا منہ کرا نہ رو اپس جانا ناممکن ہے پھر حضور کے دو برو تین آدمی ایک پیر، دوسرا ادھیڑ، تیسرا جوان آئے حضور نے پیر و ادھیڑ کی جانب نظر نہ کی اور جوان کی طرف توجہ فرمائی پس جبریل نے عرض کی ”اصبت یا محمد ﷺ“ اللہ آپ مطلب کو پہنچے کہ پیر و ادھیڑ دولت و بخت تھے حضور اکرم ﷺ نے اُن کی جانب نظر نہ کی اور جوان کی جانب جو عاقبت تھی میل و توجہ فرمائی اور دولت و بخت پر اُسے اختیار فرمایا خوب کیا کہ دولت دنیا بے اعتبار اور بخت ناپائیدار ہے اور عاقبت کو پابندی و قرار ہے۔ آپ کو خوشخبری ہو کہ عاقبت دونوں جہاں میں آپ کے اور آپ کی امت کے نزدیک ہمکنار ہے پھر آپ نے کچھ لوگ دیکھے کہ کھیت بُوتے ہیں اور وہ ایک روز میں پک جاتے ہیں جب کاٹتے ہیں تو پھر بڑے ہو جاتے

ہیں جبریل نے عرض کی یہ مجاہدین ان کی نیکیاں سات سو سے مضاعف ہوتی ہیں اور جو کچھ راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں اُس کا بدلہ فوراً اللہ کی جانب سے انہیں عنایت ہوتا ہے اس کیفیت کو دکھانے میں یہ حکمت تھی کہ حضور کی امت پر جہاد فرض ہونے والا تھا اور انسان جس کام کی خوبی و نفع کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اس میں زیادہ کوشش و جانفشانی کرتا ہے اور حضور کا ملاحظہ بعینہ ملاحظہ امت تھا پھر دو پیالے حضور کے رو برو لائے گئے ایک پانی اور دوسرا شہد کا آپ نے دونوں سے قدرے قدرے پیا۔ پس جبریل نے کہا آپ نے خوب کیا۔

روایت میں ہے کہ راستہ میں ایک بڑھیا اور ایک بوڑھا راستے کے کنارے کھڑے تھے اور آپ کو پکارنے لگے کہ اے محمد ﷺ ہماری طرف آئیے جبریل نے عرض کیا کہ حضور چلے ان کی جانب بھی توجہ نہ فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ جبریل یہ بڑھیا کون تھی اور یہ بوڑھا کون تھا؟ جبریل نے جواب دیا وہ بڑھیا دنیا تھی اور اس کے دکھانے میں مقصود یہ تھا کہ آپ جان سکیں کہ اس دنیا کی عمر اس بڑھیا کی جتنی باقی رہ گئی ہے بوڑھا جو آپ کو بلارہا تھا وہ شیطان تھا اگر آپ اس کی آواز کا جواب دے دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی اور گمراہ ہو جاتی اس کے بعد آپ کچھ آگے بڑھے تو دیکھا کہ تین کھڑے آپ کو ان الفاظ سے سلام کہہ رہے تھے ”السلام علیک یا اول و آخر، السلام علیک یا حاشر“ آنحضرت ﷺ نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ تینوں بزرگ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

مقاماتِ متبرکہ کی تعظیم

چلتے چلتے ایک مقام ایسا آیا کہ جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہاں اتر کر دو نفل ادا فرمائیں۔ آپ نے نماز ادا کی تو جبریل نے کہا کہ یہ وہ متبرک مقام ہے جہاں آپ ہجرت فرما کر تشریف لائیں گے اور اسی جگہ آپ کا مزارِ اقدس ہوگا اس کا نام طیبہ (مدینہ پاک) ہے پھر آپ آگے چلے ایک مقام پر جبریل نے آپ کو نوافل ادا کرنے کو کہا آپ نے وہاں بھی نماز پڑھی تو جبریل عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ طور سینا ہے جہاں اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرفِ کلام بخشا تھا پھر آگے چل کر ایک اور متبرک مقام آیا اور جبریل نے نفل ادا کرنے کی درخواست کی آپ نے اس مقام پر بھی نماز دو گانہ ادا فرمائی تو جبریل کہنے لگے کہ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ (رواہ البراد و الطبرانی و صحیحہ البیہقی فی الدلائل والنسائی ایضاً)

فائدہ

آنحضرت ﷺ کو تین مقامات پر جو نماز پڑھنے کا حکم ملا، اول سرزمین مدینہ شریف، دوم کوہ طور، سوم مولد عیسیٰ علیہ السلام۔ اس میں شعائر اللہ کی عظمت ظاہر کرنا مطلوب تھا متبرک مقامات کے نشانات تا قیام قیامت قائم رکھنا منہجائے خداوندی کے عین مطابق ہے جیسا کہ فقیر نے ”البرکات فی التبرکات“ میں تفصیل سے عرض کیا ہے۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سرعیاں ہوں معنی اول و آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

حل لغات

اقصیٰ، مسجد اقصیٰ۔ سر (بکسر السین وتشدید الراء) راز۔ عیاں، ظاہر۔ دست بستہ، ہاتھ باندھ کر، سلطنت شاہی، حکومت یہاں پیغمبرانِ عظام علیہم السلام کی نبوت و رسالت مراد ہے۔ آگے، گذشتہ زمانہ۔

شرح

مسجد اقصیٰ میں نماز کی ادائیگی میں یہی راز مخفی تھا کہ اول و آخر کا معنی ظاہر ہو کر حضور اکرم ﷺ کے پیچھے وہ حضرات دست بستہ نماز میں کھڑے تھے جو آپ سے پہلے سلطنت کر گئے تھے یعنی انبیاء علیہم السلام۔ جب حضور سرورِ عالم ﷺ آن واحد میں بیت المقدس پہنچے جبریل نے براق کو حلقہ در سے باندھ کر اذان کہی بعد ازاں آپ نے دو گانہ نماز ادا کی آپ امام تھے اور جملہ انبیاء علیہم السلام مقتدی۔

ابن کثیر نے لکھا کہ

قال جبریل صلی خلفک کل نبی بعثہ اللہ عزوجل (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶)

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اللہ عزوجل کے ہر مبعوث فرمائے نبی نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

باب محمد ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ بیت المقدس میں پہنچے تو آپ اس جگہ اترے جس کا نام باب محمد ہے۔ جبریل علیہ السلام نے براق کو ایک حلقہ سے باندھ دیا اور آپ سے جبریل علیہ السلام مسجد کے اندر داخل ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے مسجد میں داخل ہوتے ہی دو نفل تحیۃ المسجد ادا فرمائے اور دیکھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران سابقین صفیں باندھے امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی وقت ایک مؤذن نے اذان کہی پھر تکبیر ہوئی اور جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو امامت کے مصلے پر کھڑا کر دیا ہر چند کہ آپ نے دیگر انبیاء علیہم السلام

کو امامت کرانے کو کہا مگر ہر ایک نے انکار کیا اور کہا کہ کس کی مجال ہے کہ امام الانبیاء کی موجودگی میں امامت کے مصلے پر کھڑا ہونے کی جرأت کرے گویا انہوں نے عرض کی کہ ہم تو آپ کے مقتدیوں اور امتیوں میں نام لکھوانے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں پھر آپ ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی اور سب نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

نبیہتی میں ابوسعید سے روایت ہے کہ جب نماز مکمل ہو گئی تو تمام ملائکہ کرام نے اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں تقریر شروع کی کہ سب تعریفوں کا مالک وہ اللہ ہے جس نے مجھے خلیل بنایا، مجھ پر آتش نمرود کو گلزار کیا، مجھے متقیوں کا مقتدا اور پیشوا بنایا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی ثنائیاں کرتے ہوئے یوں تقریر کی کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ جس نے مجھ سے بلا واسطہ کلام کیا اور مجھ پر تورات نازل فرمائی، میرے طفیل بنی اسرائیل کو نجات بخشا اور فرعون کو ہلاک کیا۔ پھر داؤد علیہ السلام کہنے لگے کہ تمام محامد اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور آسمانی کتاب زبور مجھ پر نازل فرمائی میرے لئے لوہے کو نرم کیا، پہاڑوں کو مسخر کیا، پرندوں کو میرا تابع فرمان بنایا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح و تہلیل میں شریک ہوتے تھے۔ پھر سلیمان علیہ السلام نے اللہ کی حمد و ثنائیاں کی کہ کہا کہ تمام صفوں کا مالک وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے ہوا، چرند، پرند، شیاطین سب میرے لئے مسخر کئے اور مجھے ایسی سلطنت بخشی جو کسی کو عطا نہ ہوئی اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور کہنے لگے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے کلمۃ اللہ کے خطاب سے نوازا مجھ پر علم و حکمت کے دروازے کھول دیئے، مجھے توفیق دی کہ میں پرندوں کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار کے اڑنے والا پر بندہ بنا دوں، مجھے مادرزاد اندھوں کو بینا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کی قوت بخشی گئی، مجھے اور میری ماں کو شیطان مردود کے مس سے محفوظ رکھا گیا۔ آخر میں امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے اس طرح تقریر شروع فرمائی کہ جمیع محامد اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین اور کائنات کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا مجھ پر قرآن مجید جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے نازل فرمایا، میری امت کو خیر امت کے خطاب سے نوازا، مجھے اول و آخر کا لقب عطا فرمایا، میرے سینے کو کشادہ کر دیا، میرے ذکر کو بلند کر دیا، میرا بوجھ ہلکا کر دیا، مجھے تمام مخلوقات سے اول پیدا کیا اور تمام انبیاء کے آخر میں بھیجا۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے تمام انبیاء کی جانب سے امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے یہ کہا کہ اے محمد بلا شک و شبہ آپ سب انبیاء کے امام اور مقتدا ہیں اور ہم سب آپ کے مقتدی اور پیروکار ہیں، آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں، یہ ساری بہار آپ کے دم قدم سے ہے، سلسلہ کائنات آپ کے سبب معرض وجود میں آیا ہے، ہم سب آپ کے خدام بارگاہ ہیں، یہ فرشتے، یہ عرش و کرسی، لوح و قلم،

زمین وزمان ہمیں ومکاں سب کچھ آپ کے صدقہ میں معرض وجود میں آئے۔

فرشتے خدم رسل حشم تمام امم غلام کرم
وجود و عدم حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

فوائد

(۱) شب معراج آنحضرت ﷺ کو بیت المقدس لے جا کر تمام انبیاء کا امام بنانا اور جمیع انبیاء سابقین کا مقتدی بن کر حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مسئلہ حیات النبی کو واضح کر رہا ہے کیونکہ جو شخص مر جائے اس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے اور حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں نے شب معراج حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اس امر کی تائید مزید کرنا ہے۔

ایک مقام پر آپ نے فرمایا کہ پیغمبران الہی اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے

الانبياء احياء فی قبور

اور مشکوٰۃ شریف میں فرمان نبوی ہے

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبى الله حى فى قبورهم يرزقون

اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے پس اللہ کے نبی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

(۲) اس نماز پڑھانے کے واقعہ سے یہ بات بھی پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ یہ معراج جسمانی تھی نہ کہ روحانی کیونکہ نماز پڑھنا اور جماعت کرنا یہ خواص جسم میں ہیں نہ کہ مجرد روح سے۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کی علمی وسعت کا ثبوت بھی ملا کہ ان کے مزارات مختلف مقامات میں ہیں لیکن شب معراج مزارات سے بیت المقدس تک پہنچے انہیں علم تھا کہ آج رات ہی شب اسراء کے دولہا بیت المقدس میں تشریف لائیں گے۔

اول و آخر کاراز

مصرعہ اول کا مقصد ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ جملہ عالم سے تخلیق میں اول ہیں اور بعثت کے لحاظ سے آخر ہیں۔

وہی اول

حضور اکرم ﷺ کے اول المخلوق کے عفت سے نہ کسی کو اڑکا رہا تھا نہ ہے سوائے وہابیوں دیوبندیوں کے اور اس کا

ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ہے۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (پارہ ۲، سورۃ الحديد، آیت ۳)

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

شیخ محققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اپنی شہرہ آفاق کتاب **مدارج النبوت** کے خطبہ میں فرماتے

ہیں

ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد و ثنائی ایہی است وہم متضمن نعت و وصف حضرت

رسالت پناہی است ﷺ۔ (مدارج النبوة جلد اول صفحہ ۲)

یہ کلمات اعجاز سمات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر مشتمل ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ نعت و وصف کو بھی متضمن ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی معنی ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے لئے مجازاً۔ اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام

نے بھی استعمال فرمایا چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ تلمسانی سے شرح شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۲۲۵ میں

ناقل کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں

سلام کیا ”السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر السلام، السلام علیک یا ظاہر، السلام علیک یا باطن“ میں نے فرمایا اے

جبریل یہ صفات تو اللہ عز و جل کی ہیں اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں۔ جبریل نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے

مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یوں عرض کروں۔

ثابت ہوا کہ اسماء حمد الہی بھی ہیں اور نعت مصطفائی بھی، صفات الہی بھی ہیں اور صفات رسول بھی۔ (ﷺ)

فائدہ

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مولوی اشرف علی تھانوی نے حضوری ولی تسلیم کیا

ہے۔ (الافاضات الیومیہ) اور تمام دیوبندی فضلاء نے ان کی تصانیف کو مستند سمجھا ہے ان کی تصانیف کے حوالوں سے

استدلال کرتے ہیں۔ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس آیت کریمہ کو حمد الہی بتا رہے ہیں اور نعت مصطفائی

بھی۔

لطیفہ

وہابی دیوبندی حضور اکرم ﷺ کے کمالات کے اظہار میں کنجوس اور بخیل اور کم ظرف ہوئے ہیں ان کے نزدیک

اللہ تعالیٰ اول و آخر ہے۔ دوسرے کو خواہ کسی بھی عنوان سے ہوا اول و آخر کہنا شرک ہوا مگر اللہ تعالیٰ تو کریم بھی ہے اور

ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (پارہ ۳۰، سورۃ الانفطار، آیت ۶)

اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

کیا نبی کریم ﷺ کو کریم ماننا شرک ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ رحیم ہے، حضور اکرم ﷺ بھی رحیم ہیں، اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر وخبیر ہیں حضور اکرم ﷺ کو قرآن مجید میں ان اوصاف سے موصوف فرمایا ہے بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جملہ (اکثر) صفات سے آپ کو موصوف فرمایا ہے۔

قاعدہ

اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان کو خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے۔

وسماک بالاول لانک اول الانبیاء وخلقاً و سماک بالآخر لانک اخر الانبیاء فی العصر خاتم الانبیاء

الی اخر الامم

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و بنی امت کے آخر میں ہیں۔

باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہری نور سے ساقی عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار سال پہلے ابد تک لکھا۔

پھر مجھے حضور ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا ڈر سنا تا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سموت و ارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجے ہوں اور اللہ حضور پر درود بھیجے۔

فربک محمود وانت محمد وربک الاول والظاهر والباطن وانت الاول والآخر والظاهر والباطن

پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے۔ حضور اول و آخر ظاہر و باطن ہیں۔

سید علامہ ﷺ نے فرمایا

الحمد لله الذى فضلنى على جميع النبىن حتى فى اسمى وصفتى

یہ سب خوبیاں اللہ عزوجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں۔ (علیہ السلام) (تجلی الیقین صفحہ ۷۷)

احادیث مبارکہ

یہ صفات بالخصوص اولیت سرکار ﷺ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے۔ آپ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

فرمایا

اول ما خلق الله نور نبيك من نوره

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے

سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

اول ما خلق الله نوری

اس حدیث کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب میں صفحہ ۴ پر نقل کیا ہے اور دیوبندی

قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۳۷۲ پر لکھتے ہیں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”اول ما خلق

الله نوری“ کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے۔ معلوم ہوا کہ مخلوق کے اعتبار سے حضور ﷺ اول اور اللہ

تعالیٰ بایں معنی آخر کہ ہر شے کے ہلاک و فنا ہونے کے بعد رہنے والا سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس کے

لئے انتہا نہیں اور حضور اقدس ﷺ بایں معنی آخر کہ آپ خاتم النبیین ہیں سب سے آخری نبی ہیں۔

لطیفہ

حضور اکرم ﷺ کو اول المخلوقات ماننے سے آپ کی نورانیت، آپ کا علم غیب کُلّی آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت

ہوتا ہے اور یہ تینوں عقیدے مخالفین کے لئے شرک اکبر ہیں اسی لئے وہ اپنی جان بچانے کے لئے سرے سے حضور ﷺ

کی اولیت کا انکار کر جاتے ہیں حالانکہ دلائل براہین ساطعہ سے آپ کی اولیت ثابت ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا

رسالہ ”وہ اول“

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہور ہا تھا

نجوم و افلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

حل لغات

دبدبہ، رعب، شان و شوکت۔ نکھار، صفائی، اجلاپن۔ نجوم، ستارے۔ افلاک، آسمان وغیرہ۔ جام، پیالہ۔ مینا، شیشہ، مرصع کاری، آسمان شیراب کی صراحی۔ اجالتے تھے، صاف کرتے اُجلا بناتے تھے۔ کھنگھالنا، پانی ڈال کر برتن صاف کرنا، دھونا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا یہ دبدبہ اور رعب تھا کہ عالم بالا کی ہر شے کی صفائی ہو رہی تھی اور جگہ جگہ کو اُجلا اور بہتر سے بہتر سجاوٹ کے ساتھ سجا یا جا رہا تھا۔ تمام ستارے اور تمام افلاک اور مینا وغیرہ خود کو خوب اجلا بنا رہے تھے اور نہایت صاف اور ستھرے ہو رہے تھے کہ آج ان سب کے مرشد اور آقا و مولیٰ ان کے ہاں تشریف لا رہے ہیں۔

ملائکہ کی امامت

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب میں بیت المعمور میں گیا تو میں نے دیکھا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس کا طواف کر کے سب میرے انتظار کے لئے کھڑے تھے کہ اچانک فرمانِ خداوندی سے اذان ہوئی اور جبریل نے عرض کیا کہ اے حبیبِ خدا جس طرح آپ نے بیت المقدس میں انبیاء کی امامت کرائی اسی طرح یہاں بھی ملائکہ کرام کی امامت فرمائیں چنانچہ آپ نے تمام ملائکہ کی امامت کرائی اور انہیں دو رکعت نماز پڑھائی۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے اس باجماعت نماز پڑھنے سے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میری امت کے لئے بھی ایسی ہی جماعت مقرر فرمائی جائے حکمِ خداوندی ہوا کہ ہم نے تمہاری آرزو پوری کی اور ہم آپ کی خواہش پر آپ کی امت کو نماز باجماعت کا عطیہ مرحمت فرماتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ ہر جمعہ کو ملائکہ کرام بیت المعمور میں جس قدر عبادت کرتے ہیں اس کا ثواب بھی میں آپ کے ان امتیوں کو دوں گا جو جمعہ کے پڑھنے پر مداومت کریں گے۔

عجیب فرشتہ

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فرشتہ دیکھا کہ جس کا نصف برف سے بنا ہے اور نصف آگ سے، نہ برف آگ کو بجھاتی ہے نہ آگ برف کو ختم کرتی ہے وہ فرشتہ دعا کرتا ہے اے اللہ جس طرح تو نے برف اور آگ کے

مابین الفت ڈالی ہے اسی طرح اپنے بندوں کے مابین الفت ڈال دے۔

سدرۃ المنتہی

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہم سدرۃ المنتہی تک پہنچے وہ ایک درخت ہے جو کستوری کے ڈھیر پر اُگا ہوا ہے اس کی ایک ہزار شاخیں ہیں ہر شاخ میں ہزار پتہ ہیں اس کے ایک پتہ کے سایہ میں تمام جنوں اور انسانوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے اور اس کے ایک ایک پتہ پر چاند کے رنگ پر ایک ایک فرشتہ ہے اس کے سر پر نور کا تاج ہے اور ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے ہم سدرۃ المنتہی کے رہنے والے ہیں اور یہ تسبیح پڑھتے ہیں ”سبحان من لیس لہ

انتہاء“

سدرۃ المنتہی کے اصل سے غیر متغیر پانی اور دودھ کی نہریں نکلتی ہیں کہ اس کے دودھ کا مزہ بدلتا نہیں اور عارفوں کے لئے شراب کی نہری جاری ہوتی ہیں اور ایسے ہی خالص شہد کی نہریں بھی اس کے اصل سے نکلتی ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو سورۃ بقرہ اور آپ کی امت کے لئے مغفرت کے خزانے عطا فرمائے۔ یہ بھی فرمایا کہ سدرۃ المنتہی ساتویں آسمان پر ہے جنت کے متصل اس کی اصل جنت میں ہے اور اس کی شاخیں کرسی کے نیچے ہیں اور بعض شاخیں عرش کے نیچے ہیں جبریل کا مقام سدرۃ المنتہی کے درمیان ہے۔

القول الاعجب

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل سماء سے حجاب میں ہے جیسے کہ وہ اہل ارض سے حجاب میں ہے اس کے حجاب میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری آنکھیں اس کو پا نہیں سکتیں۔ حضور اکرم ﷺ نے جبریل کو فرمایا کہ تو نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے اس نے کہا کہ میرے اور رب کے درمیان نور کے ستر حجاب ہیں اور ایسے ہی کہا گیا ہے کہ جبریل اور میکائیل کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ستر حجاب پیدا کئے ہیں اور ہر حجاب کا موٹا پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے اگر ان دونوں کے درمیان یہ حجابات حائل نہ ہوتے تو جبریل میکائیل کے نور سے جل جاتا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے میکائیل اور اسرافیل کے درمیان ستر حجاب پیدا کئے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میکائیل اسرافیل کے نور سے جل جاتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عقول و ابصار اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں اور اللہ تعالیٰ کا نہ کسی چیز میں حلول ہے اور نہ وہ بذات خود کسی چیز سے غائب ہے اور ملائعہ اعلیٰ بھی رب تعالیٰ کو اس طرح طلب کرتے ہیں جس طرح اے زمین والوں تم اس کو طلب کرتے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا تم مجھ کو پوچھا اس سے پہلے کہ تم مجھ کو نہ پاؤ مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ علم عطا کیا ہے کہ نہ وہ جبرئیل کو عطا ہوا ہے اور نہ میکائیل کو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات میں کئی علوم عطا کئے، بعض علوم وہ ہیں کہ ان کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی اجازت نہیں دی اور بعض وہ ہیں کہ ان کی تبلیغ کی اجازت دی بعض وہ ہیں جو صرف خواص کو اجازت بخشی۔

نقاب الٹے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر

فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

حل لغات

نقاب (مالکسر) مذکر، مونث، برقعہ، پردہ جو عورتیں منہ پر ڈالتی ہیں۔ مہر، آفتاب۔ جلال، بزرگی، شان و شوکت، رعب، داب، غصہ، تندہی، طاقت۔ رخسار، گلا، گال۔ ہیبت، خوف، دہشت، رعب، ڈر۔ تپ، گرمی کا بخار۔ تپکتے، گرم ہو جائے۔ آبلے، چھالے۔

شرح

وہ مہر انور ﷺ جن کے چہرہ اقدس میں ایسا جلال تھا کہ پردہ ہٹا دینے پر چہرہ اقدس کے جلال کی گرمی سے فلک کو تپ چڑھا تو اس کی گرمی سے ستارے گرم چھالوں کی صورت میں ابھر آئے۔

تین صورتیں

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی اس صورتِ حقی کا ذکر ہے کہ جس کے انوار کی تاب افلاک والے نہ لاسکے۔ علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تین صورتیں نمایاں ہیں۔

(۱) صورتِ بشری (۲) صورتِ ملکی (۳) صورتِ حقی

اور معراج پاک کی بھی تین صورتیں ہیں

(۱) بشری معراج (۲) ملکی معراج (۳) حقی معراج

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کو معراج ان تینوں صورتوں میں نصیب ہوئی یعنی بیت اللہ شریف سے مسجد اقصیٰ تک صورتِ بشریہ کی معراج ہے اور اس کا نام اسرا اس لئے رکھا گیا کہ اس کا زمین کے ساتھ تعلق ہے اور زمینی معراج کو اسرا کہا جاتا ہے۔ آسمانوں میں لے جا کر عجائباتِ قدرت کا مشاہدہ کرنا صورتِ ملکیہ کی معراج ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۸، ۹)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ ہا بلکہ اس سے بھی کم۔

کے مراتب عالیہ پر متحضر ہو کر زمان و مکان کی قیود و حدود سے بلند و بالا فوق العرش پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

حاضر ہونا اور بے حجاب اپنے سراقہ کی آنکھوں سے جمال الہی کا مشاہدہ کرنا اور ”فَأُولَٰئِكَ سَيَرْجِيهِ رَبِّي ۚ عَزَّ ذِجَارِ“

”اُولٰہٰی“ کے راز ہائے سر بستہ سے آگاہ ہونا حقیقت محمدیہ یعنی صورتِ حقیہ کی معراج ہے۔

ان تینوں مراحل میں آنحضرت ﷺ کی رفعت شان کو قائم رکھا گیا کہ مسجد اقصیٰ میں انسانی کمال رکھنے والے

انبیاء علیہم السلام پیچھے رہ گئے اسی طرح ملکیت اور نورانیت میں کمال رکھنے والے فرشتے سدرۃ المنتہیٰ پر پیچھے رہ گئے اور

آنحضرت ﷺ زمان و مکان، فوق و تحت، ملکوت و جبروت، ناسوت و لاحوت کی قیود اور ماسوا اللہ کی حدود سے آگے گزر

گئے اور ذاتِ حدیث سے واصل ہو گئے اس کا جمال دیکھا اور کلام سنا اس انداز سے کہ آپ ﷺ اللہ کے لئے سمیع و بصیر

تھے اور اللہ کریم آنحضرت ﷺ کے لئے سمیع و بصیر تھا۔

اے راہ نور و جادۂ اسرا تمہی تو ہو

جو ماسوا کی حد سے بھی آگے گذر گیا

سوال

جب آنحضرت ﷺ کو صورتِ بشری میں معراج ہوئی تو اس وقت جسم و جسمانییت موجود نہ تھی اور جب صورتِ

حقیہ کو معراج ہوئی اس وقت روح مبارک موجود نہ تھی اور نہ جسم اقدس دونوں موجود نہ تھے۔

جواب

ان تینوں صورتوں میں روح کے ساتھ جسم مبارک جلوہ گر ہے اور اسی طرح جسم اقدس کے ساتھ روح مبارک

رونق افروز رہی صرف فرق اسی قدر ہوتا رہا کہ جس مرحلے میں آپ ﷺ کو معراج ہوتی رہی وہاں وہی صورت غالب اور

باقی ماندہ صورتیں مغلوب رہیں یعنی جب بیت المقدس تک عالم ناسوت میں معراج ہوئی اس وقت آپ کی بشریت

مبارک غالب رہی اور صورتِ ملکی و حقی مغلوب۔ پھر جب صورتِ ملکیت کو معراج ہو گئی تو صورتِ ملکیت غالب اور صورتِ

بشریہ و حقیہ مغلوب اور جب صورتِ حقیہ کو معراج ہوئی اُس وقت صورتِ حقیہ غالب رہی اور صورتِ بشریہ و ملکیت

مغلوب رہی۔ اس کی مثال اس انسان کی طرح سمجھیں جس میں غصہ، رحم، بولنا اور خاموش رہنا تمام قوتیں ایک ساتھ پائی

جاتی ہیں لیکن ہوتا یہ ہے کہ ایک قوت کے غلبہ کے وقت دوسری تمام قوتیں مغلوب پائی جاتی ہیں مثلاً جب وہ غضب ناک

ہوتا ہے اس وقت قوتِ غضب غالب آجاتی ہے اور قوتِ رحم موجود ہونے کے باوجود مغلوب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بولنے کے وقت خاموش ہونے کی اور خاموشی کے وقت بولنے اور حرکت کے وقت سکون کی اور سکون کے وقت حرکت کی قوت انسان میں موجود رہتی ہے اگرچہ خاص وقت پر کسی ایک کا غلبہ ہو جاتا ہے بالکل یہی کیفیت شبِ معراج حضور پر طاری رہی اور تینوں قوتوں میں غالب و مغلوب کا سلسلہ جاری رہا۔

یہ جوشِ نور کا اثر تھا کہ آبِ گوہر کمر کمر تھا

صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پر لوٹتے تھے

حل لغات

جوش، ابال، تحریک، لہر، تیزی، کڑت، زیادتی، غصہ، جذبہ، مستی، حرارت، جنوں۔ اثر، نشان، سایہ، تاثیر، مزاج۔ کمر کمر تک، کمر کے برابر۔ صفا، صاف ستھرا، ہموار، کھڑا۔ لوٹتے از لوٹنا، کروٹیں بدلنا، لڑکنیاں کھانا، مچلنا، تڑپنا، عاشق ہونا۔

شرح

اس شعر میں اس کا استفادہ و استفاضہ کی طرف اشارہ ہے کہ شبِ معراج حضور اکرم ﷺ کے فیض و برکات سے ہر شے مستفید و مستفیض ہوئی یہاں تک ملاء الاعلیٰ بھی جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ملاء الاعلیٰ آپس میں الجھ رہے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کی عقیدہ کشائی فرمائی حضرت نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے متعلق ایک نکتہ بیان فرماتے ہیں

من حکمة معراج سيدنا محمد ﷺ وهو انه اختصم الملاء على في اربع مسائل مقدار اربعة الاف سنة ولم يوفقوا لحلها فلما بعث نبينا ﷺ علموا ان هذه المشكلات انما تنحل منه ﷺ فتفرغوا الى الله تعالى لاجله فدعا الله حبيبه اليه مقام قاب قوسين او ادنى فاوحى الى عبده ما وحي ومن جملة هذا الوحي قوله عليه الصلوة والسلام دنيت ربي باحسن صورة فقال فيهم يختصم الملاء الا على فقلت انت تعلم يا رب فوضع يده بين كتفي فوجدت بردها بين تديين ثم قال يا محمد هل تدري فيم يختصم الملاء الا على فقلت نعم في الكفارات والمنجيات والدرجات والمهلكات قال صدقت يا محمد ثم قال يا ملائكتي وجدتم حل المشكلات واسئلوا اشكالكم فقال اسرافيل ما الكفارات فقال عليه الصلوة والسلام اسباغ الوضوء في المكاره ومشى الاقدام الى الجماعات

وانتظار الصلوة بعد الصلوة ثم قال ميكائيل ما الدرجات فقال اطعام الطعام وافشاء السلام

والصلوة والناس نيام فقال جبريل ما المنجيات فقال خشية الله في الاصلن والقصد في الفقر والغنى

والعدل في الغضب والرخاء ثم قال عزرائيل ما المهلكات قال شح مطاع وهو متبع واعجاب

المرء لنفسه قال الله في كل صدق محمد ﷺ. (بريقہ محمدیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۷)

حضور اکرم ﷺ کی معراج میں ایک یہ نکتہ ہے کہ چار ہزار سال سے بڑے درجہ کے فرشتوں کی مجلس میں چار مسائل پر بحث ہو رہی تھی لیکن اس کو حل نہ کر سکے جب حضور اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی ان فرشتوں کو یقین ہوا کہ یہ مشکل مسائل آپ سے ہی حل ہو سکیں گے تو ان سب فرشتوں نے اپنی مشکل کشائی کے لئے نیاز اور زاری سے استدعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنی طرف بلایا اور ”ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا

أَوْحَىٰ“ کے مقام سے مشرف فرمایا اور وہاں جو وحی ہوئی اس میں سے ایک یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں

نے اپنے رب کریم کو احسن صورت میں دیکھا پھر فرمایا وہ کون سے مسائل ہیں جن میں بڑے مرتبہ والے فرشتے بحث

کر رہے ہیں۔ میں نے کہا اے میرے رب تو خوب جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنا بے مثل دست قدرت میرے دونوں

کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ ان کی ٹھنڈک (فیضانِ خداوندی کا ظہور) میں نے اپنے سینہ میں پایا اس کے بعد فرمایا اے

پیارے محمد ﷺ) آپ جانتے ہیں وہ کون سے مسائل ہیں جن میں بڑے مرتبہ والے فرشتے بحث کر رہے ہیں اور اچھے

ہوئے ہیں اس کا حل نہیں پاسکتے۔ میں نے عرض کی ہاں (وہ چار مسائل ہیں) کفارات اور منجیات اور درجات اور مہلکات۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا اے میرے فرشتے اب تم نے مشکلات حل کرانے کا موقعہ پایا پس

چاہیے کہ تم اپنے اشکال حل کرا لو۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام نے عرض کیا کفارات کیا ہیں (وہ کون سے کام ہیں جن کے

سبب سے اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ تین کام ہیں ایک یہ کہ سخت سردی (وغیرہ) میں

وضو کا پورا کرنا ہے (تمام اعضاء وضو پر پورے طور پر پانی پہنچانا کہ وضو کامل مکمل ہو جائے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے) اور نماز

باجماعت ادا کرنے کی نیت سے پیدل چل کر جانا اور ایک نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری آنے والی نماز کے انتظار میں

بیٹھنا۔ پھر میکائیل علیہ السلام نے عرض کی درجات کیا ہیں؟ (وہ کون سے کام ہیں جن سے انسان کے درجے بلند ہوں) حضور ﷺ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھوکوں کو کھانا کھلانا اور سلام کو لوگوں میں عام کرنا اور رات کے وقت نماز

(نوافل) پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی منجیات کیا ہیں (وہ کون سے کام ہیں جن پر

عمل کرنے سے عذاب سے نجات ملتی ہے) حضور ﷺ نے فرمایا (وہ یہ کام ہیں) ظاہری اور پوشیدہ حالات میں ہر طرح (اور ہمیشہ) اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا اور فقر و غنی ہر دو حال میں میانہ روی کرنا اور غضب اور نرمی میں عدل و انصاف کرنا۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مہلکات کیا ہیں؟ (جن کاموں کے کرنے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا (وہ تین کام ہیں) ایک یہ کہ بخل کی اطاعت کی جائے کہ بخل جس طرح حکم کرے اس پر عمل کرے، دوم یہ ہے کہ خواہش نفسانی کی اتباع کرے، سوم یہ کہ انسان اپنے کو دوسروں سے اچھا گمان کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (حضرت) محمد ﷺ نے تمام باتوں کے جواباً درست بتائے ہیں اور سچ کہا ہے۔

فوائد حدیث اختصاص ملاء اعلیٰ

اس حدیث شریف کے بارے میں چند تشریحات ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ خود بھی فرشتوں کی مشکل حل فرما سکتا تھا مگر منشاء ایزدی میں حضور اکرم ﷺ نے پہلے ”**انت تعلم**“ کہا تو ہی سب کچھ جانتا ہے اور (۲) پھر دوسری بار سب کچھ بتا دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب نفی اور اثبات میں تعارض ہو جائے تو نفی کو قبل العلم یا ذاتی طور پر محمول کیا جائے (۳) اس حدیث کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے (یاد رہے اس مثال سے توضیح مقصود ہے تشبیہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں تشبیہ دینا معمولی کام نہیں) وہ یہ ہے سلطان سکندر کی یہ عادت تھی جب بھی کسی ملک پر چڑھائی کرتا تو اس سے پہلے کسی بزرگ کے پاس دعا کے لئے حاضر ہوتا ایک دفعہ اس کی فوج نے عرض کی اے بادشاہ سلامت ہم آپ کے جان نثار اور شجاع ہیں، بہادر ہیں، دلاور ہیں، اپنے پاس ہر طرح جنگ کا ساز و سامان رکھتے ہیں ہمارے ہونے کے باوجود کسی بزرگ کے پاس جا کر طلب دعا کا کیا فائدہ ہے؟ سلطان سکندر نے سردست تو ان کو کچھ کہہ کر ٹال دیا کہ تم اُس روز کو کچھ نہیں سمجھ سکتے حتیٰ کہ ایک دفعہ فوج نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا اور چھ ماہ متواتر کوشش کے باوجود وہ قلعہ فتح نہ ہو سکا جب فوج کے سارے بھروسے ختم ہو گئے اس وقت سلطان سکندر ایک بزرگ کے پاس گئے اور دعا کی درخواست کی اور اس کی دعا کی برکت سے وہ قلعہ فتح ہوا اس وقت آپ نے فوج کو دعا کے اثر سے مفصل طور پر آگاہ فرمایا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں ہمارے ہونے کے باوجود خلیفہ بنانے کا بظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان جوابی جواب دیا کہ اس بھید کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے جب چار ہزار سال تک مسائل کی بحث کرتے رہے اس کا حل نہ پایا حتیٰ کہ حضور ﷺ سے ان کی مشکلیں حل ہوئی ”**انسی جاعل**“ کا معنی فرشتوں کے سامنے روشن ہو گیا۔ اس سے

ثابت یہاں ہوا کہ جو عقیدہ ملائکہ حل نہ کریں کئی مدت سال ہزاروں پریشان رہے وہ راز اس مدنی آقا نے بتلادیا جو چند اشاروں میں ظاہر ہوا۔

نکتہ اظہار عظمت حبیب ﷺ

تفسیر بحر الدرر میں لکھا ہے کہ جب کائنات کا وجود عالم شہود میں ظاہر ہوا سب سے پہلے زمین نے فخر کیا اور کہا میں اقوات حیوانات کا معد ہوں، پھولوں اور پودوں کے اگنے کی جگہ ہوں، میوہ جات کی پرورش کا مقام ہوں، لطف ربانی نے ”وَالْأَرْضُ قَرَشْنَهٗ“ کا فرش میرے بساط پر بچھایا ہے، آسمان نے کہا خوب صورت ستارے میرے دم سے روشن ہیں ”وَرَزَيْنَهَا لِلنَّظِيرِينَ“ زینت میرے وجود سے قائم ہے ”وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ“ کی غیر متناہی نعمتوں کی امانت میرے پاس موجود ہے، کرسی نے کہا ”وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضُ“ میری شان ہے، لوح نے کہا عشق اور اسرار و محبت کا خزینہ میں ہوں، اہل معرفت کی ارواح کے لئے سیکنہ ہوں، علوم کا مظہر اور حکم الہی کا منبع اور انوار قدسی کا مطلع ہوں، قلم نے کہا کہ میں راز دان ”وَالْقَلَمُ“ کے حقائق سے ہوں، عرش نے کہا میں رحمت رحمانی کا جلوہ گاہ ہوں اور ”الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ الْمُبْتَلٰی“ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان سب کو فرمایا کہ میرا ایک برگزیدہ محبوب ہے تم سب کی عظمت ان کے سامنے ایسے ہے جیسے آفتاب کے سامنے ایک ذرہ اور دریا کے آگے ایک قطرہ یہ سن کر تمام ارکان کائنات نے درخواست کی کہ ہمیں ان کے قدوم میمنت لزوم سے نوازے اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست قبول فرما کر حضور اکرم ﷺ کو اجرام فلکی پر بلند فرمایا۔ کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا

دشوار ہے اسرار معراج سے آگاہی جب تک نہ کسی کو ہو عرفان شب اسرار

جب عرش پہ دنیا کے وہ روح رواں پہونچے عالم کی ہوئی قربان شب اسرار

بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ دھلکیا نام ریگ کثرت

فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش کرسی دو بلبلے تھے

حل لغات

لہرا کے، حال لہرانا، موج مارنا، بلنا، لہلہانا، شعلہ مارنا۔ بحر، دریا۔ وحدت، یگانہ ہونا، یکتائی، یگانگی، توحید اصطلاح تصوف میں تعین اول یعنی حقیقت محمدیہ، اے علم اجمالی، حب ذاتی، برزخ کبریٰ بھی کہتے ہیں اس کے بعد واحدیت ہے۔ ریگ، ریت۔ کثرت، زیادتی، بہتات مجازاً بھٹیر، ہجوم اور اصطلاح صوفیہ میں بلبلہ، حباب بولا۔

شرح

بحر وحدت کی موجیں ہوں ایسی بڑھائیں کہ کثرت کی ریت کا نام تک مٹ گیا پھر ٹیلوں کی کیا حقیقت کہ وہ باقی رہتی اور یہ عرش و کرسی اس کے آگے دوہو بولے تھے۔

وضاحت

اس شعر میں قاب قوسین کی منزلیں طے کرنے کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ ۝ اَوْ اَدْنٰی ۝ (پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۸، ۹)

پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ ہا بلکہ اس سے بھی کم۔

شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہ نے فرمایا کہ اس مقام کا بیان مشکل ہے اس لئے ”دن“ بعبداللہ دوری کے بعد آتا ہے لیکن وہاں اور دوری کہاں اور ”ذُلّ“ مکان میں ہوتا ہے اور وہاں مکان کہا۔ کان صیغہ ماضی ہے اور وہاں زمانہ کیسا، ”قَاب“ مقدار اور اندازہ کو کہا جاتا ہے وہاں مقدار و اندازہ کو کیا تعلق۔ ”قَوْسَيْنِ“ مثال کی طرف اشارہ ہوتا ہے وہاں مثال کو کیا کام ”اَوْ“ شک کے لئے آتا ہے یہاں شک کرنا ہی بد بخشتی ہے۔

فائدہ

بعض بزرگوں نے یوں فرمایا ہے کہ ”دن“ کے یہ معنی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے عالم خلق کے تمام آثار و علامات کو اپنی ذات مقدس سے جدا کر ڈالا اور منزل ”فَتَدَلَّى“ میں بنی نوع انسان کے ساتھ اشتراک کو دور کر دیا اور اجازت غیبی سے حجاب کبریا تک پہنچے اور ”ادن من کلّی“ ہوا بارگاہ الہی سے بار بار حکم ہوتا رہا آؤ اور آگے آؤ چنانچہ آپ بموجب ارشادِ بانی اتنا قریب ہوئے کہ حدوث و قدم میں کوئی مناسبت نہ رہی۔ (معارج النبوة صفحہ ۵۷)

قَاب قَوْسَيْنِ

قاب کے معنی مقدار کے ہیں اور قوسین کے معنی کمان کے ہیں اصلی حقیقت تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ جانتا ہے۔ ملا معین الدین کا شغی چوتھے لطیفہ میں رقم طراز ہیں کہ عرب میں دستور تھا جب دوسرا آپس میں معاہدہ کرتے تھے تو دونوں اپنی کمانوں کے زہ بدل کر ایک تیر پھینکا کرتے تھے جو اس بات کی دلیل ہوتا تھا کہ دونوں کا آپس میں اس حد تک اتفاق ہے کہ جو تیر ایک کمان سے نکلا ہے وہی دوسرے کی کمان سے قرار پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب تیری کمان شفاعت کی ہو اور میری کمان شفاعت کی ہو تو رحمت کی زہ شفاعت کی کمان سے باندھ اور میں شفاعت کی زہ

رحمت کی کمان سے باندھ لوں تا کہ تیری اور میری محبت اس درجہ ظاہر ہو جائے

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

یاد رہے کہ جس طرح تفسیروں میں اس آیت کی ضمیروں کو حضرت جبریل علیہ السلام کی راجع کرتے ہیں اسی طرح

ان ضماؤ کو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع کرنا بھی درست ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے

وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّتِ فَدَدَلِي حَتَّى كَانُ مِنْهُ قَابُ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ.

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۲۰، مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۹۲)

اور حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوئے اور بہت قریب ہو گئے۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

وقد نقل القرطبي عن ابن عباس انه قال دنا الله سبحانه وتعالى. (فتح الباری جلد ۱۳ صفحہ ۴۱۴)

اور امام قرطبی سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے نزدیک ہوا۔

بعض نے اس آیت کا معنی یوں بیان فرمایا کہ **”دنسی حضور اکرم ﷺ اللہ عزوجل کے قریب ہوئے ”فتدلی**

”پاس ادب وہاں سجدہ کیا **”فکان قاب قوسین**“ آپ اتنا قریب ہو گئے جتنا کہ آنکھ کی سفیدی کو سیاہی سے قرب

حاصل ہے اتنا قرب حاصل ہو گیا۔ تفسیر حسینی صفحہ ۳۵۸ میں ہے کہ محققین نے نزدیک **”دنسی**“ سے نفس مقدس کی طرف

اشارہ ہے اور **”تدلی**“ سے دل مطہر کی طرف اور **”فکان قاب قوسین**“ طیب کی طرف اور **”ادنی**“ سے سر

مبارک کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا نفس مقدس خدمت کے مقام میں تھا اور دل مطہر محبت کے مقام اور روح شریف

قربت کے مقام میں اور سر مبارک مشاہدہ کے مقام میں۔ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ اس آیت شریف کی تفسیر میں کہا گیا

ہے جزیں نیست کہ یہ مضمون اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مابین تقسیم ہوتا ہے پس **”دنسی**“ حضور اکرم ﷺ قریب

ہوئے **”فتدلی**“ اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ قریب ہوا چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی شان میں جہت کا ہونا محال ہے اور قرب

جہت پر دلالت ہے اس لئے اس میں یوں تاویل کرنی لازمی ہے۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے قریب ہونے سے آپ کی

عظمت اور قدر و منزلت کی طرف اشارہ یہ کہ آپ وہاں پہنچے جہاں کوئی نہ پہنچ سکا اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہونے سے

یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی قدر و منزلت کو ظاہر فرمایا اور ”قالب قوسین“یت قریب ہے اور حقیقت پر مطلع ہونے سے کنایہ ہے اور یہاں وہ تاویل کرنی چاہیے جو اس حدیث قدسی میں ہے

من تقرب الی شبرا تقربت منه ذرا عاومن اتانی یمشی اتیتہ هرولة

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہو جاتا ہے میں اس سے ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں (اللہ تعالیٰ دوڑنے سے پاک ہے یہاں بندے کی کمال شفقت مراد ہے)

وہ ظل رحمت وہ رُخ کے جلوے کے تارے چھپتے نہ کھلتے پاتے

سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

حل لغات

ظل، سایہ۔ کھلتے از کھلنا (بکسر کاف عجمی) کلی کا پھلنا، روشنی پھیلانا۔ زربفت، کلابتوں کی بناوٹ کا کپڑا، زاری، کخواب۔ اودی، سرخی مائل سیاہ رنگ۔ اطلس، ایک ریشمی کپڑا۔ تھان، جگہ، دھوپ چھاؤں، روشنی اور سایہ، ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔

شرح

وہ سایہ رحمت وہ رُخ کے جلوے کیا خوب تھے کہ ستارے چھپ رہے تھے روشنی کرنے کا نام تک نہ لیتے سنہری کخواب اور ریشمی تھان یہ سب دھوپ چھاؤں ہی تھے یعنی حضور اکرم ﷺ ایک قرب خاص میں پہنچے۔

عالم بالا میں کیا ملا

حضور اکرم ﷺ جب عالم امکان کو طے کرتے ہوئے آگے بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے پہلا یہ انعام بخشا کہ اپنی جملہ صفات سے موصوف فرما دیا چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

اذا مر علی حضرات الاسماء الالهية صار متخلصا بصفاتھا فاذا مر علی الرحيم كان رحيم او علی الغفور كان غفورا او علی الکريم كان کریم او علی الحکیم كان حلیم او علی الشکور كان شکورا او علی الجواد كان جوادا وھكذا فما يرجع من ذالک الا هو فی غاية الکمال.

(ایواقیت والجواہر)

جب حضور اکرم ﷺ نے اسماء باری تعالیٰ کی بارگاہ سے گزر فرمایا تو آپ ان صفات کے پر تو سے متصف ہوتے رہے حتیٰ کہ جب رحیم سے گزرے تو آپ رحم کرنے والے بن گئے اور جب غفور سے گزرے تو مغفرت کرنے والے بن گئے اور جب کریم سے گزرے تو کرم کرنے والے بن گئے اور جب حلیم سے گزرے تو حلم کرنے والے بن گئے اور شکور سے گزرے تو شکر کرنے والے بن گئے اور جب جواد سے گزرے تو آپ جو د کرنے والے بن گئے حتیٰ کہ اسی طرح باقی اسماء حسنیٰ سے جب گزرتے تو (وہ جن صفات سے متعلق ہیں) انہیں صفات سے متصف ہوتے گئے اور آپ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو انتہائی کمال کے حال میں جلوہ گر تھے۔

تو آبخار سیدی کہ نہ وسید هیچ نبی

قال رسول الله ﷺ عرج لی حتی ظهرت مستوی اسمع فیہ صریف الاقدام. (مسلم شریف صفحہ ۹۳)
حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر مجھے اور بلند کیا گیا حتیٰ کہ میں ایک بہت بلند مقام پر چڑھ گیا جہاں میں نے قلموں کی آواز سنی۔

حضرت شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں

انه بلغ من الرفعة بمقام اطلع فیہ علی التکوین وما یؤمر له من تقریر الله عز وجل.

(نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۶۹)

آپ ایسے بلند مرتبہ پر پہنچے تو آپ نے تکوین اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی مراد پر اطلاع پائی۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ان الاقدام اثنا عشر قلما وانها متفاوتة فی الرتب فاعلاها واجلها قدرا قلم التقدير السابق الذی

كتب الله به مقادیر الخلائق. (مواہب الدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸)

تحقیق یہ بارہ قلمیں ہیں اور وہ سب کی سب مراتب کے لحاظ سے متفاوت ہیں پس ان میں سے بلند اور بزرگ شان ولی قلم تقدیر ہے جس نے سب سے پہلے خلقت کی تقدیر کو لکھا ہے۔

مدارج جلد ۱ صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے کہ وہ قلم تقدیر ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم اٹھائی ہے اور فرمایا

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴿۲۹﴾ (سورۃ القلم، آیت ۱)

قلم اور ان کے لکھے کی قسم۔

نون حروف مقطعات سے ہے اس کا معنی اللہ و رسول ہی جانتے ہیں بعض نے کہا اسماء الہی نور اور ناصر کا ابتداء مراد ہے اور بعض نے کہا کہ الرحمن اور مومن کا آخر مراد ہے بعض نے اس کا معنی وہ مچھلی کیا جس نے زمین کو اٹھایا ہوا ہے بعض نے اس کا معنی دوات لیا ہے جس سے لوح محفوظ پر لکھا جاتا ہے پھر فرمایا اور مجھے قلم کی قسم ہے اور ان فرشتوں کی قسم ہے جو لکھنے والے ہیں۔

اور امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

قال القاضي رحمه الله وفي علو منزلة نبينا ﷺ وارتفاعه فوق منازل سائر الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين وبلوغه حيث بلغ من ملكوت السماوات دليل على درجته وإبانة فضله. (نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۹۳)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے مرتبہ کی بلندی اور تمام نبیوں کے صلوة و سلام ہو، سب پر منازل سے آپ کی بلندی کا بالاتر ہونا اور آپ کا ملکوت سموت تک پہنچنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا درجہ اعلیٰ اور آپ کی فضیلت واضح اور روشن ہے۔

حجاب کبریا

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تنہا رہ گیا اور سوائے پروردگار کے کوئی مونس و مددگار نہ تھا وہاں خدا کے جلال کی ہیبت میرے دل پر چھائی ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک قطرہ پڑا اور میں نے اس کو منہ میں لے لیا۔ خدا کی قسم میں نے زندگی بھر اس سے زیادہ میٹھی چیز نہ چکھی تھی پھر اس قطرہ کی برکت سے تنہائی تصور خیال سے دور ہو گیا اور اولین و آخرین کا علم مکشوف ہو گیا۔ (مواہب لدنیہ جلد ۶ صفحہ ۲۸، مدارج النبوة جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

تفسیر روح البیان میں ہے

وقال ﷺ ليلة المعراج قطرت في حلقى قطرة فعلمت ما كان وما يكون

اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں میرے حلق میں ایک قطرہ پڑا جس سے مجھے گذشتہ اور آئندہ سب امور کا علم ہو گیا ہے۔

تفسیر حسینی میں زیر آیت ”عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ“ کے تحت لکھا ہے کہ بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ اس سے ”ماکان وما یكون“ کا علم مراد ہے جو حضور اکرم ﷺ کو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے جیسا کہ معراج

شریف کی حدیثوں میں روایت ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکا یا گیا کہ اس کے ذریعہ فیضان سے مجھے ”ماکان وما یکون“ کا علم ہو گیا۔

فائدہ

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زیر آیت ”أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ“ تحریر فرمائی ہے کہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ معلومات الہی لانہایت ہیں اور سموت اور زمین کے غیوب اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور جو وہ چھپاتے ہیں اس میں سے ایک قطرہ ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ ہمارے شیخ علامہ نے رسالہ رحمانیہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم سے وہ نسبت رکھتا ہے جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد ﷺ کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔

بخاری شریف میں ہے

وقع عصفور علی حرف السفینۃ غمس منقارہ فی البحر فقال الخضر الموسیٰ ما علمک وعلمی
وعلم الخلائق فی علم اللہ تعالیٰ الا مقدار ما غمس هذا العصفور منقارہ .

حاصل یہ ہے کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا بیٹھ گئی اور اپنی چونچ دریا میں تر کر لی تو خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا علم اور تمام مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ سمندر کے مقابلہ اس چڑیا کا چونچ تر کر لینا ہے۔

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اگر تمام اولین و آخرین سب کے علوم جمع کر لئے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے ہے اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور دریائے ذی خار بھی متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے۔ (الدولۃ المکیہ صفحہ ۱۹۷)

تو آزادیدہ کہ دید

مواہب لدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر مروی ہے کہ

قال قال رسول الله ان الله تعالى قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها والي ما هو كائن فيها الي

القيامة كانما انظر الى كفى هذه۔ (مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

حضرت ابن عمرؓ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لئے زمین کو مکشوف فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

علامہ زرقاتی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا یہ کہ اللہ جل شانہ نے حضور اکرم ﷺ کے لئے دنیا کا جہان ظاہر فرمایا اور حضور اکرم ﷺ نے جو کچھ اس میں ہونے والا تھا اس کا احاطہ فرمالیا اور حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثلاً اپنی کف مبارک کے مشاہدہ فرما رہا ہوں اس طرف اشارہ ہے کہ

حدیث شریف میں نظر کے معنی آنکھ سے دیکھنا مراد ہے نہ کہ کوئی مجازی معنی ہے۔ (زرقاتی جلد ۷ صفحہ ۲۳۴)

حتیٰ کہ آدم علیہ السلام سے لے کر فخر اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہونے والے ہے وہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ کے سامنے مکشوف ہو گیا حتیٰ کہ اول سے آخر تک تمام احوال آپ کو معلوم ہوئے اور ان میں سے بعض احوال کی آپ نے اپنے صحابہ کرام کو اطلاع فرمائی۔ (مدارج النبوة)

چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں

پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب ایں و آں سے گزر چکے تھے

حل لغات

سرو چماں، سرو ناز و انداز سے چلنے والا، حضور اکرم ﷺ مراد۔ خراماں، ناز کی چال چلنے والا۔ سدرہ، سدرۃ المنتہیٰ، داماں، دامن۔ پلک، آنکھ کے پردہ کا بال۔ جھپکنا، آنکھ کا بند ہونا، پلکوں کا باہم ٹکرنا۔ ایں و آں، دونوں اسم اشارہ ہیں۔ ایں، یہ۔ آں، وہ۔

شرح

وہ ناز و ادا سے چلنے والا محبوب خدا ﷺ ناز و ادا کی ادا چل کر مکہ سے روانہ ہوا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آپ کا دامن اقدس نہ رک سکا پلک جھپکتی رہی کہ آپ یعنی عالم کائنات سے گزر گئے۔

جبریل علیہ السلام الوداع

اس وقت فرشتہ نے پس پردہ سے ہاتھ باہر کر کے آپ کو بمع براق اٹھالیا اور حضرت جبریل علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے آپ نے فرمایا اے جبریل آپ مجھے اس جگہ کیوں اکیلا چھوڑتے ہو تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی میں کیا

کروں مجھے آگے پرواز کرنے کی طاقت نہیں اس لئے کہ

وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۝ (پارہ ۲۳، سورۃ الصفۃ، آیت ۱۶۴)

اور فرشتے کہتے ہیں ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے۔

اس کے آگے ہم کو تجاوز کا حق حاصل نہیں یہاں بھی آپ کی بدولت آگیا ورنہ میرا اصلی مقام وہ ہے جہاں سدرۃ

المنتهی پر ملاحظہ فرمایا تھا جو کہ بہت دور رہ گیا ہے اس وقت حضور اکرم ﷺ اپنے ہاتھ سے حضرت جبریل علیہ السلام کو قابو

کر کے ایک قدم چلے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے جلال سے حضرت جبریل علیہ السلام چڑیا کے برابر

ہو گئے۔ لرزہ بر اندام آبدیدہ ہو کر عرض کیا

لودنوت انملة لا حترقت بالی۔ (مشکوٰۃ شریف)

اگر انگلی کے پورے کی مقدار بھی قریب تو میرے پر جل جائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا اور ایک اشارہ میں اس کو اپنے مقام پر پہنچا دیا۔ روایت میں ہے کہ اس ایک

قدم میں پانچ سو سال کی راہ طے ہو چکی تھی۔ (معارج صفحہ ۵۱)

ندا آئی ہے اے محمد تو فکر میں تھا کہ میری امت حشر کے دن راہ دور دراز قیامت و پلصراط کس طرح طے کرے گی

اب دیکھ کہ ایک اشارے میں پانچ سو برس کی راہ طے کی اور ایک قدم میں جبریل کو پانچ سو برس کی راہ لے آیا اگر قیامت

کے دن بھی اسی طرح لب شفاعت ہلا کر پچاس ہزار برس کی راہ ایک دم میں قطع کر لے اور اپنی امت کو آن واحد میں اس

دور دراز اور پر خطر سے سلامت لے جائے تو کیا عجب ہے۔

حضرت فرید الدین عطار ارشاد فرماتے ہیں

کہ ذات او ستودہ آفتابے

تو اے روح القدس پیش جنابے

کہ بانگ لودنوت بر گرفتے

چرا چندیں غم نہ پر گرفتے

کہ ہر سرہنگ مرد بارگاہ نیست

تر اندر دروں پردہ راہ نیست

تیرا گویر بسوز اے پیک درگاہ

ہزاراں جان ہمے زردیں راہ

جھلک سی ایک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن پھر نہ پائی

سواری دولہا کی دور پہنچی برأت میں ہوش ہی گئے تھے

حل لغات

برأت، شادی کا جلوس۔

شرح

ایک جھلک سی قد و سیوں کو نصیب ہوئی۔ اس کے بعد دامن اقدس کی ہوا بھی نہ پاسکے۔ شب اسراء کے دولہا ﷺ کی سواری بہت دور پہنچی برات کے تو ہوش ہی اڑ گئے۔

تھکے تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو

رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

حل لغات

رکاب، گھوڑے پر چڑھنے کی آہنی حلقہ۔ حسرت، افسوس، آرزو، ارمان، شوق۔ ولولے، غل، شور، جوش و خروش، امنگ۔

شرح

روح الامین سیدنا جبریل علیہ السلام کے بازو تھک کر رہ گئے اور ان سے سرور کونین ﷺ کا دامن چھٹ گیا اور حیران رہ گئے کہ ہائے وہ پہلو اقدس کیا گیار رکاب چھوٹ گئی اور امید ٹوٹ گئی۔ ان کی نگاہ حسرت میں شور پاتا تھا کہ ہائے وہ محبوب یگانہ ﷺ کہاں تشریف لے گئے۔

تعارف جبریل علیہ السلام

جبریل علیہ السلام کا قد نہ بہت بلند ہے اور نہ بہت چھوٹا اس کو سفید رنگ کا لباس پہنایا جو ہوا ہر یواقت سے مرصع ہے۔ جبرائیل کے چہرے کا رنگ برف کی طرح سفید ہے اس کے اگلے دانت روشن اور چمکدار ہیں، اس کے گلے میں خوبصورت موتیوں کا ہار ہے اور اس کے سرخ یا قوت کے ایک ہزار چھ سو بازو ہیں، ہر دو بازوؤں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کے برابر فاصلہ یا بعد ہے، اس کی گردن بڑی خوبصورت اور لمبی ہے، اس کے قدم سرخ اور پنڈلیاں زرد ہیں، اس کے پر جن سے پرواز کرتا ہے زعفران سے بنے ہوئے ہیں جن کی تعداد ستر ہزار ہے، یہ پر سر سے لے کر اس کے قدموں تک ہیں۔ ہر پر پر چاند اور ستارے ہیں اور اس کی آنکھوں کے مابین شمس ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو میکائیل سے پانچ سو بعد پیدا فرمایا کیا۔ جبرائیل ہر روز جنت کی ایک نہر میں نہاتا ہے اور پھر اپنے بدن کو جھاڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے

ایک ایک قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے پھر وہ فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ جبریل ہر روز سحر کے وقت نور کی نہر سے جو عرش کے دائیں طرف ہے غسل کرتا ہے اس سے اس کا نور پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے ایسا ہی اس کا حسن و جمال بھی دوبالا ہو جاتا ہے اور اس کی عظمت بھی زیادہ ہو جاتی ہے پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑتا ہے تو اس کے ایک ایک پر سے ستر ستر ہزار قطرے جھڑتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ایک ایک قطرے سے ستر ستر ہزار فرشتہ پیدا کرتا ہے ان میں سے ہر روز ستر ستر ہزار فرشتہ بیت المعمور میں اور ستر ہزار بیت اللہ شریف میں داخل ہوتا ہے۔

جبریل علیہ السلام کے حاجت روا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ابراہیم کی پیشانی میں نور تھا اور اس کی پشت میں موتی تھا۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے گوچھن کے پلہ میں بٹھا کر آگ میں پھینکنا چاہا اور جبریل علیہ السلام نے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا ”الک حاکم کیا تمہیں حاجت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا لیکن تیری طرف نہیں ہے۔ جبریل نے پھر پوچھا ابراہیم علیہ السلام نے وہاں جواب دیا۔ اخیر میں جبریل علیہ السلام نے کہا کیا تمہیں اپنے رب کی طرف حاجت ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کہا کیا کوئی ایسا دوست ہے جس کو اپنے دوست کی طرف حاجت نہ ہو۔ جبریل نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے سوال کریں کہ وہ آپ کی اس حال میں مدد کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

هو اعلم بحالی من سوالی الیہ وہ میرے سوال کرنے کے بغیر میرے حال کو خوب اچھی جانتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے اس مقام پر فرمایا کہ میں نے جبریل کو اس وقت کہا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھ کو مبعوث فرمائے گا تو اے جبریل میری تیری اس نیکی کا جو تو نے میرے باپ ابراہیم سے کی ہے بدلہ دوں گا آپ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی اور جبریل میرے ساتھ تھا میں نے کہا اللہ کی طرف تیری کوئی حاجت ہے اس نے کہا ہاں آپ اپنے رب سے میرے لئے اس بات کا سوال کریں کہ قیامت کے دن وہ مجھ کو حکم دے کہ میں پل صراط پر اپنے پر بچھاؤں اور آپ کی امت اس کے اوپر سے گذر جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”بارک اللہ یا جبریل“ بیکل اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ محمد ﷺ کو دریاے نور میں غوطہ دے۔ جبریل نے آپ کو غوطہ دیا اس غوطہ سے آپ ستر ہزار پردوں کو پھاڑ کر ان کے آگے نکل گئے ان پردوں میں سے ہر پردے کا موٹا پانچ سو سال کی راہ کے برابر تھا یہاں تک کہ آپ سونے کے فرش تک پہنچے وہاں ایک فرشتہ نمودار ہوا اس نے آپ کو موتیوں کے حجاب تک پہنچایا۔

فرشتہ نے اس حجاب کو ہلایا حجاب کے پردے سے آواز آئی کون ہے یہ فرشتے نے جواب دیا کہ میں فراش الذہب کا فرشتہ ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد ﷺ ہیں اس حجاب کے فرشتہ نے کہا اللہ اکبر! پھر اس نے حجاب کے نیچے سے ہاتھ نکالا اور مجھ کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا اسی طرح میں ایک حجاب سے دوسرے حجاب کی طرف نقل کرتا یہاں تک کہ میں نے ستر ہزار حجاب سے تجاوز کیا ان میں سے ہر حجاب کا موٹا پانچ سو سال کی راہ کے برابر تھا۔ اس کے بعد میں نورابض کے دریا پر پہنچا وہاں ایک فرشتہ تھا اگر کوئی پرندہ اس کے ایک کاندھے سے پانچ سو سال اڑتا رہے تو پھر بھی وہ اس کے دوسرے کاندھے تک نہ پہنچے۔ اس کے بعد مجھ کو آگے چلایا گیا میں ایک نور احمر کے دریا تک پہنچا اس کے کنارے پر بھی ایک فرشتہ تھا وہ فرشتہ اتنا بڑا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو یہ حکم دے کہ وہ زمین و آسمان کو نگل جائے تو وہ نگل جائے پھر رُفرف مجھ کو لے کر اس سے آگے چلایا یہاں تک کہ میں زرد رنگ کے دریا تک پہنچا وہاں بھی ایک فرشتہ دیکھا وہ بھی پہلے فرشتہ کی طرح بہت بڑا فرشتہ تھا وہ بھی سات آسمانوں اور سات زمینوں کو ایک ہی بار نگلنے کی طاقت رکھتا تھا پھر مجھ کو اس سے بھی آگے لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ میں سفید پانی کے دریا تک پہنچا وہاں مجھ کو اضطراب لاحق ہوا میں نے کہا ”یا غیاث المستغینین“ اس سے میری روح کو سکون میسر ہوا۔ ایسے ہی رُفرف مجھ کو ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک پہنچاتا رہا یہاں تک کہ میں نے ہزار حجابوں سے تجاوز کیا اور پھر میں وحدانیت کے حجاب تک پہنچا وہاں میں نے اپنے آپ کو ایک قندیل کی مانند دیکھا جو ہوا میں لٹک رہی ہے اس کے بعد جب میں عرش پر پہنچا تو قطرہ میری زبان پر ٹپکا جس سے مجھ کو اولین و آخرین کا علم حاصل ہوا۔ جب میں مقام ”فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ“ پہنچا تو مجھ کو ایک کرسی پر بٹھا کر علیین تک پہنچایا گیا وہاں میرے اوپر تین قطرے ٹپکے ایک میرے کاندھے پر اس سے مجھ میں ہیبت پیدا ہوئی، دوسرا قلب پر اس سے محبت نمودار ہوئی، تیسرا میری زبان پر اس سے زبان پر فصاحت پیدا ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ عرش پر پہنچے تو کائنات کی ہر چیز آپ کو چھوٹی اور حقیر دکھائی دی۔

نفسی نے کہا اللہ تعالیٰ نے عرش کو آٹھ سو ساٹھ قوائم پر پیدا کیا ہے اور ہر قائم (پایا) ساری دنیا کے برابر ہے۔ ایک پائے سے دوسرے پائے تک فاصلہ بہت تیز اڑنے والے پرندے کی اسی ہزار سال کی پرواز کے برابر ہے۔ عقائق میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو اس صفت پر پیدا فرمایا تو اس میں عجب اور خود پسندی پیدا ہوئی یعنی اپنی عظمت پر اس کو فخر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک سانپ کا طوق ڈال دیا۔ اس کا سر سفید موتیوں کا اور اس کی آنکھیں زرد دیا قوت کی اور اس کے دانت سبز مرد کے اور اس کا جسم سُرخ سونے کا ہے اس کا طول سات لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے

ستر ہزار منہ ہیں۔ جب عرش نے اس کو دیکھا تو عرض کی اے میرے مولا تو نے اس کو کیوں پیدا کیا؟ رب تعالیٰ نے فرمایا تاکہ تو اپنی عظمت بھول جائے اور تو صرف میری عظمت دیکھے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے عرش کے اٹھانے والے فرشتے چار ہیں ان میں سے ہر فرشتے کا طول ستر ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے اور ان کے قدموں کا طول اٹھارہ ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے ان میں ایک فرشتہ بنی آدم کی صورت پر ہے وہ بنی آدم کے لئے دعا کرتا ہے

اللهم ارحم بنی ادم ولا تعذبهم

اے اللہ بنی آدم پر رحم کر اور ان کو عذاب نہ دے

دوسرا فرشتہ گدھ کی صورت پر ہے وہ کہتا ہے

اللهم ارحم الطيور ولا تعذبهم وادفع عنهم برد الشتاء وحی الصف وادخلنی فی شفاعۃ محمد ﷺ

اے اللہ پرندوں پر رحم کر اور ان کو عذاب نہ دے اور اسے سردیوں کی سردی اور گرمیوں کی گرمی دور کر اور مجھ کو شفاعت حضور ﷺ میں داخل فرما۔

شرح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ بارگاہ حق کے دیدار پر انوار سے سرشار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بیشمار راز و نیاز کی باتوں میں سے ایک یہ بھی ارشاد فرمایا چنانچہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ عز و جل نے فرمایا

این حاجت جبریل. (مواہب لدنیہ صفحہ ۲۹) محبوب! جبریل نے جو چیز آپ سے طلب کی تھی اس کا کیا ہوا۔

حضور اکرم ﷺ نے عرض کی اے رب تو خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا محبوب! جبریل کی فرمائش کو میں ان لوگوں کے حق میں پورا فرماتا ہوں جو تیرے شرف صحبت سے مشرف ہوئے ہوں اور وہ جو اپنے دلوں میں تیری محبت رکھنے والے ہوں۔

سبحان اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن جبریل پل صراط پر انہیں لوگوں کے کام آئیں گے جن کے دل میں حب نبوی ہے لیکن وہ لوگ جن کے دل حب نبوی سے محروم ہیں وہ اپنی قسمت پر ماتم کریں۔ کیا خوب فرمایا

جنت تو گھر ہے غلامانِ مصطفیٰ کا اور جہنم دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھوکا پھوٹا

خرد کے جنگل میں پھول چکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

حل لغات

روش، رفتار، چال، طرز۔ بھوکا، نور کا پتلا، بہت ہی گورا چٹا، لال انگارہ۔ پھوٹا، ٹوٹا، پھوٹ کی طرح نکلا یعنی زور زور سے بہہ نکلا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی رفتار کو جس نے سوچا تو اس کے دماغ میں ایک نور کا شعلہ پھوٹ پڑا۔ خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر میں نوری درخت روشن تھے۔

جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب بُرے حالوں گرتے پڑتے

وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تورا آگئے تھے

حل لغات

جلو (باگ لگام) وہ خالی گھوڑا جو سواری کے ساتھ صرف زینت کے لئے لے جاتے ہیں، زینت، ٹھاٹھ، ہمراہی۔ عجب، انوکھا، نیا عمدہ، نادر۔ تیور، آنکھ کا نور، چتوں، آنکھ کی پتلی۔ دم، چڑھنا، سانس پھولنا۔ تیورانا، سر چکرانا، سر میں چکر آ کر آنکھوں کے سامنے اندھیر ہوا۔

شرح

مرغ عقل جو حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ چل پڑے تھے نہایت بُرے حالوں گرتے پڑتے رہے بالآخر سدرۃ المنتہی پر تھک کر رہ گئے اور حال یہ تھا کہ مرغ عقل کا دم پھول گیا اور اس کا سر چکر آ گیا اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

جبریل علیہ السلام ہوں یا کوئی اور ملائکہ کرام ان کے سوا باقی دوسروں کی بھی کیا تھی اپنی رسائی تک تو حضور ﷺ کو سمجھتے رہے لیکن جب ان کی وسعتیں ختم ہوئیں پھر اظہارِ عجز و انکسار نہ کرتے تو کیا کرتے۔

معراج مافوق السموت

بعض فرقوں نے آسمانوں سے اوپر کی معراج کا انکار کیا ہے ایسے ہی عرش پہ لیجانے کا بھی یہ ان موجودہ فرقوں کی شانِ نبوت سے بے خبری کی علامت ہے ورنہ یہ تو محققین کا مسئلہ ہے کہ عرش و کرسی اور لوح و قلم وغیرہ ہمارے نبی پاک ﷺ کے نورِ اقدس کی جھلکیاں ہیں چنانچہ امام المحدثین امام بخاری کے استاد محدث عبدالرزاق اپنی تصنیف میں

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث لائے ہیں اور اس حدیث شریف کو تلقی بالقبول کا مقام حاصل ہے۔ اسی حدیث پاک میں ہے

فالعرش والكرسى من نوري والكروبيون من نوري والروحانيون من الملائكة من نوري وملائكة السموات السبع من نوري والجنة وما فيها من النعيم من نوري والشمس والقمر والكواكب من نوري والعقل والعلم والتوفيق من نوري وروح الانبياء والرسل من نوري والشهداء والصالحون من نتائج نوري. الحديث (جواہر البحار سیدی النبھانی جلد ۴ صفحہ ۲۷۷)

سیدی الوجوہ رحمہ اللہ نے فرمایا پس عرش، کرسی، کروبیوں، روحانیوں، ساتوں آسمانوں کے فرشتے، جنت اور اس کی نعمتیں، سورج چاند ستارے، عقل، علم، توفیق، انبیاء اور رسل کی ارواح شہداء اور صالحین سب کے سب میرے نور سے ہیں۔ لہذا ان میں سے کوئی چیز بھی مصطفیٰ ﷺ کے لئے باعث شرف و عروج نہیں ہو سکتی۔ سیدی علامہ ابن الحاج کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

انه عليه الصلوة والسلام يتشرف بها مدخل لابن الجاج. (جلد ۱ صفحہ ۲۵۰)

تمام اشیاء آنحضرت ﷺ سے شرف حاصل کرتی ہیں نہ کہ آپ کسی شے سے۔ اور یہی حضرات فرماتے ہیں

الاترى الى ان افضل البقاع المواضع الذي ضم اعضاء الكريمة صلوات الله عليه وسلامه (المدخل، جلد ۱ صفحہ ۲۵۱)

اے ایمان والے تو اس بات کی طرف نہیں دیکھتا کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی قبر انور تمام مقامات سے افضل ہے۔

بلکہ آئمہ احناف میں سے صاحب درمختار نے تو تصریح کر دی ہے

ما ضم اعضاءه عليه الصلوة والسلام فانه افضل مطلقاً حتى من الكعبة والعرش والكرسى.

(درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۸۴)

جو جگہ آنحضرت ﷺ کے اعضاء شریفہ سے ضم کئے ہوئے ہے وہ علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ عرش اور کرسی سے بھی۔

لہذا سرور کائنات ﷺ کا براق پر سوار ہونا آپ ﷺ کا عروج نہیں بلکہ براق کو عروج عطا فرمانا ہے ملائکہ کا لگام اور رکاب تھامنا ملائکہ کا عروج ہے اور بیت المقدس کی طرف سفر کرنا بیت المقدس کا عروج ہے جیسا کہ علامہ نجم الدین غیاثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال ابن رحيه يحتمل ان يكون الحق سبحانه تعالى اراد ان لا يخلي تربة فاضلة من مشهره ووطه قدمه فتمم تقديس بيت المقدس بصلوة سيدنا محمد ﷺ. (المعراج الكبير سیدی نجم الدین غیاثی صفحہ ۱۳)

ابن رحيہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرنے میں احتمال یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ارادہ فرمایا کہ اس زمین کو آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری اور آپ ﷺ کے قدموں کی برکت سے محروم نہ رکھے پس اس لئے بیت المقدس کی تقدیس کو آنحضرت ﷺ کی نماز سے پورا فرمایا اس طرح جہاں جہاں آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور جن جن سے آپ ﷺ نے ملاقات فرمائی سو یہ ان کے حق میں معراج تھا نہ کہ سرور عالم ﷺ کے حق میں۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ سبب معراج جہاں سے حضور نبی پاک، شہ لولاک ﷺ کی اشیاء کو معراج ہو گئی آپ نے صرف اور صرف ذات حق تعالیٰ کے دیدار پُر انوار اور دیگر موزوں اسرار سے مشرف ہو کر معراج پائی۔

رفرف

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام ررفرف ہے اس کے ساتھ ایک فرشتہ بھی تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو ررفرف والے فرشتے کے سپرد کیا۔ (الایواقیت والجوہر جلد ۲ صفحہ ۳۶)

ایک روایت میں آیا ہے کہ ”تدلی“ کا فاعل ررفرف ہے اور ”دلی“ کے فاعل حضور اکرم ﷺ کے لئے ررفرف نیچے اتر آئی حتیٰ کہ آپ اس میں بیٹھ گئے۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوئے اور اقرب درجہ سے شرف فرمایا۔

(سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۴)

ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی سواری براق یہاں تک پہنچ کر تھک گیا اس وقت سبز رنگ کا ررفرف ظاہر ہوا جس کی روشنی سورج کو ماند کرتی تھی آپ اس ررفرف پر سوار ہوئے اور چلتے رہے حتیٰ کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گئے اس کے بعد بہت سے حجابات سامنے آئے ازاں جملہ ان میں سے ستر ہزار حجاب سونے کے تھے، ستر ہزار چاندی کے، ستر ہزار مردارید کے، ستر ہزار مردہ بن کے، ستر ہزار یاقوت سرخ کے، ستر ہزار حجاب نور کے، ستر ہزار حجاب ظلمت کے،

ستر ہزار پانی کے، ستر ہزار خاک کے، ستر ہزار حجاب آگ کے، ستر ہزار حجاب ہوا کے تھے کہ ہر حجاب کی موٹائی ایک ہزار سال کی راہ تھی اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رفرف ان حجابوں سے گزرتا ہوا پردہ داروں عرش تک لے گیا وہاں ستر ہزار پردے دیکھے ہر پردے میں ستر ہزار زنجیریں تھیں اور ہر زنجیریں کو ستر ہزار فرشتوں نے گردن پر اٹھا رکھا تھا کہ وہ فرشتے اس قدر قد آور تھے کہ ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک ستر ہزار سال کی راہ تھی اور یہ پردہ بعض مردارید کے بعض یاقوت کے بعض ہوا کے تھے اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ ملازم تھا کہ ستر ہزار فرشتہ جن کا ذکر ابھی گزرا ہے سب اس کے تابع تھے اس رفرف نے آپ کو حجابات سے پار پہنچایا اور پھر غائب ہو گیا اس کے بعد ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی جو کہ دانہ مردارید سعید کی طرح تھی تسبیح کہتی تھی اس کے منہ سے نور کے فوارے نکلتے تھے نے اٹھایا اور ان ستر ہزار پردوں سے گزرا جو عرش سے وراء ہے۔

نوٹ

صاحب نزہۃ المجالس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچ سواریوں کا ذکر کیا ہے اور کسی نے تین سواریوں کا ذکر کیا ہے جتنی روایات جس کے پاس تھیں اس قدر بیان کیا۔

قوی تھے مرغان وہم کے پراڑے تو اڑنے کو اور دم بھر

اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے

شرح

مرغان وہم کے پر بہت بڑے قوی تھے لیکن اڑنے کے بعد دم بھر میں ان کا حال یہ ہو گیا کہ سینے پر ایسی ٹھوکر لگی کہ ڈر اور خوف کا خون تھوکتے تھے۔

یہ پہلے شعر کی طرح ملائکہ کرام اور دوسرے جو اس واقعہ میں کچھ کچھ تصور کر سکتے ہیں سب کے عجز کے اظہار کا بیان ہے۔

سنا یا اتنے میں عرش حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے

وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف ترے تھے

شرح

بس اتنی معمولی سی دیر بعد سنا کہ عرش حق نے کہا کہ اے تاج والے محبوب ﷺ آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے وہی

قدم مبارک پھر آئے جو اس سے قبل تاج شرف سے مشرف تھے۔

عرش نشین

سیدنا محی الدین ابن العربی قدس سرہ کی الفتوحات المکیہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے خصائص سے ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا یہی مذہب رائج ہے اور اللہ عزوجل نے حضور ﷺ سے اس بلند و بالا تر مقام میں کلام فرمایا جو تمام ممکنہ سے اعلیٰ تھا اور بے شک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب اسراء مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔ اسی میں ہے

قد اختلف العلماء فی الاسراء اهل هو اسرا واحد او اسراء ان مرة بروحه وبدنه يقظة بروحه وجسده من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى ثم منا ما من المسجد الاقصى الى العرش فالحق انه اسراء واحد بروحه وجسده يقظة في القصة كلها والى هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثين والفقهاء والمتكلمين

علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو ایک بار روح بدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح و بدن اقدس کے ساتھ۔ بیداری میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر خواب میں وہاں سے عرش تک اور حق یہ ہے کہ وہ ایک ہی اسراء ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری میں روح و بدن اطہر کے ساتھ جمہور علماء محدثین و فقہاء متکلمین سب کا یہی مذہب اسی میں ہے۔

المعاريج عشرة (الی قوله) العاشر الى العرش معراجیں دس ہوئیں دسویں عرش تک اسی میں ہے۔

قد ورد فی الصحيح عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال عرج بی جبرئیل الی سدرۃ المنتھی ودنا الجبار رب العزة فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی مذلیہ علی مافی حدیث شریک کان فوق العرش صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میرے ساتھ جبرئیل نے سدرۃ المنتھی تک عروج کیا اور جبار رب العزة جل جلالہ نے دئی و تدلی فرمایا تو فاصلہ دو کمانوں بلکہ ان سے کم کا رہا یہ تدلی بالائے عرش تھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں

علیه يدل صحيح الاحاديث الدالة على دخوله الجنة ووصوله الى العرش او طرف العالم

کما سیاتی کل ذالک بجسده یقطه

صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ شب اسراء جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالم کے اس کنارے تک آگے لامکان ہے اور یہ سب بیداری میں جسم مبارک تھا۔

حضرت سید شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں

اعلم ان رسول اللہ ﷺ لما كان خلقه القرآن وتخلق بالاسماء وكان الله سبحانه وتعالى ذكر في كتابه العزيز انه تعالى استوى على العرش طريق التمدح والثناء على نفسه اذا كانا العرش اعظم اجسام فجعل لنبیه عليه الصلوة والسلام من هذا الاستوى نسبة على طريق التمدح والثناء به عليه حيث كان اعلى مقام ينتهی اليه من اسرے به من الرسل عليهم الصلوة والسلام وذلک يدل على انه اسرى به ﷺ يحسمه ولو كان الاسراء به روي لما كان الاسرار ولا الوصول الى هذا المقام

تمدحا ولا وقع من الاعراب انكار على ذلک

رسول اللہ ﷺ کا خلق قرآن تھا اور حضور اسماء الہیہ کی خود خصلت رکھتے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفات مدح سے عرش پر استواء بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب ﷺ کو بھی اس صفت استویٰ علی العرش کے پرتو سے مدح و منقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء منتہی ہو اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسراء اور اس مقام استویٰ علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

یہ سن کر بخود پکارا اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا

پھر ان کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

دل لغات

دن پھرنا، نصیب جاگنا، مصیبت سے آرام نصیب ہونا۔

شرح

عرش الہی یہ سن کر بخود ہو کر پکارا اٹھا قربان جاؤں میرے آقا کہاں ہیں پھر سے آپ کے قدموں کا بوسہ لوں یہ تو میری آنکھوں کے دن کے نصیب کھلے۔

اس شعر میں شاعر کی خوش بختی کا اظہار ہے وہ خوش کیوں نہ ہوتا جبکہ اس کے سر پر اس کے مرشد کے قدم مبارک

آگئے۔ یہ ذوق تو وہ سمجھے جو مرشد والا ہو جو بے مرشد ہوا سے کیا خبر۔ اسے بس یہی کہا جاسکتا ہے

معذور دار مت کہ تو اور اندیدم

یاد رہے کہ دورِ حاضرہ میں سوائے اہل سنت کے اکثر فرقے حضور اکرم ﷺ کے کمالات ماننے میں نہ صرف کم ظرفی بلکہ بخل کر کے اپنی شقاوت پر مہر ثبت کر رہے ہیں ورنہ اسلاف صالحین اور اکابرین نے عرشِ معلیٰ پر تشریف لے جانے کی تصریح کی ہے۔

عرشِ معلیٰ تک

امام قسطلانی شارح بخاری لکھتے ہیں کہ

لما انتھی الی العرش تمسک العرش باذیالہ (مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴)

جب حضور اکرم ﷺ عرش پر پہنچے تو عرشِ الہی کو آپ کے دامن سے وابستگی تھی۔

قال رسول اللہ ﷺ مروت لیلۃ اسری بی برجل مغیب فی نور العرش . (زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۰۶)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر گزرا جو عرش کے نور میں غائب تھا۔

قال الشیخ ابو الحسن الرفاعی صعدت فی الفوقانیات الی سبع مائۃ الف عرش فقیل لی ارجع لا

وصول لک الی العرش الذی عرج بہ محمد ﷺ (نبراس صفحہ ۴۷۴)

حضرت ابو الحسن رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں (حالت مراقبہ میں روحانی پر) عالم بالا میں چڑھتا رہا حتیٰ کہ سات لاکھ عرش سے گزر گیا پھر مجھے کہا گیا اب تم واپس چلے جاؤ کیونکہ جس عرش پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی وہاں تو نہیں پہنچ سکتا۔

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا

یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گردِ قربان ہو رہے تھے

دل لغات

مجرأ آداب۔

شرح

عرشِ اعلیٰ برائے ادب و تعظیم جھکا اور بزمِ بالا کے ملائکہ سجدے میں گرے عرشِ الہی آپ کے قدموں پر آنکھیں

مل رہا تھا اور بزم بالا کے ملائکہ آپ کے ارد گرد قربان ہو رہے تھے۔ اس شعر میں عرش مبارک پر پہنچنے کی کیفیت بیان ہو رہی ہے کہ جو نبی حضور اکرم ﷺ نے عرش بریں پر قدم مبارک رکھا کہ عرش قدموں پر گر گیا اور عالم بالا کے مکین صدقے اور قربان ہو رہے تھے کیوں نہ ہو جب انہیں گھر بیٹھے مرشد کریم کی زیارت نصیب ہو گئی۔ (ﷺ)

نعلین بیائے حسین بر عرش بریں

حضور اکرم ﷺ نعلین سمیت عرش بریں پر تشریف لے گئے۔ اس کے چند حوالہ جات حاضر ہیں

(۱) جب سرور کونین ﷺ عرش بریں پر پہنچے تو جناب الہی سے خطاب آیا کہ اے میرے حبیب ﷺ آگے چلے جاؤ تب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نعلین مبارک اتارنی چاہی تو عرش مجید لرزہ میں آیا اور آواز آئی کہ آئیے میرے حبیب اور نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھئے تاکہ آپ کے قدم کی دولت سے میرا عرش قرار پائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یا الہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (سورہ طہ، آیت ۱۲)

تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بیشک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔

جب تیرا عرش کوہ طور سے کئی درجے افضل ہے میں کس طرح بمع نعلین عرش پر چلاؤں تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا اس لئے حکم ہوا تھا کہ طور سینا کی خاک اس کے قدموں میں لگے اور موسیٰ السلام کی شان بلند ہو اور آپ کو بمع نعلین عرش پر آنے کا حکم اس لئے ہوا ہے تاکہ آپ کی نعلین کی خاک عرش کو لگے اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔ (قصص الانبیاء صفحہ ۲۸)

(۲) امام الصوفیہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا کہ

عرش است کمین پایہ زایوان محمد عرش حضور اکرم ﷺ کے ایوان نبوت کا ایک ادنیٰ پایہ ہے۔

فائدہ

جس کے ایوان نبوت کا عرش ایک ادنیٰ پایہ ہو وہ اگر نعلین پاک سے اس پایہ کو شرف فرمائیں تو کیا بعید ہے کسی شاعر نے کہا

نعلین پائے اور ابر عرش گونگا کن جاہل کہ درنیا بد معنی استواء را

آپ کی نعلین پاک عرش پر ہے اسے دیکھ لیکن جاہل استواء علی العرش کا معنی سمجھ نہیں آیا۔

کسی اور دوسرے شاعر نے کہا

جب قریب عرش پہنچے شافع روزِ جزاء
پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا
عرض کی محبوب نے اے خالق جن و بشر
حکم موسیٰ کو ہوا نعلین پا نہ طور پر
پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو
تیرے صدقے عرش پیدائم ہمارے نور ہو

(۳) نعلین پنا عرش پر جلوہ گر ہونے کی یہ روایت کہ آپ نے نعلین اتارنی چاہی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اتاریجے علماء سلف میں سے امام ابن ابی جمرہ اس کے قائل ہیں۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ﷺ)

دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کو نعلین اتارنے کا حکم نہ ہوا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا۔ جیسا کہ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رباعی ہے

علیٰ رؤس هذا لکون نعل محمد
علت فجميع الخلق تحت ظلاله

ندی الطور موسیٰ نو دی اخلع واحد
علی العرش لم یؤذن بخلع نعاله

حضرت رسول اللہ ﷺ کی نعلین مبارک کی شان ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک سب کائنات کے اوپر تھی اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سایہ کے نیچے تھی اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے اور حضرت احمد مصطفیٰ ﷺ کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ملا۔

قال بعض اکابر الصوفیة مجيبا عن ذالک ان رسول الله ﷺ لما خاطبه الله تعالى عرق لعظیم الهیة حتی تنازل الجزء البشري من جسده الشریف حتی صار کالنعلین فی رجلیه فهم رسول الله ﷺ ان یخلعهما فنا ده الله تعالى لا تخلع الی اخره و ذالک لانه لو خلعهما صار نوراً روحانیا لا یزال الی الارض والله سبحانه وتعالى اراد نزوله لیدعوا لثو حیده فان هذا من الاسرار الخفیة التي ما اطلع علیها الا الخواص من الاولیاء رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین.

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ﷺ صفحہ ۲۱۴)

اس کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ بعض اکابر صوفیاء نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے (ان سے پوچھا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کیا ہے کہ حضور ﷺ نے نعلین مبارک اتارنی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اتاریے) تو اس بزرگ نے اس روایت کی یہ تاویل بتائی کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا تو آپ کو عظمت ہیبت کی وجہ سے پسینہ آ گیا حتیٰ کہ آپ کی بشری جزء کی طرح ہو گئی پس حضور اکرم ﷺ نے اتارنے کا قصد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ آپ جو تانا اتاریے اور یہ حکم اس لئے ہوا کہ اگر آپ اس کو اتار دیتے تو آپ محض روحانی نور رہ جاتے اور زمین پر نہ اترتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ زمین پر نازل ہوں تاکہ آپ خدا کی توحید کی دعوت دیں پس اے مخاطب اس مسئلہ کو سمجھ کیونکہ یہ ایک پوشیدہ بھید ہے جس پر سوائے خاص اولیاء کے کسی کو اطلاع نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اولیاء سے راضی ہو۔

حضرت علامہ اسماعیل حق حنفی قدس سرہ نے تفسیر روح البیان پارہ ۶ تحت آیت ”فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ لَكُنَّ

ہیں کہ

وقيل للحبيب تقدم على بساط العرش بنعليك ليتشرف العرش بغبار نعال قدميك ويصل نور

العرش بغبار نعال قدميك ويصل نور العرش يا سيد الكونين اليك.

محبوب (علیہ السلام) کو کہا گیا کہ آپ عرش کی بساط پر اپنے نعلین مبارک سمیت آئیے تاکہ عرش آپ کے جوڑے مبارک کے غبار سے مشرف ہو کر عزت پائے اور بلا واسطہ عرش کا نور آپ تک پہنچ سکے۔

اس کے بعد یہی امام اسماعیل حق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ مقام محمدی مقام موسوی سے از بس بلند ہے اسی لئے بادشاہوں کے دربار کے آداب کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا اس لئے کہ بادشاہوں کے دربار میں غلام پا برہنہ حاضر ہوتے ہیں اس کے برعکس حضور اکرم ﷺ کو نعلین اتارنے کے بجائے عرش پر جوڑے سمیت تشریف لے گئے۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہشت میں جوڑے سمیت

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہشت میں جوتے سمیت موجود ہونا بتاتا ہے کہ غلام اگر بہشت کو جوتے سمیت جاسکتے ہیں تو آقا ﷺ بطریق اولیٰ جوڑے سمیت عرش معلیٰ پہ جاسکتے ہیں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جوڑے کی تصریح عرش معلیٰ پہ آقا ﷺ کے جوڑے سمیت تشریف لے جانا بعید از قیاس نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور روایت نعلین بیا بر عرش کا انکار

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے نعلین مبارک سمیت عرش پہ جانے کا انکار نہیں فرمایا بلکہ روایت کو بے سند بتایا ہے۔ روایت کو بے سند کہنا نفس مسئلہ سے کب انکار لازم آتا ہے ہاں اگر کسی کے پاس صریح انکار یا اقرار کا حوالہ ہو تو فقیر کو بھیجے تاکہ اسے اپنے رسالہ **عرشہ** کی زینت بنایا جاسکے۔

ایک اور حوالہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے صریح انکار و اقرار کا مجھے علم نہیں البتہ آپ کے معاصر و محبت بلکہ خوش عقیدت حضرت علامہ نور بخش تو کلی قدس سرہ کی تائید سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا صریح کہیں نہیں ورنہ مولانا تو کلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے خلاف کبھی نہ کرتے۔

عرش پر مع نعلین

حضرت مولانا نور بخش رحمہ اللہ نے لکھا کہ شب معراج جب حضور اکرم ﷺ عرش پر تشریف لے گئے تو بقول صوفیہ کرام باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ نعلین سمیت عرش کو شرف بخشے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

الطور موسیٰ نودی اخلع و احمد علی العرش یؤذن بخلع نعالہ۔

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۱۱ تاج کمپنی لاہور)

طور کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی کہ جوتا اتاریے اور حضرت احمد ﷺ کو عرش پر جوتا اتارنے کی اجازت نہ ملی۔

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں

حضور خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

حل لغات

ضیاء، روشنی، جگمگاہٹ، نور۔ قندیل، ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکتے ہیں۔ جھلملانا، چراغ یا ستارے کا کم چمکنا۔ اپنا منہ دیکھنا، شرمندہ ہونا، کچھ نہ بن پڑنا۔

شرح

عرش الہی پر نور کی جگمگاہٹ کچھ اتنی تیز روشن تھیں کہ تمام قندیلیں بیچاری کیا چمکتیں تمام روشنائیاں اپنا منہ تکتی رہ

گئیں۔

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

حل لغات

سماں، زمانہ، وقت، موقعہ، محل، لطف، اچھی فصل، جو بن۔ پیک (فارسی بفتح پار فارسی) ہر کارہ، قاصد۔ حضرت، جناب، قبلہ، حضور۔ کشادہ، کھلا ہوا۔ کلیم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب۔

شرح

یہی سماں تھا کہ رحمت کا قاصد خبر لایا کہ حضرت تشریف لے چلے آپ پر وہ تمام راستے کھلے ہیں جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ”اَدْنٰی“ (دیدار ہو مجھے) کی آرزو کی اللہ تعالیٰ نے ”لَنْ تَرٰنٰفٰی“ کران سے دیدار کی نفی فرمادی لیکن یہاں دیدار کے تمام راستے کھول دیئے۔

جب رفر بھی بہت سے نورانی حجابات و مقامات طے کرا کے رخصت ہو گیا حضور اکرم ﷺ دربارِ عالی میں تنہا جانے والے تھے بالآخر تمام حجابات اُٹھ گئے اور آواز ”اَدْنٰی“ سے نوازے گئے۔

فائدہ

موسیٰ علیہ السلام کی آرزو کے بعد گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تو دکھانے کو تیار ہیں مگر تمہاری آنکھوں میں وہ استعداد ہی نہیں کہ تم ہمیں بے حجاب دیکھ سکو کیونکہ ہمیں بے حجاب دیکھنے اور عین ذات کا مشاہدہ کرنے کی طاقت و صلاحیت تو صرف ایک ہی آنکھ میں ہے اور وہ آنکھ ہے میرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ نے ایک آسمان سے تجلی فرمائی اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس آسان سی تجلی کے بھی متحمل نہ ہو سکے۔

طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ

لیکن محبوبِ رب العالمین نے حریم خلوت گاہِ قدس میں پہنچ کر عین ذات کا مشاہدہ کیا

موسیٰ زہوشِ وقت بہ یکِ جلوہ صفات تو عین ذات می نگری در تبسمی

موسیٰ علیہ السلام ایک جلوہ صفاتی سے بیہوش ہو گئے آپ عین ذات کو دیکھتے رہے اور تبسم بھی فرماتے رہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا گریہ

ہم ابتداء معراج میں لکھ آئے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ آپ نے چھٹے آسمان کو شرفِ قدوم بخشا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ نے ان کو سلام کہا اور مرحبا کہا جب آپ ان سے آگے گزرے تو وہ رونے لگے ان سے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا میرے بعد ایک نوجوان مبعوث ہوا اس کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔

ازالہ وہم

اس سے بعض کوتاہ اندیشوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام حسد سے روئے یہ غلط ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام حسد کیا ہر عیب سے پاک ہیں بلکہ حضرت موسیٰ کا رونا اپنی امت کی کوتاہی پر غم اور افسوس کھانے سے تھا اس لئے کہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کا اپنی امت میں قیام قلیل ہے مگر ان پر ایمان لانے والے اور پیروی کرنے والے اتنے ہوئے کہ ان کا شمار کرنا ممکن ہے اور میرا قیام اپنی امت میں بہت زیادہ رہا لیکن میرے پیروکار بہت کم اور وہ بھی میرے بعد اکثر گمراہ ہو گئے اور آپ کے پیروکاروں میں تا قیامت استقامت ہوگی علاوہ ازیں میری امت جنت میں داخل التعداد ہوگی اور آپ کی امت جنت میں داخل ہوگی جس کا شمار امکان سے باہر اسے غبطہ کہا جاتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لئے فرمایا اور حسد حرام ہے لیکن غبطہ (رشک) جائز ہے۔

فائدہ

موسیٰ علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کو بوجہ کم سنی کے غلام کہا ہے اس لئے کہ اس وقت حضور اکرم ﷺ نوجوان تھے اس کے متعلق مزید سوالات و جوابات فقیر نے ”معراج المصطفیٰ ﷺ“ اور ”تفسیر فیوض الرحمن پارہ ۱۵“ میں لکھ دیئے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج موسیٰ علیہ السلام سے جب میں گزرا تو مجھ سے تمام انبیاء علیہم السلام کے سختی سے پیش آئے لیکن جب واپس لوٹا تو تمام انبیاء علیہم السلام سے بہت زیادہ خیر خواہ تھے اے میرے امتیو موسیٰ علیہ السلام تمہارے لئے بہترین سفارشی ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام و امام غزالی رحمہ اللہ کا دلچسپ مکالمہ

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شائے امدادیہ میں فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ ”علماء امتی

کانبیاء بنی اسرائیلؑ نے کہا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافۃ الفاظ ”برکاتہ ومغفرتہ وغیرہ عرض کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو۔ آپ (امام غزالی) نے عرض کیا آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا

وَمَا تِلْكَ بِبَيْمِينِكَ يَمُوسَىٰ (پارہ ۱۶، سورۃ طہ، آیت ۱۷)

اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ

ہی عَصَاۤی اِتَوَكَّرُۢا عَلَیْہَا وَاَهْشُبْہَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیْ فِیْہَا مَارِبٌ اُخْرٰی (پارہ ۱۶، سورۃ طہ، آیت ۱۸)

یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”ادب یا غزالی“ ادب کرو اے غزالی۔

(شائم امدادیہ صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

صاحب نبراس شارح عقائد نسفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب نبراس شرح عقائد نسفیہ میں فرماتے

ہیں امام قطب زمان ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت

موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ فخر فرما رہے ہیں کہ کیا آپ

کی امتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے بعض لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انکار کرتے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے

خواب میں ان کو کوڑے لگائے جب وہ بیدار ہوئے تو کوڑوں کا اثر ان کے جسم پر تھا۔ (نبراس صفحہ ۳۸۸)

امام غزالی کے اسی واقعہ کو امام راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محاضرات میں سیدنا امام شاذلی صاحب حزب البحر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح نقل فرمایا

میں ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ میں سو گیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ مسجد اقصیٰ کے باہر وسط حرم میں ایک تخت بچھایا گیا اور

فوج درفوج مخلوق کا اٹھ دھام ہونا شروع ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیسا اجتماع ہے؟ معلوم ہوا کہ تمام رسل و انبیاء علیہم

السلام حضور سید عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت اقدس میں منصور علاج کی سوء ادبی کے بارے میں شفاعت کے

لئے حاضر ہو رہے ہیں میں نے جو تخت دیکھا تو اس پر صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تنہا رونق افروز ہیں اور تمام انبیاء علی

نبینا علیہم السلام بیٹھے ہوئے ہیں وہاں ٹھہر گیا اور ان مقدس حضرات نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے عرض کیا حضور آپ نے

فرمایا ہے کہ ”علماء امت بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہے“ تو آپ ان میں سے کوئی ایک عالم دکھائیں۔ حضور اکرم ﷺ

نے ان سے ایک سوال کیا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے دس جواب دیئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جواب سوال کے مطابق ہونا چاہیے ایک سوال کا ایک جواب دینا تھا آپ نے دس جواب کیوں دیئے؟ امام غزالی نے عرض کیا حضور (معاف فرمائیں) اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی ایک ہی سوال کیا تھا۔

وَمَا تِلْكَ بِبَيِّنَةٍ يَمْشِي (پارہ ۱۶، سورہ طہ، آیت ۱۷)

اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ

آپ نے اس کے کئی جواب دیئے کہ یہ میری لکڑی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے علاوہ میرے اور کام بھی اس سے سرانجام ہوتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوال کا ایک جواب کافی تھا کہ یہ میری لکڑی ہے۔ امام شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ منظر دیکھ کر حضور اکرم ﷺ تنہا تخت پر جلوہ افروز ہیں اور تمام رسل و انبیاء بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، نوح نجی اللہ علیہ السلام، عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام جیسے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام سب حضور اکرم ﷺ کے سامنے زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کتنی بڑی عظمت اور جلالت محمدی کا مظاہرہ ہے میں سوچ بچار میں لگا ہوا تھا اور اپنے دل میں (بحالت خواب) حضور ﷺ کی قدر و منزلت پر متعجب تھا کہ ناگہاں کسی نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری جس کی ضرب سے میں بیدار ہو گیا میں نے جو اسے دیکھا تو وہ مسجد اقصیٰ کا منتظم تھا اور اس وقت مسجد اقصیٰ کی قدیمیں روشن کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کیا تعجب کرتا ہے؟ یہ سب حضور ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں یہ سن کر مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ نماز کے لئے جماعت کھڑی ہوئی تو اس وقت مجھے افاقہ ہوا میں نے اس منتظم مسجد اقصیٰ کو تلاش کیا مگر آج تک اسے نہ پایا۔ (روح البیان جلد ۵ صفحہ ۷۵)

سوال

امام غزالی نے موسیٰ علیہ السلام کو (معاذ اللہ) لا جواب کر دیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ محض اس لئے پیدا ہوا کہ مکالمہ کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیثیت ملحوظ نہ رہی۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بحیثیت ممتحن تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے امتحان دینے والے طالب علم کی حیثیت سے کھڑے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور امتحان سوال فرمایا اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا صحیح جواب دے دیا۔

اگر کوئی طالب علم ممتحن کے سوال کا صحیح اور معقول جواب دے دے تو کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ممتحن کو

لا جواب کر دیا بلکہ اس طالب علم کو کامیاب کہا جائیگا لہذا امام غزالی کے متعلق یہ کہنا غلط بلکہ قطعاً غلط ہوگا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لا جواب کر دیا بلکہ یہی کہا جائے گا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ کلیسی میں امتحان دے کر خود کامیاب ہو گئے۔

سوال

واقعی قاعدہ بھی چاہتا ہے کہ سوال جواب کے مطابق ہو اور ایک سوال کے متعدد جوابات بظاہر خلافِ اصول ہیں ایسی صورت میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جوابات اور ساتھ ہی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے جوابات محلِ نظر ہو جائیں گے۔

جواب

اس شبہ کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جواب کا سوال کے مطابق ہونا یقیناً ضروری ہے لیکن جوابات کا تعدد مطابقت کے خلاف نہیں البتہ یہ سوال ضرور ہو سکتا ہے کہ ایک سوال کے کئی جواب دینے میں کیا حکمت ہوگی؟ جس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کی حکمت کلام کو لمبا کرنا ہے تاکہ شرفِ مکالمہ زیادہ دیر تک حاصل ہوتا رہے۔ گویا امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دیا کہ اے کلیم اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے سوال کیا تھا کہ اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں یہ کیا چیز ہے؟ تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس خطاب کو اپنے لئے باعثِ عزت و افتخار جانا اور یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام فرما کر مجھے اپنا کلیم بنایا لہذا ایک سوال کے کئی دے کر کلام کو لمبا کر دوں تاکہ لذتِ مکالمہ دیر تک حاصل ہوتا رہے علیٰ ہذا القیاس۔ اے کلیم الہی جب آپ نے مجھے مخاطب فرما کر سوال فرمایا تو آپ کے خطاب کو میں نے اپنے لئے باعثِ صد عزت و افتخار جانا اور یہ محسوس کیا کہ میں کیسا خوش نصیب ہوں کہ خدا کے کلیم سے ہم کلام ہو رہا ہوں آپ نے کلیم اللہ ہونے پر فخر کیا اور میں نے کلیم اللہ کے کلیم ہونے کو موجبِ شرف جانا اور لذتِ مکالمہ سے زیادہ دیر تک کیفِ اندوز ہونے کے لئے کلام کو لمبا کر دیا۔

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آسروِ محمد

نثار جاؤں یہ کیاند اتھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

حل لغات

قرین، قریب، پاس، ملا ہوا۔ محمد، پہچو محمد بزرگی والے۔

شرح

اے محبوب محمد ﷺ آگے بڑھیں اور قریب ہو جائیے اے محبوب احمد ﷺ قریب آئیے اے سردار دو جہاں اور بزرگی کے نشان والے حبیب تشریف لائیے۔

میں قربان جاؤں یہ کیسی پیاری نداشتی اور یہ کیسا محبوب سماں تھا اور کیا ہی عجیب و غریب مزے تھے۔

فعند ذلک نادانی مناد بلغة أبی بکر قف إن ربک یصلی فینا أنا أتفکر فی ذلک فأقول هل سبقنی أبو

بکر؟ فإذا النداء من العلی الأعلى، ادن یا خیر البریة، ادن یا محمد ادن یا محمد، لیدن الحبيب

کسی آواز دینے والے نے ابو بکر کی زبان میں مجھے آواز دی ٹھہریے آپ کا رب صلوٰۃ فرما رہا ہے میں اسی خیال میں تھا کہ ابو بکر نے کیا مجھ پر سبقت کی کہ علوا علی سے ندا آئی اے خیر البریہ قریب آئیے، اے احمد اے محمد ﷺ قریب آئیے، حبیب کونز دیک آنا چاہیے۔

بڑھ اے محمد قریب ہو احمد قریب آسرو مجھ نثار جاؤں یہ کیا نداشتی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

پھر شاہد مستور ازل نے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے پیغام دیئے اور آپ قریب خاص سے فائز ہوئے جن کی لطافت و نزاکت بارالفاظ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

راء یت ربی فی احسن صورة فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردھا بین یدی فی علمت مافی

السموت والارض. (مشکوٰۃ صفحہ ۷۰)

میں نے اپنے رب تعالیٰ کو بہت اچھی صورت میں دیکھا پھر اس نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنے دست قدرت کو رکھا پس میں نے اس سے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس کی اور جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

دیدار الہی

اس بارے میں صحابہ کرام و تابعین و تابع تابعین کا اختلاف ہے۔ جمہور کا عقیدہ ہے کہ شب معراج دیدار الہی سر مبارک کی آنکھوں سے ہوا۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی آنکھ سے رؤیت الہی کی۔ (شفاء شریف)

(۲) ابن اسحاق ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف

ایک شخص کو بھیجا کہ وہ آپ سے پوچھے کہ کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا فرمایا ہاں اور ان سے یہی زیادہ مشہور ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا یہ ان سے متعدد طریقوں سے مروی ہے۔

(۳) فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت سے اور حضور اکرم ﷺ کو رویت سے خاص فرمایا ان کی دلیل میں یہ فرمان الہی ہے کہ

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ۖ أَفَتُمَرُّونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۖ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۖ

(پارہ ۲۷، سورۃ النجم، آیت ۱۱ تا ۱۳)

دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔
(۴) عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے تھے کہ یقیناً حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔ ابو عمر ظلمنکی نے عکرمہ سے اس کو روایت کیا اور بعض متکلمین نے اس مذہب کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کیا ہے۔

(۵) ابن اسحاق بیان کرتے ہیں مردان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا ہاں۔

نقاش نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کا قائل ہوں کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا، دیکھا، دیکھا یہاں تک ان کا سانس ختم ہو گیا یعنی امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا۔

(۶) ابن عطاء سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۖ

(سورۃ الانشراح، آیت ۱)

کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا۔

کی تفسیر میں مروی ہے کہ حضور کا شرح صدر رویت الہی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شرح صدر کلام ہے۔
ابو الحسن علی بن اسمعیل اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کی ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے سر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا اور فرمایا ہر نشانی جو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی نبی کو دی گئی بلاشبہ اس کی مثل ہمارے نبی ﷺ کو دیا گیا اور ان میں رویت الہی سے فضیلت دے کر خاص کیا۔

(۷) اور دی فرماتے ہیں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنی رویت کو موسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کے مابین تقسیم فرمایا ہے پس حضور اکرم ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنے رب سے کلام فرمایا۔

(۸) ابو الفتح رازی اور ابواللیث سمرقندی کعب احبار سے حکایت نقل کرتے ہیں جو عبد اللہ بن حرث سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دفعہ جمع ہوئے تب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہم بنو ہاشم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب کا دیدار کیا۔ کعب نے تکبیر کہی یہاں تک کہ پہاڑوں نے اس کا جواب دیا اور کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی رویت اور اپنے کلام کو حضور اکرم ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تقسیم کر دیا پس موسیٰ علیہ السلام سے تو کلام کیا اور حضور اکرم ﷺ کو آپ کے قلب کے ساتھ دیدار کر دیا۔

(۹) شریک حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوشِ لِن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

حل لغات

تبارک اللہ، برکت والا ہے اللہ تعالیٰ۔ زیبا، خوشنما، آراستہ، مناسب۔ بے نیازی، بے پرواہی۔ لِن ترانی، تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تمنائے زیارت بے پردہ پر جواب دیا ویسے عام طور پر شہنی اور بڑائی پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ تقاضا، طلب، مانگ، تاکید، بار بار مانگنا۔ وصال، ملاقات، ملنا، ملاپ، انتقال۔

شرح

اللہ برکت والا کیا ہی تیری عجیب شان ہے تجھی کو ہی مناسب ہے بے نیازی کہیں تو موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے **لِن ترانی** کے جوش تھے اور کہیں حبیب پاک شہ لولاک ﷺ کے وصال ”**ادنی منی یا حبیب ﷺ**“ کے تقاضے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے علوشان کا اظہار ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ”**لِن ترانی**“ کا کردیدار سے روک دیا لیکن یہاں یہ حال ہے کہ محبوب ﷺ کو بڑی شان و شوکت سے بلایا جا رہا ہے اور وصال کے لئے تقاضے ہی تقاضے۔

کلیم و حبیب کا فرق

کلیم وہ ہے جو مولیٰ کی رضا کا طالب ہے اور حبیب کا مرتبہ یہ ہے کہ مولیٰ اس کی رضا چاہتا ہے، کلیم وہ ہے جو مولیٰ کی رضا کا طالب ہے اور حبیب کا مرتبہ یہ ہے کہ مولیٰ کی رضا چاہتا ہے، کلیم وہ ہے جو خود چل کر طور پر آتا ہے اور رب سے مناجات کا شرف پاتا ہے اور حبیب وہ ہے

ینام علی فراشه فیاتی بہ جبرائیل

جو بستر ناز پر جلوہ فرما ہوتا ہے اور رب العالمین کا پیامی جبرائیل قدم محبوب چوم کر عرض کرتا ہے اے محبوب رب تعالیٰ آپ کے دیدار کا مشتاق ہے چلے براق برق رفتار تیار ہے ملائکہ ہیں اور نوریوں کا ہجوم ہے۔

خرد سے کہہ دوسر جھکائے گمان سے گزرے گزرنے والے

پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

حل لغات

خرد، عقل، دانائی، سمجھ بوجھ۔ یاں، یہاں۔ لالے پڑنا (ہندی) حسرت ہونا، تمنا ہونا، آس ٹوٹنا، مصیبت میں پھنسا، مشکل پڑنا۔

شرح

خرد سے کہو کہ وہ سر جھکائے سر تسلیم خم کر لے گزرنے والے محبوب ﷺ وہم و گمان کی حدوں سے آگے گزر گئے تشریف لے گئے۔ یہاں تو جہت مصیبت میں پھنسی ہے وہ کیا اور کسے بتائے کہ وہ محبوب خدا سرورِ انبیاء ﷺ کدھر گئے۔

سراغ این ومتی کہاں تھا نشان کیف والی کہاں تھا

نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

حل لغات

سراغ، کھوج، پتہ، نشان۔ این، کہاں۔ ومتی، کب۔ کیف، کیسا۔ الی تک، یہ تمام حروف اسمائے ظروف ہیں مکان کی مسافت کی انتہا وغیرہ کے متعلق سوال و جواب کے لئے آتے ہیں۔ راہی، راہ گیر، مسافر۔ ساتھی، ہمراہی، ہم سبق، مددگار۔ مرحلہ، منزل کی جگہ، درجہ، مرتبہ۔

شرح

وہاں این ومتی (کہاں اور کب) کا نشان کہاں تھا وہاں کیف والی (کیسے اور کہاں تک) کہاں۔ وہاں نہ کوئی راہی اور نہ

کوئی ساتھی اور نہ ہی منزل کی کوئی علامت اور نہ ہی وہاں مراحل کا تصور اور گمان۔

امام احمد رضا اپنے شعر کے خود شارح

اس شعر کی شرح امام اعلیٰ حضرت احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے قلم سے ملاحظہ ہو جو آپ نے حاشیہ تکمیل

الایمان میں ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ

امام اجل سیدی محمد بوصری قدس سرہ، قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں

کما سری البدر فی داج من الظلم

عسريت من حرم ليلا الى حرم

من قاب قوسين لم تدرک ولم ترم

وبت ترقى الى ان نلت منزلة

نوديت بالرفع مثل المفرد العلم

خفصت كل مقام بالاضافة اذ

وجزت كل مقام غير مزدحم

فخرت كل فخار غير مشترك

یعنی حضورات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے

اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل

پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی۔ حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرما دیا جب حضور رفع کے

لئے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمایا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے

جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمائے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے

یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں

ای انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الى ان لم تترك غاية للساع الى السبق من كمال القرب

المطلق الى جناب الحق ولا تترك موضع رقى وصعود وقيام وقعود لطالب رفعة في عالم الوجود

بل تجاوزت ذلك الى مقام قاب قوسين او ادنى فاوحى اليك ربك ما اوحى

یعنی حضور نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لئے

جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بلندی کے لئے کوئی جگہ عروج و ترقی یا

اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام **قاب وقوسین او ادنیٰ** تک پہنچے تو حضور کے رب

نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

امام ہمام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد قدس سرہ، ام القریٰ میں فرماتے ہیں

وتلك السيادة القعسا

وترقى به الى قاب قوسين

دونها ما وراءهن وراء

رتب تسقط الاما في حسراى

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

امام ابن حجر کی قدس سرہ المملکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں

قال بعض الائمة والماریج ليلة الاسراء عشرة ، سبعة فى السموات والثامن الى سدرۃ المنتهى

والتاسع الى المستوى والعاشر الى العرش الخ.

بعض ائمہ نے فرمایا شب اسراء دس معراجیں تھیں، سات ساتوں آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرۃ المنتہی، نویں مستوی، دسویں عرش تک۔

سید علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر

رکھا

قال الشهاب المکی فی شرح همزیۃ لامام بوصیری عن بعض الائمة ان المعاریج عشرة الى قوله

والعاشر الى العرش والرؤیۃ

فرمایا، امام شہاب مکی نے شرح ہمزیہ امام بوصیرہ میں کہا بعض آئمہ سے منقول ہے کہ معراجیں دس ہیں دسویں عرش و دیدار تک۔

شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے

لما اعطى سليمان عليه الصلوة والسلام الريح التى غدوها شهر ورواحها شهر اعطى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم البراق فحمله من الفرش الى العرش فى لحظة واحدة و اقل مسافة فى ذلك سبعة

الاف سنة وما فوق العرش الى المستوى والرفرف لا يعلمه الا الله تعالى

جب سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی ہمارے نبی ﷺ کو براق عطا ہوا

کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس میں ادنیٰ مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے اور وہ جو فوق العرش سے مستوی و رفرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔
اسی میں ہے

لما اعطى موسى عليه الصلوة والسلام الكلام اعطى نبينا ﷺ مثله ليلة الاسراء وزيادة الدنو
والروية بعين البصر وشتان ما بين جبل الطور الذى نوحى به موسى عليه الصلوة والسلام موما فوق
العرش الذى نوحى به نبينا ﷺ

جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی ﷺ کو ویسی ہی شب اسرا ملی اور زیارت قرب اور چشم سر سے دیدار الہی اس کے علاوہ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی ﷺ سے کلام ہوا۔
اسی میں ہے

رقیہ ﷺ ببذنه يقظة بمكة ليلة ولاسراء الى السماء ثم الى سدرة المنتهى ثم الى المستوى الى
العرش والرفرف والروية

نبی ﷺ نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا آسمانوں تک ترقی فرمائی، پھر سدرۃ المنتہی، پھر مقام مستوی، پھر عرش و رفرف و دیدار تک۔

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ تعلیمات افضل القرئی میں فرماتے ہیں

الاسراء به ﷺ على يقظة بالجسد والروح من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى ثم عرج به
الى السموات العلى ثم الى سدرة المنتهى ثم الى المستوى ثم الى العرش والرفرف
نبی ﷺ کو معراج بیداری میں بدن و روح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوئی، پھر آسمانوں، پھر سدرہ، پھر
مستوی، پھر عرش و رفرف تک۔

فتوحات احمدیہ شرح الہزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے

رقیہ ﷺ ليلة الاسراء من بيت المقدس الى السموات السبع الى حيث شاء الله تعالى لكنه لم
يجاوز العرش على الراجح

حضور سید عالم ﷺ کی ترقی شب اسراء بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر رائج یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

اسی میں ہے

المعاريج ليلة الاسراء عشرة سبعة في السموات والثامن الى سدرة المنتهى والتاسع الى المستوى

والعاشر الى العرش لكن لم يجاوز العرش كما هو التحقيق عند اهل المعاريج

معراجیں شب اسراء دس ہوئیں، سات آسمانوں میں، اور آٹھویں سدرہ، نویں مستوی، دسویں عرش تک مگر روائے ان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

اسی میں ہے

بعد ان جاوز السماء السابعة رفعت له سدرة المنتهى ثم جاو زها الى مستوى ثم زج به في النور

فخرق سبعين الف حجاب من نور مسيرة كل حجاب خمسمائة عام ثم دلى له رفرف اخضر فارتقى

به حتى وصل الى العرش ولم يجاوزه فكان من ربه قاب قوسين او ادنى

جب حضور ﷺ آسمان ہفتم سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام مستوی پر پہنچے، پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے، ہر پردے کی مسافت پانچ سو برس کی راہ۔ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لئے لٹکایا گیا، حضور اقدس اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔

تحقیق رضوی

شیخ سلیمان نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارت ماضیہ و آتیہ وغیرہا میں فوق العرش و لامکان کی تصریح ہے لامکان یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقتاً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں۔ عرش تک منہجائے مکان ہے اس سے آگے لامکان ہے اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں تو حضور اقدس ﷺ جسم مبارک سے منہجائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے وراء الوراہ تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے۔ اسی طرف کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منہجی عرش ہے تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی نہ اس لئے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی بلکہ اس لئے کہ تمام اماکن کا

احاطہ فرمایا اور کوئی مکان ہی نہیں جسے کہئے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب انور کی انتہاء قاب قوسین، اگر و سوسہ گزرے کہ عرش سے ورا کیا ہوگا کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا تو امام اجل سید علی و فارضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنئے جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب **الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر** میں نقل فرمایا کہ فرماتے ہیں

لیس الرجل من یقیده العرش وما حواه من الافلاک والجنة والنار وانما الرجل من نفذ بصره الى خارج هذا الوجود کله وهناك يعرف قدر عظمة موجدہ سبحنه وتعالی

مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک و جنت و نار یہی چیزیں محدود و مقید کر لیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔
مزید تفصیل **شرح حدائق جلد دوم** میں ملاحظہ ہو۔

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا اُدھر تھا مشکل قدم بڑھانا

جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت اُبھارتے تھے

حل لغات

پیہم، لگاتار، برابر، متواتر۔ جلال، بزرگی، شان و شوکت، رعب و ادب۔ ہیبت، خوف، دہشت، رعب۔ اُبھارنا، سہارا دینا، اکسانا، اونچا کرنا۔

شرح

ادھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے بار بار تقاضے تھے کہ آئیے حبیب (ﷺ) لیکن یہاں (حبیب ﷺ) کی طرف سے ازراہ ادب قدم بڑھانا مشکل محسوس ہو رہا تھا کیونکہ جلال و ہیبت حق کا سامنا تھا اور ساتھ ہی جمال و رحمت کے سہارے بھی تھے جس کی وجہ سے آگے بڑھنے کی امیدیں بڑھیں۔

بڑھے تو لیکن جھکتے ڈرتے حیاء سے جھکتے ادب سے رکتے

جو قرب انہیں کی روش پر رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

حل لغات

جھکنا، چونکنا، بھڑکنا، خوف کھانا، شرم یا خوف سے آنکھ بند کرنا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ آگے بڑھے لیکن آنکھیں بند کر کے اور شرم و حیا کا پیکر بن کر پھر حیا سے بارگاہ حق میں کبھی جھکتے اور کبھی ادب سے رک جاتے جو اس ذات کی روش اور طریقہ پر قرب تھا اس کے درمیان بھی لاکھوں منزلوں کے فاصلے تھے۔

پر اُن کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا ادھر کا

تنزلوں میں ترقی افزا دنیائی تدریج کے سلسلے تھے

حل لغات

تنزل، اترنا، گھٹاؤ، کمی۔ دنی، مدلی، آیت کا اقباس ہے نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا۔

شرح

لیکن محبوب خدا ﷺ کا بڑھنا تو صرف لفظاً تھا ورنہ حقیقتاً یہ فعل ادھر (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے تھا یہاں (حبیب خدا ﷺ) کی طرف سے تنزلوں میں بھی ترقی افزاء منازل تھیں کیونکہ یہ ”دنیٰ فتدلی“ کے سلسلے تھے جہاں کے تنزلات بھی ہزاروں ترقیات سے بلند و بالا ہیں۔

ہوا یہ آخر کہ ایک بحر اتموج بحر ہو میں ابھرا

دنیٰ کی گودی میں اُن کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

حل لغات

بحر، انگ، ایک قسم کی بڑی خوشنما کشتی (بحری جہاز) تموج، لہریں اٹھنا، جوش۔ ہو، خدا تعالیٰ کا اسم ذات، اصطلاح صوفیہ میں ہو سے مراد ذات بلا اعتبار صفات و ظہور یعنی با بحیثیت ظہور حق سبحانہ کا نام ہے جہاں کسی صفت و ظہور کو دخل نہیں ہے یہ نقطہ ذات کا اسم ہے اس کے ذکر سے سالک کی صفات بشریہ فنا ہو جاتی ہیں اور جملہ اعتبارات غیریت زائل ہو جاتے ہیں اور بحر ہستی حق سبحانہ کے کچھ باقی نہیں رہتا اسی لئے یہ اسم جلالی ہے خواص اولیائے سالکین اس کا ذکر کرتے ہیں۔

دنیٰ مقام دنیٰ فتدلی کی طرف اشارہ ہے۔ گودی، کنار، بغل، کولی۔ لنگر اٹھانا، کشتی یا جہاز کا چلنا۔ لنگر، جہاز یا قافلہ کا ٹھہرنا، ناویا جہاز کے ٹھہرے کا رسہ یا رسے میں بندھی ہوئی کوئی بھاری چیز۔

شرح

اس کا سلسلہ تو آخر کیا پہنچتا بالا آخر ایک بے مثال کشتی بحرہو کی موج میں ابھری جو حضور اکرم ﷺ کو دنی کی گود میں لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے۔

کسے ملے گھاٹ کا کنارہ کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثل نظر طرار وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

حل لغات

گھاٹ، دریا یا تالاب وغیرہ کا کنارہ، دریا سے پار، اترنے کا مقام۔ طرار، چوڑی، چھلانگ۔

شرح

اس گھاٹ کا کنارہ کسے ملے کسی کو کیا ملے کہ حضور اکرم ﷺ کدھر سے گزرے اور اللہ نے آپ کو کہاں اتارا۔ نگاہ جب نظارہ کے لئے اٹھی تو خود حضور اکرم ﷺ اپنی آنکھوں سے چھپ گئے تھے۔

اٹھے جو قصر دنی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ ہی نہ تھے ارے تھے

حل لغات

قصر، محل وغیرہ۔ دنی، مقام دنی، فتنہ کی طرف اشارہ یعنی حق تعالیٰ کے قرب خاص کا مرتبہ۔ دوئی، دو سمجھنا، فرق، جدائی۔ ارے، حرفِ نداء، تعجب ظاہر کرنے کے لئے جیسے ارے کیا ہوا۔

شرح

اٹھے جو قصر دنی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے اس لئے کہ وہاں تو دوئی کی جگہ ہی نہیں تو پھر کوئی کیا خبر دے ہاں یہ بھی نہ کہہ کہ وہ نہ تھے۔ ارے اے (بندۂ خدا) وہ تھے یعنی حضور سرورِ عالم ﷺ ہی تھے۔

فائدہ

اس شعر میں دوئی کی نفی اللہ اور رسول (جل و جلالہ ﷺ) کے ماسوا کی نفی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کی ملاقات کے وقت سرورِ عالم ﷺ ہی تھے۔ یہ شعر ایک حدیث شریف کا ترجمہ ہے وہ حدیث شریف یہ ہے

لی مع اللہ وقت فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اس میں نہ کسی ملک مقرب کو گنجائش ہے نہ کسی نبی مرسل کو۔

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولے لگلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

حل لغات

گرہ، گانٹھ، بندھن، جیب، گچھا۔ کلیوں، کلی بن کھلا پھول، غنچہ۔ تکمے، تکہ کی جمع، گھنڈی، گریبان کا حلقہ۔

شرح

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ اب غنچہ و گل کا فرق بھی اٹھ گیا جیب میں باغ پھولے اور اس جیب کے تکمے بھی پھولوں کے تھے۔

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
کمانیں حیرت سے سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

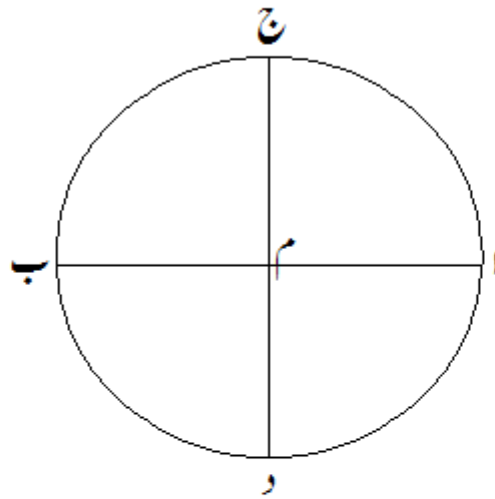
حل لغات

محیط، گھیرنے والے، گھیرا۔ چکر، مرکز، کسی چیز کے کھڑا کرنے کی جگہ، بیچوں بیچ، صدر مقام، وہ آڑی لکیر جو کاف یا گاف پر کھینچی جاتی ہے، کینسلی، دھری اور اصطلاح میں دائرہ کے اندر وہ نقطہ جس سے محیط تک جتنے سیدھے خط کھینچے جائیں وہ سب باہم برابر ہوں۔ فاصل، جدا کرنے والے۔ خطوط، خط کی جمع لکیر جس میں طول ہو عرض اور عمق نہ ہو۔ جیسے واصل، ملنے والا، شامل ہونے والا، وصول ہونے والا۔ کمانیں، کمان کی جمع وہ آلہ جس سے تیر چلاتے ہیں، دھنش، آسمان کے ایک برج کا نام، دائرہ کا کوئی حصہ۔ دائرے، دائرہ کی جمع حلقہ، کنڈل۔ چکر، حرفوں کی گولائی۔

شرح

یہ شعر جیومیٹری سے متعلق ہے۔

م مرکز ہے اور ب، ج محیط ہے۔ ا، د، ب، ج خطوط واصل۔ معراج کے بیان میں قرب کا ذکر کس خوبی سے جیومیٹری کی اصطلاحات اور وہ خاص کیفیت جسے لیمیٹنگ پوریشن کہتے ہیں کا نقشہ کھینچتے ہیں بغیر ریاضی کے علم کے اس طرح کا بیان کسی علم کے ذریعہ ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ ان اشعار سے حضرت رضا کی تبحر علمی، ریاضی و سائنس میں ان کی مہارت اور ان کی شاعرانہ فنکاری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔



معارف رضا کراچی ۱۴۱۶ھ

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پچھڑے گلے ملے تھے

حل لغات

حجاب، پردہ۔ وصل، وصال، فرقت، جدائی۔ جنم، پیدا ہونا، عادت۔ پچھڑے، جدا ہونے والا۔

شرح

رسول اللہ ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجابات اٹھنے میں لاکھوں پردے تھے اور ہر پردے میں لاکھوں جلوے تھے عجیب و غریب گھڑی تھی کہ اُس وقت وصال و فراق جنم کے پچھڑے گلے ملے تھے۔

لطیفہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے کلام کو سمجھنے کے لئے علم و عقل اور عشق رسول ﷺ کا ہونا ضروری ہے ورنہ قدم قدم پر ہزاروں ٹھوکریں کھانی پڑیں گی چونکہ میرا موضوع یہ نہیں کہ کس نے کہاں تک اور کیوں ٹھوکر کھائی۔ ایک نمونہ اس شعر کے ٹھوکر کھانے والے دیوبندی فضلاء کا حال ملاحظہ ہو۔ **دھماکہ نامی کتاب** میں فضلاء دیوبندی نے ”جنم کے پچھڑے گلے تھے“ خدا و مصطفیٰ کو بنادیا۔ (جل جلالہ ﷺ) حالانکہ اس سے مراد خدا و مصطفیٰ نہیں بلکہ وصل و فرقت ہیں۔ (جل جلالہ ﷺ) اب مطلب یہ ہوا کہ عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پچھڑے گلے ملے تھے۔

اس میں جب خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) کا ذکر اقدس ہوا ہی نہیں تو خدا تعالیٰ کی طرف لفظ جنم کی نسبت اور خدا

و مصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) کا گلے ملنا کہاں سے ثابت ہو گیا یعنی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جو فرمایا ہے وہ فضلاء دیوبند نے سمجھا ہی نہیں اور افتراء کیا کہ اعلیٰ حضرت نے وہ کہا۔ دیوبندیوں کیا اس بل بوتے پر اعلیٰ حضرت پر تنقید کرنے نکلے ہو پہلے کلام اعلیٰ حضرت سمجھنے کی لیاقت حاصل کرو پھر ادھر کا رخ کرنا خواہ مخواہ اپنی مٹی پلید کر رہے ہو۔ تعجب ہے کہ یہاں تو دیوبندی بلا وجہ اعلیٰ حضرت کے مخالف ہیں لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو کیا کہیں وہ فرماتے ہیں گویا میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔ (سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

اب ایسے کا کیا کیجئے جو اللہ تعالیٰ کی گود میں جا بیٹھتے ہیں۔ (قہر خداوندی)

فائدہ

فضلاء دیوبند کے ایک فضلہ یعنی مصنف دھما کہ کو مصرعہ کے لفظ جنم کے پچھڑے اور گلے ملے تھے پر اعتراض ہے اس نے جنم کو ہندو ازم کہا اور ساتھ ہی فرقہ مجسمہ کا اعتقاد قرار دیا ہے حالانکہ مؤلف دھما کہ کے اعتراض اور خود ساختہ تشریح کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اگر مؤلف دھما کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے اشعار کو سمجھے بغیر تبصرہ کرتا ہے تو یہ اس کی جہالت و حماقت ہے اور وہ اگر اعلیٰ حضرت کے صحیح اشعار کو قصد غلط مفہوم پہناتا ہے تو یہ اس کی بے ایمانی اور بددیانتی ہے۔ زیر بحث شعر میں نہ رب العزت کی طرف لفظ جنم کی نسبت ہے نہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) کے گلے ملنے کا بیان ہے۔

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

حل لغات

بھنور، گرداب، پانی کا گھم چکر۔ حلقے، حلقہ کی جمع، گھیرا، کڑا، گول، کند، تکیہ، تشنگی۔ پیاس

شرح

زبانیں خشک ہو گئیں اور وہ خشکی کی موجیں دکھا رہی تھیں کہ خدا کرے کہیں سے رحمت کا پانی نصیب ہو پانی کے گرداب کو تو پیاس کا اتنا ضعف و کمزوری لاحق تھی کہ اس کی آنکھوں میں گھیرے پڑ گئے تھے۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

شرح

اس شعر میں مصرعہ اول صفاتِ باری تعالیٰ پر مشتمل ہے اور ضمائر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہیں۔ اب شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی باطن ہے اور وہی ظاہر ہے حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی تجلیات و جلوے ہیں اللہ کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے آئے یعنی آپ اس کا مظہر اتم ہیں شب معراج وہی جلوے اسی کی طرف گئے۔

یہ شعر حضور نبی پاک ﷺ کے مظہر اتم ہونے اور دیدارِ باری تعالیٰ کے اثبات میں ہے اور ان دونوں کے اثبات میں فقیر اسی شرح حدائق کے مجلداتِ سابقہ میں بہت کچھ لکھا چکا ہے۔ یہاں ایک لطیفہ لکھنے کو جی چاہتا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے کلام کو سمجھنا بھی ایک بہت بڑا کمال ہے چونکہ فقیر کا اسی شرح میں یہ موضوع نہیں کہ ”کلام الامام امام الکلام“ کا مقولہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے حدائق بخشش پر بطریق اتم صادق ہے لیکن افسوس کہ مخالفین بزعیم خویش اس بے داغ کلام کے کیڑے نکالنے بیٹھے تو ان کی گفتگو سے بدبودار کیڑے نکلتے۔

دیوبندی فرقہ کے ایک صاحب نے اسی شعر پر اعتراض اٹھایا کہ آپ خود ہی ذات اول تھے اور خود ہی آخر ہیں اور آپ ہی سے ملنے گئے تھے۔ (دھما کہ صفحہ ۲۹)

اس سے یہ تاثر دینا چاہا کہ محدث بریلوی مصطفیٰ ﷺ کو عین خدا مانتے ہیں (معاذ اللہ) اس سے یہ نہ سمجھا کہ سورج کو تھوکنے سے اپنا منہ گندا ہوتا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اس کا ردائی سے امام بریلوی قدس سرہ کی شان گھٹ جائیگی لیکن جو نبی اسی کا مضمون منظر عام پر آیا تو اہل علم کو معلوم ہو گیا کہ معترض تو ”لم یجہ“ ”جاہل بلکہ احمق ہے“ جسے ضمائر کے متعلق رائج و مرجع تک کا علم نہ ہو وہ کلام الامام کو کیا جانے۔

۱۔ یہ فقیر اویسی غفرلہ کی مزاحیہ اصطلاح ہے اسی لئے اس کا ترجمہ آگے لکھ دیا ہے۔

جاہل کی جہالت کا اظہار

مصنف دھما کہ نے اپنے جیسے جاہلوں سے دادِ حماقت وصول کر لی لیکن اس کی اپنی جماعت کے اہل علم نے اسے نفرین کے تحفے بھیجے اس لئے کہ اس نے جب اس شعر کے ضمائر کو حضور اکرم ﷺ کی طرف لوٹا یا تو شعر کا معنی بنا کہ خود حضور اکرم ﷺ شب معراج اپنے آپ کو ملنے گئے تھے۔ یہ مطلب جاہلانہ جاہلوں کو بتاتا ہے ورنہ معراج شریف کے مضامین میں دنیا بھر کے مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے کسی کا بھی یہ مذہب نہیں۔

کمانِ امکان کے جھوٹے نقطو تم اول و آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

حل لغات

نقطہ، صفر۔ چال، رفتار، حرکت۔

شرح

یہ شعر جیومیٹری سے متعلق ہے اس فن کے ماہر کو معلوم ہے کہ خط، دائرہ اور دوسری شکلیں مثلاً پیرابولا، ہائپر بولا وغیرہ سب نقطے ہی کے راستے ہیں اور اسی سے بنے ہیں ایک مختلف زاویوں سے راستہ طے کر کے مختلف شکلیں بنانا ہے۔ نقطہ کے اس چال کو تو کسی یعنی خط سفر کہتے ہیں دائرہ بھی نقطہ ہی کے ایک مخصوص راستہ طے کرنے کی وجہ سے بنتا ہے اور جب دائرہ کھینچا ہوا ہو تو یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ نقطہ نے کس مقام سے چل کر سفر شروع کیا تھا اور کون اس کا نقطہ اول ہے اور کون آخر اور یہ بھی نہیں بتایا جاسکتا کہ دائرہ کی تشکیل کے لئے یہ داہنے سمت سے چلا تھا یا بائیں سمت سے یعنی کلاک وائرزا اینٹی کلاک وائرزا۔ اس شعر میں انہی نکتوں کو پیش نظر رکھ کر معراج کا فلسفہ پیش کیا گیا ہے یہاں کمانِ امکان سے مراد دائرہ ہے۔

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوائے پر نور میں پڑے تھے

حل لغات

نذر، منت، صدقہ، نیاز، تحفہ۔ خسروی، شاہی

شرح

ادھر سے یعنی حضور اکرم ﷺ کی جانب سے بارگاہ شہنشاہ میں نماز کے نذرانے ادھر سے یعنی اللہ کی طرف سے شاہانہ انعام اور سلام و رحمت کے ہار گندھ کر حضور اکرم ﷺ کے گلے اقدس میں ڈالے گئے۔

حضور اکرم ﷺ بارگاہ حق میں

یہ شعر اس مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے اپنے معبود حقیقی کے روبرو عاجزانہ یہ نذرانہ پیش کیا

التحيات لله والصلوات والطيبات

یعنی میری تمام مالی اور بدنی عبادتیں اے اللہ تیرے لئے بطور تحفہ ہیں
ارشاد خداوندی ہوا پیارے اس کے بدلے میں ہم سے یہ تحفہ قبول کیجئے

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته

اے نبی ہر قسم کی سلامتی اور رحمت و برکت اپنے پروردگار کی جانب سے بطور تحفہ قبول فرمالیں۔
جب حضور اکرم ﷺ نے بابِ رحمت کھلا ہوا دیکھا تو آپ کو اپنی گنہگار امت یاد آگئی اور انعاماتِ خداوندی اور
برکاتِ الہی میں اپنی امت کو شامل کر کے اللہ کے حضور میں یوں عرض کیا

السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين

اے پروردگارِ عالم تیری تمام قسم کی سلامتی اور رحمتیں ہم سب پر اور تمام نیک بندوں پر ہو۔

فائدہ

التحيات میں حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کے تمام افراد کو بھی شامل رکھا۔

چنانچہ ”السلام علينا“ فرمایا کہ میری گنہگار امت بھی اس میں شامل رہے اور ان کے بعد
تیرے نیک بندوں پر بھی تیرے انعامات کے دروازے کھلے رہیں۔

ملائکہ مقربین نے جب حضور اکرم ﷺ کا کرم کریمانہ دیکھا کہ اُس وقت بھی آپ نے اپنی گنہگار امت کو فراموش
نہیں کیا اور جو بات حضرت محمد ﷺ اپنے اللہ سے کہہ رہے ہیں وہ مانی جا رہی ہے تو ہر ایک کی زبان پر یہ جملہ جاری ہوا

اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمد عبده ورسوله

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں
پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا اے میرے محبوب! مانگ جو مانگتا ہے آپ خاموش رہے تین مرتبہ اسی طرح حکم ہوتا رہا
بالآخر مجسم نبی محتشم حضرت محمد ﷺ نے عرض کیا بارِ الہ میری سب سے پہلی اور آخری خواہش یہی ہے کہ
اللهم اغفر لي لا متني اے اللہ میری امت کو بخش دے

شاہ نے کی عرض امت گنہگار ہے بخش میرے مالک تو غفار ہے

تجھ کو آسان ہے سب کو دشوار ہے فکر روزِ جزا آج کی رات ہے

حضور اکرم ﷺ کی عاجزانہ التجاسن کر رحمت کردگار جوش میں آئی اور ارشاد ہوا اے میرے پیارے حبیب لیبیب آج ہم تیرے ساتھ تیری امت کی بخشش کے سلسلہ میں ایک معاہدہ کرتے ہیں۔

معاہدۂ عرش

(۱) جو کوئی تیرا امتی میری اطاعت کرے گا میں اس کو اس کی طاقت کے مطابق منظور کر لوں گا میں اس کے گناہ نہ صرف بخش دوں گا بلکہ نیکیوں میں تبدیل کر دوں گا۔

(۲) تیری گنہگار امت کی نیکیوں کو گناہوں کے مقابلہ میں زیادہ ترجیح دوں گا۔

(۳) اگر تیرا امتی گناہ کر کے پشیمان ہو گا تو میں اس کے گناہوں کے دفتر پر قلم غفو پھیر دوں گا۔

(۴) تیرے گنہگار امتیوں کے گناہ بخشش کے لئے انہیں بیماری، درد، رنج، مصیبت، کرب، پشیمانی دے کر ان کے گناہوں کا کفارہ کر دوں گا۔

(۵) میں تمہاری امت کو بعض دن، راتیں اور مہینے ایسے بزرگ و برتر عطا کروں گا کہ جو ان میں میری عبادت کریگا اسے جنت الفردوس کا وارث بنا دوں گا۔

(۶) اے محبوب میں تمہارے ساتھ یہ معاہدہ کرتا ہوں کہ تمہارے امتیوں کا حساب اپنے کرم سے کروں گا، ان کے گناہ اپنے فضل سے بخشوں گا اور بہشت میں اپنی رحمت سے داخل کروں گا۔ اس کے جواب میں نور مجسم، رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی اور اپنی امت کی جانب سے ان الفاظ کے ساتھ معاہدہ پر دستخط فرمائے

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (پارہ ۸ سورۃ الانعام آیت ۱۶۲)

بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا۔

امت کی شکایات

خاتون جنت حضرت فاطمہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ سے معراج کے راز دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کریم نے میری امت کی بخشش کا وعدہ فرماتے ہوئے مجھ سے ان کے بارے میں حسب ذیل شکایات بھی کیں۔

(۱) میں نے تمہاری امت کو رزق دینے کی ضمانت دے رکھی ہے مگر وہ میری ضمانت پر اعتماد نہ کرتے ہوئے دوسروں سے طلب رزق کی خواہش کرتی ہے۔

(۲) میں نے جنت آپ کی امت کے لئے پیدا کی ہے مگر افسوس کہ یہ جنت میں آنے کی تدبیر نہیں کرتی۔

(۳) دوزخ میں نے آپ کے دشمنوں کے لئے بنائی ہے لیکن افسوس کہ آپ کی امت نافرمانی کرتی ہوئی اس کی طرف جارہی ہے۔

(۴) افسوس ہے کہ آپ کی امت خلوت میں گناہ کرتی ہے اور مجھ سے نہیں شرماتی اور جلوت میں لوگوں کے ڈر سے گناہ کرنے سے پرہیز کرتی ہے اور مجھ سے نہیں شرماتی۔

(۵) میں ان سے کل کا عمل طلب نہیں کرتا اور یہ مجھ سے برسوں کا رزق طلب کرتے ہیں۔

(۶) میں ان کے نام کی روزی کسی اور کو نہیں دیتا مگر وہ میرے نام کی عبادت دوسروں کو دے دیتے ہیں۔

(۷) عزت دینے والا میں ہوں مگر یہ دنیا داروں سے عزت کے طلبگار ہوتے ہیں۔

(۸) نعمت میں دیتا ہوں اور شکر دوسروں کا ادا کرتے ہیں۔

(۹) جب یہ میری نافرمانی کرتے ہیں اس وقت اگر میں انہیں تھوڑی سی بھی تکلیف دوں تاکہ یہ مجھے یاد کریں تو یہ لوگ ہر وقت میرے شکوے اور گلے کرتے رہتے ہیں۔

(۱۰) میری نعمتیں لے کر اپنی خواہش کے مطابق صرف کرتے ہیں لیکن مجھ سے غافل رہتے ہیں۔

پیغام خداوند بہ بندگان خود

اللہ عزوجل نے اپنے نبی محترم حبیب مکرم کو فرمایا اے محبوب جو معجزات میں نے تجھے عطا فرمائے ہیں وہ اور کسی کو عطا نہیں کئے اور ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ تیری شان کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس انداز سے کہ جہاں میرا نام لیا جائیگا وہاں تیرا نام بھی لیا جائیگا۔ کلمہ میں، اذان میں، تکبیر میں، اطاعت میں غرضیکہ ہر مقام پر میں نے تیرے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا ہے جو شخص مجھ پر ایمان لائے اس کے لئے یہ شرط ہے کہ پہلے تجھ پر ایمان لائے ورنہ اس کا ایمان ہر گز قابل قبول نہیں ہوگا۔ بیشک تیری اطاعت میری اطاعت، تیری پیروی میری پیروی، تیرا بولنا میرا بولنا، تیرا ہاتھ میرا ہاتھ، تیری حرکت میری برکت، تیری رضا میری رضا، تیرا ارادہ میرا ارادہ، تیری خواہش میری خواہش ہے۔ آج کی رات ہم نے تیری ہر وہ خواہش جو امت کے بارے میں تھی وہ قبول کرتے ہوئے تیری امت کو نواذِ نجات اور رفعت درجات سے شرف فرما دیا ہے۔

(۱) اگر تم کسی سے اس لئے دوستی رکھتے ہو کہ اس نے تم پر احسانات کئے ہیں تو تمہیں چاہیے کہ دوستی صرف مجھ سے رکھو

کیونکہ مجھ سے زیادہ احسان کرنے والا کوئی نہیں۔

(۲) اگر تم کسی سے اس لئے ڈرتے ہو کہ مبادا وہ تم سے کوئی انتقام لے تو اپنے دل میں صرف میرا خوف رکھو کہ مجھ سے بڑھ کر منتقم حقیقی اور کوئی نہیں۔

مولانا ظفر علی فرماتے ہیں

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتظام اس کا

(۳) اگر تم محض اس لئے محبت کرتے ہو کہ وہ تمہاری حاجات برائے گالتو تمہارے لئے ضروری ہے کہ مجھ سے رشتہ محبت استوار رکھو کہ مجھ سے بڑا حاجت روا اور کوئی نہیں۔

(۴) اگر تم کسی سے وفاداری کی وجہ سے جفا کاری سے باز رہتے ہو تو اس سلسلہ میں مجھ سے بڑھ کر کوئی اور ذات نہیں کیونکہ تم نے میرے ساتھ ہمیشہ جفا کاری کی لیکن میں تمہارے ساتھ وفاداری کرتا رہا۔

تم جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے اپنے اپنے فرض کو دونوں ادا کرتے رہے

(۵) اگر کسی کی اپنے مال و جان سے خدمت کرتے ہو تو اس کے لئے مجھ سے زیادہ حقدار اور کوئی نہیں کیونکہ تمہاری جان و مال میرے ہی مرہونِ منت ہے۔

ایک عجیب نکتہ

جب سرکارِ کائنات، مختار شش جہات ﷺ پچاس نمازوں کی فرضیت کا پروانہ لے کر واپس لوٹے اور موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عاصی، گنہگار اور ناتواں امت کی اس قدر مدد فرمائی کہ حضور اکرم ﷺ کو نو مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار گوہر بار میں جا کر نمازوں میں تخفیف کرانا پڑی حتیٰ کہ نمازیں کم ہو گئیں ثواب کم نہ ہوا، کام کم ہو گیا مزدوری کم نہ ہوئی، عمل کم ہو گیا اجرا کم نہ ہوا اور اگر خدا نخواستہ پچاس ہی رہتیں تو کس قدر مشکل درپیش آتی کہ کوئی بھی اس سے عہدہ بردار نہ ہو سکتا۔ نمازوں میں تخفیف کرانے کا سہرا موسیٰ علیہ السلام کے سر ہے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو بار بار اللہ کے دربار میں روانہ کیا اور اس ناتواں امت کی مدد فرمائی۔

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندے اس دنیا سے وفات پا جانے کے بعد بھی زندہ ہو جاتے ہیں اور جس کی چاہتے ہیں مدد کرتے ہیں جو شخص انبیاء کے وفات پا جانے کے بعد ان کی مدد کا قائل نہ ہو اسے چاہیے کہ وہ پانچ کے بجائے پچاس نمازیں پڑھا کریں یا پھر حیاتِ انبیاء و ائمتہ کا قائل ہو۔

زبان کو انتظارِ گفتن تو گوش کو حسرت شنیدن

یہاں جو کہا تھا کہہ لیا تھا جو بات سنی تھی سن چکے تھے

حل لغات

گفتن، کہنا، بولنا۔ شنیدن (بفتح شین ا سے بالضم پڑھنا غلط ہے) سنا، سنی، دراصل سنی تھا۔ نون اول نون ثانی میں مدغم ہے۔

شرح

زبان کو کہنے کا انتظار تھا تو کان کو سننے کی حسرت اور آرزو تھی یہاں سے یعنی حضور اکرم ﷺ سے جو کہنا تھا عرض کر دیا اور جو باتیں اللہ تعالیٰ سے آپ نے سنی تھیں وہ آپ سن چکے تھے۔

مذہب اہل تحقیق

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محققین کے مذہب کی طرف اشارہ فرمایا وہ فرماتے ہیں کہ اس گفتگو خاص کا کسی کو علم نہیں کہ رموز و اسرار محبت و محبوب کسی پر ظاہر نہیں کئے جاتے اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا تو بیان فرمایا حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہاں ضعیف روایات میں جو کچھ آیا ہے انہیں اعتقادات سے کوئی تعلق نہیں فضائل سے ہے چنانچہ ان میں بعض اسرار و رموز فقیر عرض کریگا۔ اللہ نے ”فَاَوْحَىٰ اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی“ کے پردے میں اسے مخفی رکھا۔

کراماً کاتبین راہم خبر نیست

میان عاشق و معشوق رمز نیست

فیصلہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”فَاَوْحَىٰ اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی“ کی تفسیر میں ہے

قال جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ”فَاَوْحَىٰ اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی“ بلا واسطۃ فیما بینہ و بینہ

سر ای قلبہ۔ (روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۲۱)

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بلا واسطہ فرمائی جو خفیہ طور پر آپ کے قلب پر واقع ہوئی۔

راز و نیاز کا افشاء

بعض مفسرین و محدثین نے اس بارے میں چند روایات جمع کی ہیں تقریباً چالیس سے زائد امور فقیر نے ”معراج

نامہ“ (تصنیف) میں عرض کئے ہیں چند شعر لکھے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اسے لفظ ”مَا“ سے تعبیر فرما کر اس حقیقت کو ظاہر فرما دیا کہ وہ ایسی عظیم الشان وحی تھی جو تفصیل سے بے نیاز ہے۔ اجمالی طور پر ہم اس مقام پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ دین و دنیا کی جسمانی و روحانی، ظاہری و باطنی نعمتیں اور علوم و معارف جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنی حکمت کے مطابق دے سکتا تھا وہ سب کچھ دے دیا البتہ ہر نعمت اور ہر علم و حکمت کا ظہور اپنے اپنے وقت پر ہوا اور ہوتا رہے گا دیکھئے شفاعت بھی حضور اکرم ﷺ کو دی گئی اور اس میں آج تک کسی مسلمان نے اختلاف نہیں کیا لیکن دنیا جانتی ہے کہ اس کے ظہور کا وقت روزِ محشر ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اگر کسی وقت کسی کا کمال ظاہر نہ ہو تو عدمِ ظہور سے عدمِ وجود لازم نہیں آتا۔ بقولِ امام قشیری مضمون یہ تھا

خصصتك بحوض الكوثر فكل اهل الجنة اضيا فک بالماء ولهم الخمر واللبن والعسل
میں نے تمہیں حوضِ کوثر کے ساتھ مخصوص فرمایا پس تمام بہشتی تمہارے مہمان ہیں ساتھ پانی کے اور ان کے واسطے شراب اور دودھ اور شہد ہے۔

بعض لکھتے ہیں کہ یہ خطاب ہوا مجھے تمہاری امت کو دیکھنا منظور ہے ورنہ قیامت کے روز ان سے حساب نہ لیتا اور بہشت میں بے حساب داخل کرتا۔ **تفسیر حسینی** میں لکھا ہے کہ اس طرف سے ارشاد ہوا

یا محمد انا وانت وما سوى ذلک خلقت لاجلک

اے محمد میں ہوں اور تو ہے اور جو اس کے سوا ہے میں نے تیرے لئے پیدا کیا ہے۔

حضور نے عرض کیا

یا رب انت وانا وما سوى ذلک ترک لاجلک

اے رب تو ہے اور میں ہوں اور جو کچھ سوا اس کے ہے میں نے تیرے واسطے چھوڑ دیا۔

وہ برجِ بطحا کا ماہِ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا

چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

حل لغات

برج، گنبد، آسمانی دائرہ کا بارہواں حصہ۔ بطحا، وادیِ مکہ معظمہ، کبھی اس سے مکہ معظمہ لیا جاتا ہے یہاں یہی مراد ہے دراصل بطحا اس فراخ زمین کو کہتے ہیں جو سیلاب کی گذرگاہ ہو اور وہاں سنگریزے بھی بکثرت ہوں۔ مہ پارہ، چاند کا

نکڑا، نہایت حسین۔ سدھارا، روانہ ہوا، اب بہشت کا ستارہ پوری تابانی پر تھا اس لئے کہ اس پر چودھویں کے چاند محبوب خدا ﷺ کے قدم آ گئے۔

بہشت کی سیر شب معراج

روح البیان پارہ ۱۵ میں ہے کہ بہشت ایک صاف میدان ہے اس کے مکانات بندوں کے اعمال سے تیار ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث الفر اس دلائل کرتی ہے یعنی اعمال سے باغات تیار ہوتے ہیں بحکم خداوندی سیدنا جبریل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کو جنت کے دروازے پر لے گئے بہشت کا دروازہ سونے کا تھا اس دروازے کا طول اور عرض پانچ سو برس کی راہ تھا۔ اس دروازے میں چار سو میخیں جو کہ یاقوت، زمرد اور موتی سے مرصع تھیں، اس دروازے پر چالیس ہزار کنگرے تھے، ہر کنگرے پر ایک فرشتہ مقرر تھا جس کے دونوں ہاتھوں پر دو طبق تھے ایک میں بہشتی لباس اور دوسرے میں نور بھرا ہوا تھا۔ بتایا گیا کہ یہ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام سے آٹھ ہزار برس پہلے پیدا ہوئے اور اس مقام پر انتظار میں ٹھہرائے گئے تاکہ جب حضور اکرم ﷺ کی امت کا اس دروازے سے گزر رہو تو یہ اس پر شمار کریں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا رضوان جنت نے الحمد للہ کہہ کر کہا آپ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبریل ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ رضوان نے الحمد للہ کہہ کر دروازہ کھول دیا آپ نے رضوان جنت کو سلام کہا اس نے سلام کا جواب دے کر کہا اے محمد ﷺ آپ کو خوشخبری ہو کہ بہشت کا اکثر حصہ آپ کے اور آپ کی امت کے لئے تیار ہے۔ رضوان کے آٹھ خلیفہ تھے جو بہشت کے آٹھوں دروازوں پر مقرر تھے ہر ایک فرشتے کے ماتحت سات لاکھ فرشتے تھے پھر رضوان آپ کے ساتھ ہو گیا۔ جنت الفردوس، جنت عدن، جنت النعیم، جنت الماویٰ میں باغات بکثرت تھے اور جنت دارالسلام، جنت دارالخلد، جنت والقرار، جنت دارالجلال میں مکانات بکثرت تھے۔

مکانات

پھر آپ نے بہشت کے مکانات مشاہدہ فرمائے ان کی دیواروں کی اینٹیں سونے اور چاندی کی تھیں اور اس کا گارا مشک اور زعفران سے تھا اس کی سڑکیں اور راستے زمرد یا قوت اور بلور سے بنے ہوئے تھے۔ (ترمذی شریف جلد ۲ مسند دارمی صفحہ ۳۸)

ان کی صفائی ایسی جیسے شیشہ ہو کہ ظاہر اور اندر سے یکساں نظر آئے ان کا عرض ستر ہزار برس کی راہ ہے اور بلندی ان کی ستر ہزار برس کی راہ تھی، کنگرے ان کے موتی مفید کے اور بعض جوہر کے تھے جو سورج کی طرح اور ان میں بعض

چاند کی طرح جگمگاتے تھے۔ (معراج)

نورانی مکان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب معراج کی رات آسمان پر گزرا وہاں نور کا شہر دیکھا جس کی وسعت جہان دنیا سے ہزار گنا زیادہ ہے اس کے لاکھ دروازے ہیں اور ہر دروازے کے سامنے خدا کی رحمت سے ایک باغ آراستہ ہے اور ہر باغ میں ایک بالا خانہ ہے اور ہر بالا خانہ میں نور کا ایک گھر ہے اور ہر گھر میں نور کے ستر مکان ہیں اور ہر مکان میں نور کا ایک کمرہ ہے اور ہر کمرہ میں نور کی عمارت ہے اور ہر عمارت میں چار سو دروازے ہیں اور ہر دروازے میں دو کواڑ ہیں ایک سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہے اور ہر تخت پر نور کا ایک فرش ہے اور ہر فرش پر ایک حور ہے اگر اس کی انگلی کا پورا ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کو ماند کر دے میں نے (حضرت ﷺ سے) پوچھا یہ کن لوگوں کے لئے ہے جواب ملا جو دن رات میرا ذکر کرتے ہیں اور میرے پاس ان کے لئے اور بھی بہت کچھ ہے اور میں بہت دینے والا ہوں۔ (درۃ الناصحین صفحہ ۸۳)

حوریں

فرمایا کہ ہر مکان میں ستر ہزار حجرے تھے اور ہر حجرہ میں سونے اور یاقوت اور موتی کے تخت بچھے ہوئے تھے ان پر زلفیہ کے سائبان تھے ہوئے تھے اور ان تختوں پر ستر ہزار لیشمی فرش تھے۔ اس پر ایک نہایت خوبصورت حور جو بہشتی لباس پہنے ہوئے عطر لگائے ہوئے جواہر سے جڑا ہوا تاج سر پر رکھے ہوئے خرم و خنداں بیٹھی ہوئی تھی۔ ہر ایک حور کی چالیس ہزار خوشبودار زلفیں تھیں اور ستر ہزار اقسام کے زیورات سے آراستہ اور ان زیوروں کی چھن چھن سے ستر ہزار طرح کی آواز سنائی دیتی تھی وہاں بہ کثرت خیمے تھے جن میں یہ حوریں یہ گانا گاتی تھیں

نحن الشاہدات فلا تمل ابدًا

ہم خوش ہیں کبھی مغموم نہ ہوں گی

نحن الشابات فلا تهرم ابدًا

ہم جوان ہیں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی

نحن الخالدات فلا نموت ابدًا

ہم ہمیشہ ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی

نحن الناعمات فلا نبوش ابدًا

ہم نعمت میں ہیں کبھی مفلس نہ ہوں گی

نحن الکلاسات فلا نعری ابدًا

ہم کپڑے پہنے ہوئے ہیں کبھی برہنہ نہ ہوں گی

نحن الراضیات فلا نستخط ابدًا

ہم راضی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی

طوبی لمن کان لنا وکنا له

مبارک ہے اس کو جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے لئے ہیں

اور روایت کی گئی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے معراج کی رات سفید موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک قبہ ملاحظہ فرمایا جس کا دروازہ اور تالا بھی سونے کا تھا۔ وہ قبہ اتنا بڑا تھا کہ اگر تمام جن و انس اس قبہ پر جمع ہو جائیں تو یہ اس طرح ہوں گے جیسا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک پرندہ ہو۔ آپ نے وہاں سے لوٹنے کا ارادہ فرمایا کہا گیا آپ اس قبہ کے اندر کیوں نہیں جاتے اور واپس کیوں ہو رہے ہیں؟ آپ نے کہا کہ اس کو تالا لگا ہوا ہے کہا گیا اس کی چابی آپ کے پاس ہے وہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ ہے پھر آپ نے کہا ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ تو فوراً تالا کھل گیا آپ نے وہاں چار نہروں کو کھلتے دیکھا ایک نہر تو ستھرے پانی کی کہ بدبودار نہ ہو جو کہ اللہ کے لفظ کی ہا سے نکلتی ہے اور ایک نہر شراب کی تھی جس میں پینے والوں کے لئے لذت جو کہ ”الرَّحْمٰنِ“ کی میم سے نکلتی ہے اور ایک نہر صاف اور ستھری شہد کی ہے جو کہ ”الرَّحِیْمِ“ کی ”میم“ سے نکلتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے محمد ﷺ جو شخص آپ کی امت سے مجھ کو ان اسماء سے یاد کرتا ہے میں اس کو ان چار نہروں کے مشروبات پلاؤں گا۔ (مصباح الظلام جلد ۱ صفحہ ۳)

باغات

پھر نہروں کے کناروں پر خصوصاً اور دوسرے مقامات پر عموماً باغات تھے جن میں درخت اتنے بڑے کہ ستر سال تک تیز رفتار سوار اس کے سایہ کو عبور نہ کر سکے گا۔ ان درختوں کی جڑیں سونے کی، ٹہنیاں یا قوت، لؤلؤ اور زبرجد کی تھیں، ان کے پتے سندس، حریر اور دیباچ کے تھے ہر درخت پر ستر انواع کے میوے تھے جس وقت کوئی جنتی اس میوہ کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے تو شاخ جھک کر سامنے آجائے اور اگر میوہ کھانے کی آرزو ہو تو فوراً میوہ ٹوٹ کر نورانی طبق میں دھرا ہوا سامنے آجائے جتنا جی چاہے تناول کر کے باقی ماندہ درست اور سالم ہو کر اڑ کر اپنی جگہ پر چلا جائے۔

پرندے

ان درختوں پر خوشنما پرندے تھے جنت کے ہر نمونے ان میں موجود تھے ہزار ہا انواع کے آواز سے گاتے ہوئے گزریں گے جب جنتی کہیں گے کہ اے پرندے تیری آواز زیادہ دلکش ہے یا صورت؟ تو پرندہ کہے گا ان دونوں سے میرا گوشت زیادہ عمدہ ہے۔ اتنے میں اس پرندہ کا گوشت بریانی شدہ اس کے سامنے آجائے گا جتنا چاہے گا اس سے کھائے گا پھر وہ باقی ماندہ درست اور سالم پرندہ ہو کر اڑ کر چلا جائے گا۔ (معارج جلد ۳ صفحہ ۱۸۶)

محبوب کی رضا

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب میں سب مکانات اور حوریں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس کی نعمتوں کا شکر بجالایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب ﷺ اپنی امت کے مکانات دیکھ کر راضی ہو گئے ہیں نے عرض کیا کہ میرا تیرا بندہ ہوں نا خوشی کی کیا مجال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے یہ سب نعمتیں میں نے تیرے دوستوں کے لئے پیدا کی ہیں اور تیرے دشمنوں پر حرام کی ہیں اب جا کر دوزخ میں اپنے دشمنوں کے ٹھکانے ملاحظہ کرو۔ (ریاض الازہار صفحہ ۲۳۱)

دوزخ کا دروازہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب میں بہشت کی نعمتیں دیکھ چکا تو پھر دوزخ کی سختیاں دیکھنے کے لئے میں روانہ ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ہمراہ ہوئے تھے جب دوزخ کے دروازہ پر پہنچے تو اس کا نام باب الامان تھا کہتے ہیں کہ تمام مکونات زمین و آسمان نے اللہ تعالیٰ سے امان طلب کی تو ان سب کو امان دینے کے لئے یہ دروازہ وجود میں آیا کہتے ہیں کہ یہ دروازہ بحکم خداوندی اس کے حبیب پاک ﷺ کی انگلی مبارک کے اشارہ سے کھل گیا تو دیکھا کہ دروازہ کا فور سے بنا ہوا ہے جس کی وسعت کا اندازہ عرش سے فرش تک پہنچا ہوا ہے۔

مالک خازن نار

ایک ہیبت ناک اور بارعب فرشتہ نظر آیا جس کے آگے سخت مزاج انیس فرشتے ماتحت کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے۔ ان کے نتھنوں سے آگ کے شعلے بھڑکتے تھے اور یہ تسبیح کہتے تھے ”سبحان الذی لا یجوز“ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ مالک خازن نار ہے آپ نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور تعظیم کے لئے اٹھا اور خوشخبری سنائی جو کوئی آپ کی اتباع کریگا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور آپ کے نافرمانوں کے لئے یہ دوزخ تیار ہے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے استدعا کی کہ حضور اکرم ﷺ کو اس کی سیر کرائیے تب مالک نے عرض کی یا محمد ﷺ اپنے قدموں کے نیچے نظر فرمائیے۔

آپ نے نظر فرمائی تو حجابات دور ہو گئے اور سب کچھ مکشوف ہوا پھر مالک نے ایک فرشتہ کو کہا جس کے نتھنوں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اور آگ کی چرخیاں ہاتھ میں لئے گھما رہا تھا۔ اے مو حائیل! جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو دکھا اور دوزخ کا سرپوش اٹھالے فرمایا اسے دیکھا تو بہت ہی سیاہ نظر آئی فرشتے نے کہا جب دوزخ کو پہلے بنایا گیا تھا تو سرخ رنگ تھا جب ہزار سال جلانی گئی تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا جیسا اب دکھائی دے رہا ہے۔

عذاب کے اقسام

اس میں بہت اقسام کے عذاب اور انواع کی سزائیں ہیں مثلاً ہاویہ کو دکھا تو وہاں بد صورت اور سخت دل فرشتے اس قدر کثرت سے تھے کہ ان کی گنتی خدا ہی جانتا ہے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کی مقراض تھی اور وہاں دو کنویں تھے ایک کا نام **جب الحزن** تھا ”غم کا کنواں“ اور ایک کا نام **طینۃ الخیال** تھا ”زہریلے کچھڑ کا کنواں“ لوگوں کو ایک کنواں سے دوسرے کنواں میں ڈالا جا رہا تھا وہ لوگ فریاد کرتے مگر ان پر کوئی رحم نہ کرتا۔ اس کے بعد آگ کے صندوق نظر آئے جن کو تالے لگے ہوئے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ ان میں بے شمار بچھو اور سانپ ہیں ان میں وہ لوگ بند ہیں جو کہ ظلم اور تکبر کرتے تھے اور سرکش تھے۔ اس کے بعد آگ کے جنگل مشاہدہ فرمائے کہ اس میں آگ کے درخت تھے اور وہاں آگ کی چکیاں تھیں جن میں دوزخیوں کو پیسا جا رہا تھا۔

دوزخ کے طبقے

دوزخ کے ساتھ طبقے تھے اور ہر طبقے پر ایک داروغہ مقرر تھا مثلاً

(۱) جہنم کے طبقہ پر صوحائیل داروغہ مقرر ہے (۲) سعیر پر طوفائیل (۳) حطمہ پر طرفائیل (۴) لظی پر شطائیل (۵) سقر پر وسطائیل (۶) جحیم پر طوسفائیل (۷) ہاویہ پر طمٹائیل خازن مقرر تھے۔

ان سب میں سخت تر طبقہ ہاویہ ہے جو کہ سب سے نیچے ہے اور اس کو اسفل السافلین بھی کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے مالک سے پوچھا کہ یہ ساتواں طبقہ جس کا نام ہاویہ ہے کن لوگوں کے لئے اس نے کہا کہ یہ طبقہ فرعون، ہامان، نمرود اور اصحابِ ماندہ اور منافقین کے لئے ہے۔ اس کے بعد چھٹے طبقہ کا حال دریافت کیا تو مالک نے کہا کہ اس میں وہ لوگ رہتے ہیں جنہوں نے خدا کے ساتھ شرک کیا۔ بعد ازاں پانچویں طبقہ کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ اس میں وہ یہودی لوگ رہتے ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔ پھر دوسرے طبقہ کی بابت آپ نے پوچھا تو بتایا کہ اس میں وہ نصرانی رہتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔

طبقہ جہنم کا حال

اس کے بعد آپ نے اوپر والے طبقہ کے بارے میں سوال کیا جس کا نام جہنم ہے اور وہاں اگرچہ دوسرے

طبقات کی بانہست عذاب بہت کم تھا لیکن اس میں ستر ہزار دریا آگ کے رواں تھے۔ اگر ذرہ برابر بھی ان کا شور دنیا میں سنائی دے تو کوئی جاندار زندہ نہ رہے اور اگر آسمان وزمین کے برابر کوئی چیز اس میں ڈال دیں پھر فرشتہ کو حکم ہو تو ہزار برس تک اس کو تلاش نہ کر سکے تب مالک نے شرم سے سر کو جھکا لیا اور آپ کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مالک کو شرم حائل ہے کہ عرض نہیں کر سکتا اور کہتا ہے کہ مجھے معاف فرمائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مالک شرم نہ کرو اور جو حال ہو تفصیل سے بیان کرو شاید آج کوئی بندوبست ہو سکے۔ تب مالک نے رو کر عرض کیا اے سید دو عالم اے فخر بنی آدم (ﷺ) یہ جگہ آپ کی گنہگار امت کے لئے ہے آپ ان کو نصیحت فرمائیں کہ ایسے خطرناک طبقہ سے ڈریں ورنہ قیامت کے دن مجھے عذاب خفیف کرنے کی کوئی طاقت نہ ہوگی اور میں اس دن گنہگاروں پر رحم نہ کروں گا نہ تو بوڑھوں کے سفید بالوں پر رحمت کروں گا اور نہ نو جوانوں کے حالات پر شفقت کروں گا۔

شفاعت کی بشارت

اس وقت حضور اکرم ﷺ نے مناجات کی اے خداوند میری امت کے لوگ نہایت ناتواں ہیں ان عذابوں کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اے خداوند تو غفور الرحیم ہے مجھے ان سب کا پیشوا بنا دیا ہے میری عزت کی لاج رکھ تب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا اے میرے حبیب (ﷺ) میرے نزدیک تیری عزت بہت ہے قیامت کے دن تیری شفاعت سے اتنے لوگوں کو بخش دوں گا کہ تو خوش ہو جائے گا۔ (معارف جلد ۳)

بارگاہ الہی میں حضور ﷺ

بہشت اور دوزخ کے عجائب اور غرائب مشاہدہ کرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا

اتاذن لی ان ارجع الی اللہ تعالیٰ قال نعم یا رسول اللہ

کیا تیری اجازت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس واپس چلا جاؤں۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ القصہ آپ مکرر پھر بارگاہ الہی میں واپس ہو گئے تو خطاب آیا اے میرے حبیب ﷺ یہ بتلائیے میرے بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی مصیبتیں دیکھ لی ہیں؟ آپ نے کہا ہاں اے خداوند تیرے بہشت کی نعمتیں بے شمار ہیں اور دوزخ کے شدائد بھی گنتی سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب واپس جاؤ اور دنیا میں لوگوں کو بہشت کی رغبت اور دوزخ سے نفرت دلاؤ اور جب آپ کو کوئی غم لاحق ہو تو آپ مجھے یاد

کرنا کہ میں تیرے نزدیک ہوں اور مظلوم کی آہ سے پرہیز کرنا کہ اس کی دعا جلد اثر کرتی ہے۔ دنیا کے مصائب و آلام پر صبر کرنا کہ دنیا بے وفا اور بے بقاء ہے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے بارگاہِ الہی میں آداب بجالا کر یہ دعا پڑھی

اللهم انی اعوذ بعفوک من عقابک برضاک من سخطک لا احصی ثناء لک اثیت علی نفسک

اس کے بعد آپ نے بارگاہِ احادیث سے مراجعت فرمائی راستہ پر عرشِ مجید نے تہنیت کی رسم ادا کی پھر سدرۃ المنتہی پر حضرت جبریل علیہ السلام ہمراہ ہوئے ملائکہ کرویاں کی آفریں سنتے ہوئے چھٹے آسمان پر جلوہ گر ہوئے۔
(معارج النبوة صفحہ ۱۴۴ تا ۱۹۲)

دوزخ کا داروغہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جہنم میرے سامنے پیش کی گئی اگرچہ وہ اس وقت ساتوں زمینوں کے نیچے ہے لیکن صورتِ مثالی میں میرے سامنے پیش ہوئی میں نے اس کے دروازے پر لکھا دیکھا
وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ (پارہ ۱۴، سورۃ الحج، آیت ۴۳)
اور بیشک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔

میں نے دوز میں ایسا فرشتہ دیکھا کہ مجھے دیکھ کر نہ ہنسا میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا کہ دوزخ کا داروغہ ہے اسے جب سے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا کبھی نہیں ہنسا اگر ہنستا تو آپ کو دیکھ کر ہنستا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ اے خازن النار یہ ہیں محبوب خدا ﷺ انہیں سلام عرض کیجئے۔ اس نے مجھے السلام علیکم کہہ کر مبادک باد پیش کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے برگزیدہ اور معزز ترین رسول ہیں۔

نکتہ

خازنِ نار سے السلام علیکم اس لئے کہلوا یا گیا تا کہ آپ سے دوزخ کے دہشت ناک منظر دور ہوں نیز اس طرف بھی اشارہ تھا کہ آپ پر ایمان لانے والے نیک بخت لوگ دوزخ سے نجات پالیں گے۔

دوزخ کا منظر

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے دوزخ کے مالک سے کہا کہ دوزخ کے مناظر دکھائیے چنانچہ میرے کہنے پر دوزخ کے اندرونی حصہ کو مکمل طور پر کھولا گیا تو اس سے اللہ تعالیٰ کے غضب و قہر کی جھلک دکھائی دی اگر دوزخ میں دنیا کے پتھر ڈالے جائیں تو وہ سب کو ایک سیکنڈ میں جلا کر رکھ بنا دے۔ (روح البیان پارہ ۱۵)

سرورِ مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مدِ عرب کی

جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

حل لغات

مقدم، بفتح المیم والدال قدم رکھنے کی جگہ کسی جگہ سے تشریف لانا۔ تابش، گرمی، چمک، روشنی یہاں یہی مراد ہے۔
جناں، بکسر الجیم بہشت۔ جھاڑ، کانٹوں کے درخت، بلور کے فانوس پہلا معنی مراد ہے۔ کنول، ایک پھول کا نام، سرخ
کاغذ یا ابرق کا پھول جس میں موم بتی جلاتے ہیں، ایک شیشے کا ایک طرف جس میں شمع جلاتے ہیں یہاں پہلا معنی مراد
ہے۔

شرح

یہ تشریف آوری کے سرور و فرخت کی روشنی تھی کہ ماہِ عرب ﷺ کے نورانی تابشوں کی وجہ سے تمام جنتوں کے
باغ کے کانٹے اب گلشن بنے ہوئے تھے اور یہاں کے تمام پھول کنول ہی کنول تھے۔

طرب کی نازش کہ ہاں لچکے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیئے

یہ جوشِ ضدین تھا کہ پودے کشاکش اڑہ کے تلے تھے

حل لغات

طرب، خوشی، فرحت۔ نازش، بے پروائی، معشوق کا استغناء۔ لچکے، لچکنا، جھکنا، مڑنا، ہل کھانا، ہلنا، کانپنا، قبول
کرنا۔ ضدین، ضد کا مشنیہ، مخالف، برعکس۔ کشاکش، کھینچا تانی، دھکم دھکا، تکلیف، فکر، ہاتھ پائی۔ اڑہ تلے، نیچے، ماتحت۔

شرح

خوشی تو فخر و ناز سے چاہتی کہ وہ خوب جھومے لیکن ادب کا تقاضا تھا کہ خبردار معمولی سی حرکت بھی نہ ہو ان دونوں
ضدوں کا ایک عجیب جوش تھا کہ اس کشاکش میں پودے گویا اڑہ کے نیچے تھے۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے

ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آئے تھے

حل لغات

چھاؤں، سایہ، چھاں، پر چھاواں، روشنی۔ تڑکے، جمع تڑکا بہت سویرا۔ آلینا، قریب پہنچ جانا، پکڑ لینا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی قدرت پہ قربان کہ چاند حق یعنی حضور اکرم ﷺ کروڑوں منزلیں طے کر کے واپس لوٹے تو ابھی نہ ستاروں نے سائے تبدیل کئے اور نہ ہی نور کے تڑکے قریب پہنچے یعنی اتنا دور دراز سفر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں نامعلوم کتنا عرصہ گذرا اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا دور دراز سفر صرف ایک لمحہ میں طے فرمایا چنانچہ آسمانوں سے پہلے آپ بیت المقدس میں تشریف لائے وہاں سے پھر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ اپنے دولت کدہ پر تشریف لائے جو کہ وہ بھی حرم شریف کے اندر کعبہ معظمہ کے حجر اسود کے قریب تھا یا پھر بی بی ام ہانی کے گھر۔

معراج جسمانی اور ایک لمحہ کے متعلق عقلی دلیل

علم ہیئت کا مسلم قاعدہ ہے کہ سورج کے قرص کی دونوں طرفوں کے مابین کی عظمت و وسعت روئے زمین کے کرہ سے ایک سو ساٹھ سے کچھ اوپر زائد ہے سورج کی ایک طرف سے دوسری طرف تک ثانیہ سے کم وقت میں پہنچ جاتی ہے۔ ثانیہ دقیقہ کے ساٹھوں اجزاء کو کہتے ہیں اور دقیقہ درجہ کے ساٹھوں اجزاء کے ایک جز کا نام ہے اور درجہ ساعۃ کی پندرہ اجزاء سے ایک جز کو کہا جاتا ہے جب یہ سرعت ایک جماد کے لئے ممکن ہے تو افضل الکائنات ﷺ کے لئے کیونکر ممکن نہ ہو حالانکہ سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ کائنات پر قدرت رکھتا ہے اس معنی پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے جسد اطہر میں یا اس سواری میں جو آپ کو عرش تک لے گئی قدرت پیدا فرمادی۔

پانی جاری تھا

حضرت شیخ الشہیر بافتادہ آفندی قدس سرہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ جب معراج پہ تشریف لے گئے تو واپسی پر آپ کے کوزے سے پانی ویسے ہی بہہ رہا تھا جیسے آپ اسے چھوڑ گئے تھے۔ معراج کے اس واقعہ کا انکار مومن تو نہیں کر سکتا البتہ جو عقل کی قید میں گرفتار ہے اس کو مشکل نظر آئے گا لیکن محققین کے نزدیک کوئی مشکل نہیں اور نہ ہی انہوں نے انکار کیا اس لئے کہ شے لطیف آن واحد میں جمیع عوالم میں سیر کر لیتی ہے مثلاً انسان میں عقل لطیف ہے وہ آن واحد میں مشرق و مغرب بلکہ جمیع عوالم میں دورہ کرتا ہے اور یہ بدیہی امر ہے۔ ادنی تمیز رکھنے والا بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا بلکہ بے عقل اور چھوٹے بچے تک اس کا اقرار رکھتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ تو لطیف ترین ہیں ان کے لئے انکار کیوں؟

حضور اکرم ﷺ اپنی رفعت شان کا پھر برا اڑاتے اور گنہگار امت کی بخشش کا پروانہ لہراتے ہوئے بڑی مدت گزارنے کے بعد عالم لاهوت و ملکوت کی سیرت سے فارغ ہو کر عالم ناسوت کی جانب جبریل کی معیت میں اس حال

میں واپس لوٹے کہ بستر گرم تھا زنجیر در کو جنبش تھی وضو کا پانی جاری تھا

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم اک پل میں سر عرش گئے آئے محمد (ﷺ)

ازالہ وہم

کوتاہ نگاہیں اس میں جس قدر چاہیں تعجب کریں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ نگاہیں جو نورِ ایمان سے معمور ہیں اور جو قلوبِ قدرتِ خداوندی پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ ”إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَلِيلٌ“ لئے یہ امر کوئی تعجب خیز نہیں۔

دلائل

(۱) پابندانِ گرفتار عقل کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری نگاہ ایک جنبش سینکڑ کے ایک سو بیسیویں حصہ میں آسمان تک پہنچ کر واپس آسکتی ہے تو رسولِ برحق ﷺ کا عرشِ اعظم سے واپس لوٹ آنا بعید از قیاس کیسے ہوا جب کہ ہمارے حضور ہماری نگاہ سے کروڑوں درجات سے بڑھ کر لطیف تر ہیں۔

(۲) دورِ حاضر کی اختراعات مثلاً ٹیلی فون، برقی روجو حکمت الہیہ کی بسیط و محیط قوتوں کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے سے نہ صرف چند منٹوں بلکہ سینکڑوں میں سینکڑوں میل کا فاصلہ طے ہونا روز و شب کا معمول بن چکا ہے اور یہ ایسا مشاہدہ ہے کہ کوئی عقل اس کا انکار نہیں کر سکتی۔

اگر انسانی اختراعات میں ایسی قوتیں کارفرما ہو سکتی ہیں تو قادرِ مطلق خدائے قدوس سے ایسی قوتوں کا ظہور بدرجہ اولیٰ ممکن الوقوع ہوگا۔

(۳) حقیقت یہ ہے کہ رحمتِ مجسم، نبی مکرم ﷺ روحِ کائنات ہیں اور کوئی جسم روح کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا یہی وجہ ہے کہ کائنات کے وجود کو پیدا کرنے سے پہلے خالقِ کائنات نے روحِ کائنات محمد ﷺ کو پیدا فرمایا کیونکہ روح کا مرتبہ کے اعتبار سے جسم سے مقدم ہونا ضروری ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

اول ما خلق الله نوری تمام اشیاء سے قبل اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا

اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

جس طرح کسی جسم کا قیام روح کے بغیر محال ہے اسی طرح کائنات کا قیام محمد ﷺ کے بغیر محال ہے یہی وجہ ہے

کہ جب شب معراج روح کائنات عالم بالا کو چلی گئی تو جسد کائنات کی نبضیں رک گئیں اس کی مثال اس طرح سمجھیں کہ ایک کارخانہ معمول کے مطابق چل رہا تھا تمام گُل پرزے اپنے اصول کے مطابق حرکت کر رہے تھے اور ان کے حرکت کرنے سے تمام کام انجام پذیر ہو رہا تھا۔ اگر کپڑا بننے کا کارخانہ ہے تو مشین میں دھاگہ کے مخصوص اجتماع سے کپڑا تیار ہو رہا تھا کہ اچانک برقی رو جو کارخانہ کے لئے بمنزلہ روح ہے بند ہو گئی تو سارا کارخانہ اُسی جگہ رک جائے گا اور تمام گُل پرزے اپنے مقام پر ٹھہر جائیں گے تا وقتیکہ برقی رو پھر سے آجائے اس وقت کارخانہ کا ہر پرزہ پھر اسی جگہ سے حرکت کرنے لگ جائے گا جہاں وہ آکر رکا تھا۔

شب معراج بالکل یہی ماجرا ہوا جب اللہ کریم نے روح کائنات حضرت محمد ﷺ کو اس دنیا سے بلا لیا آپ عالم بالا کو تشریف لے گئے تو ساری کائنات کی نبضیں رک گئیں۔

اس اعتبار سے سورج چاند ستارے سیارے سب کے سب اپنی حرکت ارادیہ سے رُک گئے اور اُس وقت تک رُکے رہے جب تک کہ روح کائنات واپس نہ لوٹی تو جسم کائنات متحرک ہوا اور جہاں اس کی حرکت رکی تھی وہاں سے حرکت کا آغاز ہوا۔ اسی لئے ہم کہا کرتے ہیں کہ ابھی بستر گرم تھا اور وضو کا پانی ابھی سے پھر آگے بڑھا۔
ثابت ہوا کہ

ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا وہ نہ ہوں عالم نہیں

معراج سے واپسی

بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے معراج پر جانے کا ذکر کہیں نہیں حالانکہ ان کا ذکر واپسی بھی قرآن مجید میں موجود ہے وہ ہے ”اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ“ بمعنی کہ ”اَسْرٰی“ خود متعدی ہے باء اس کی متعدی پر داخل ہو کر بتا رہی ہے کہ خود اللہ تعالیٰ لے گیا اور خود اس نے واپس پہنچایا۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ النجم هو النبی ﷺ و هو یہ نزولہ من السماء لیلۃ المعراج

وجوز علی هذا ان یراد بهو یہ صعودہ وعروجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی منقطع الاین

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے حضور اکرم ﷺ مراد ہیں اور ہوی سے مراد معراج سے اترنا ہے اور اس سے یہ بھی جائز ہے کہ ہوی سے مراد معراج پر جانا ملحوظ ہو اور آپ کا اوپر چڑھنا اور لامکان تک معراج کرنا مراد ہے۔ (روح المعانی پارہ ۲۷ صفحہ ۳۸)

اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے معراج پر آنے جانے کی قسم اٹھائی ہے۔ امام دمیری لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ معراج براق پر ہوا اور نزول بغیر براق کے ہوا اس لئے کہ عروج میں آپ کا براق پر سوار ہو کر جانا ایک شان ظاہر کرنے کے لئے تھا ورنہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے سواری کیا تھی اور بعض نے کہا ہے کہ نزول بھی براق پر ہوا اگرچہ حدیث شریف میں اس کا تذکرہ نہیں ہے جس طرح قرآن مجید میں ہے۔

وَجَعَلَ لَكُم سَرَابًا لَّيْلًا تَقِيكُمْ الْحَرَّ. (پارہ ۱۲، سورۃ النحل، آیت ۸۱)

اور تمہارے لئے کچھ پہنا دے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں

(یہاں نص میں گرمی کا ذکر ہے اور سردی کا ذکر نہیں مگر معنی میں مراد ہے) اس طرح یہاں حدیث شریف میں براق پر سوار ہو کر

جانے کا بیان ہے اور واپسی میں براق پر سوار ہو کر آنا گو عنوان میں ملفوظ نہیں مگر معنوں میں ملحوظ ہے۔ (حیوۃ الحیوان جلد ۲

صفحہ ۳۰۶)

جب آنحضرت ﷺ عالم بالا کی سیر سے جبریل کی معیت میں واپس آرہے تھے تو آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام

اپنے اپنے مقامات پر کھڑے ہو کر آپ کو الوداع کہہ رہے تھے اور صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہوئے حصول شرف معراج پر

مبارک باد پیش کر رہے تھے واپسی پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ براق تھا یا نہیں اس سلسلے میں تحقیق کرنے پر کوئی واضح بات

اور امر محقق سامنے نہ آیا البتہ بعض محققین کی عبارات سے جستہ جستہ تضاد مترشح ہوتا ہے جو کہ میرے خیال میں اس مہتمم

بالشان واقعہ کی روایت میں تقدم و تاخر کے نتیجے میں واقع ہے چنانچہ محقق دمیری اپنی معتبر کتاب حیوۃ الحیوان میں اس

جانب گئے ہیں کہ معراج میں جاتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے لئے براق کی سواری کا انتخاب اس لئے عمل میں لایا گیا

کہ مہمان مہتمم بالشان کی عظمت کو چار چاند لگ جائیں اور واپسی پر بغیر براق کے آپ کو روانہ کیا گیا تا کہ اس بات کا

ثبوت مل جائے کہ اللہ تعالیٰ معراج میں بلانے کے لئے کسی سواری کا محتاج نہیں اور اس کی قدرت کاملہ سے یہ امر جید نہیں

کہ بغیر کسی ظاہری وسیلہ کے جب چاہے لے جائے اور جیسے چاہے واپس کر دے۔ حضرت حذیفہ اس سلسلہ میں فرماتے

ہیں جس طرح آنحضرت ﷺ براق پر تشریف لے گئے اسی طرح واپس آئے ہوں۔

قافلوں کی کہانی

مواہب لدنیہ مع زرقانی میں ہے

روی ابن مردویہ والطبرانی، عن أم هانئ قالوا أخبرنا عن عیرنا، قال أتیت علی عیر بنی فلا

بالروحاء قد أضلّوا ناقة لهم، فانطلقوا في طلبها، فانتهيت إلى رحالهم، فليس بها منهم أحد، وإذا قدح ماء فشربت منه، ثم انتهيت إلى عير بنى فلان بمكان كذا وكذا، فيها جمل عليه غرارتان، غرارة سوداء وغرارة بيضاء، فلا حاذيت العير نفرت، وصرع ذلك البعير وانكسر، ثم انتهيت إلى عير بنى فلان بالتنعيم، يقدمهم حمل أ ورق عليه مسح أسود و غرارتان سوداوان وهذا هو ذه تطلع عليكم من الثنية فاستقبلوا الامل فقالو اهل صل لكم بعير قالوا نعم فسئالوا العير الاخر فقالوا هل انكسر لكم ناقة حمراء قالوا نعم . قالوا هل كان عندكم قصعة من ماء فقال رجل لنا والله وضعتها فما شربها احد منا ولا اهريق في الارض . (زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۲۲)

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ قریش مکہ نے حضور اکرم ﷺ سے کہا (اگر آپ واقعی بیت المقدس سے ہو کر آئے ہیں تو) ہمارے قافلوں کا حال بتائیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ایک قافلہ جو بنی فلاں کا تھا (حضور ﷺ نے نام بتایا تھا راوی کو نام یا نہیں رہا) اس پر مقام روحاء میں سے گزرا ان کی ایک اونٹنی گم ہو گئی تھی وہ لوگ اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے میں اُن کے پالانوں اور سامان کی طرف آیا تو وہاں کوئی نہ تھا پانی کا ایک پیالہ وہاں رکھا ہوا تھا میں نے اُسے پی لیا پھر اس کے بعد میں دوسرے قافلہ تک پہنچا جو بنی فلاں کا تھا (حضور ﷺ نے نام بتایا تھا راوی کو نام یا نہیں رہا) اور یہ قافلہ مقام ذی طویٰ میں تھا یا مقام ذی مر میں اونٹ تھا جس پر دو بوریوں لدی ہوئی تھیں ایک سیاہ (دھاری دار) جب میں قافلہ سے ہو کر گزرا تو قافلہ میں سے ایک اونٹ بھاگا وہ گر پڑا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا پھر میں تمہارے تیسرے قافلے تک پہنچا جو مقام تمعیم میں ملا اور وہ بنی فلاں کا تھا اس قافلے کے آگے آگے ایک بھورے رنگ کا اونٹ چل رہا تھا اس پر ایک سیاہ فام حبشی سوار ہے اور دو سیاہ (دھاری دار بوریوں غلہ کی) اس پر لدی ہوئی ہیں اور وہ بالکل قریب آگیا ہے (کدی کی پہاڑی سے) عنقریب طلوع شمس کے ساتھ چمکنے والا ہے (بیضاوی کشف مظہری وغیرہ) تفاسیر کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ قریش نے اسی قافلہ کے انتظار میں کچھ آدمی بیٹھا دیئے تھے اور کچھ لوگ سورج کے انتظار میں مقرر کر دیئے گئے تھے چنانچہ ایک طرف سے آواز آئی کہ سورج نکل آیا فوراً سورج طرف سے آواز آئی قافلہ آگیا۔ جس قافلہ کا اونٹ گم ہو گیا تھا اس کا واقعہ جو ابن حاتم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں

قد اضلوا بعير الهم قد جمعه فلان قال ﷺ نسلمت عليهم فقال بعضهم هذا صوت محمد

قافلہ والوں کا جوائنٹ گم ہو گیا تھا اُسے فلاں شخص پکڑ کر لایا تھا (حضور اکرم ﷺ نے اُس آدمی کا نام بتایا تھا راوی کو یاد نہیں رہا) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے ان قافلہ والوں پر سلام کہا تو ان میں سے بعض نے کہا یہ محمد کی آواز ہے (ﷺ)

قصہ قافلہ کا خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ یہ تین قافلے تھے ایک کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ سورج طلوع ہوتے ہی آجائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تفسیر مظہری پارہ ۱۵ صفحہ ۶)

دوسرے کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ میں داخل ہوگا جب سورج غروب ہونے کا وقت قریب آیا اور وہ قافلہ نہ پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک لیا یہاں تک کہ قافلہ مکہ معظمہ میں پہنچ گیا۔ (موہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۴۰)

ہر قافلہ کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے جو نشانیاں بتائی تھیں جب وہ قافلے واپس آئے اور کفار مکہ نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور حضور اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی ایک ایک نشانی کو صحیح تسلیم کیا لیکن ایمان نہ لائے اور معاذ اللہ

إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ (پارہ ۲۳، سورۃ الصفۃ، آیت ۱۵) یہ تو نہیں مگر کھلا جادو

کہہ کر اپنی شقاوت ازلیہ کا ثبوت دیا۔ (تفسیر مظہری وغیرہ)

نبی رحمت شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت

اسے بھی ان خلقتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے دان بٹے تھے

حل لغات

عنایت، مہربانی، لطف، فیض، بخشش، دیا، توجہ التفات۔ خلعت، لباس جو انعام میں بادشاہ وغیرہ دیں۔ بٹے تھے، تقسیم ہوئے تھے۔

شرح

اے نبی رحمت، اے شفیع امت، رضا (امام اہل سنت) پہ عنایت ہوا سے بھی ان خلقتوں سے حصہ نصیب ہو جو وہاں رحمت خاص سے تقسیم ہوئے تھے۔

معراج پاک کا سب سے بڑا تحفہ نماز ہے ایمان و عقائد کے بعد تمام فرائض میں نماز کا درجہ سب سے اہم ہے اس

کی عظمت کا انداز اس امر سے کر لیں کہ پروردگار عالم نے جملہ احکامات اپنے نبی کریم ﷺ کو زمین پر عطا فرمائے لیکن نماز کو فرض کرنے کے لئے آپ کو عرش اعظم پر بلایا گیا۔

اہل رموز نے معراج پاک کے اس تحفے کو امت محمدیہ کے لئے ایک بہت بڑی نعمت قرار دیا ہے جب نبی کریم ﷺ نے معراج شریف میں ”ذَنَّا فَتَدَلَّسِي“ کے تحت قربت پر متمکن ہو کر جمالِ خداوندی کا مشاہدہ کیا اور کلامِ خداوندی سے سرفرازی حاصل کی تو آپ کو اپنی امت یاد آئی اور جی میں کہنے لگے کہ کاش میری امت کو بھی معراج سے حصہ نصیب ہوتا۔ ارشادِ خداوندی وہاں سے پیارے حبیب ﷺ کو باتیں میں آپ کے ساتھ لامکاں میں کر رہا ہوں انہیں میں نے نماز میں جمع کر دیا ہے آپ میری جانب سے اپنی امت کے لئے یہ تحفہ لیتے جائیں جب وہ پانچ وقت نماز پڑھیں گے تو ان کو بھی شرفِ معراج سے حصہ نصیب ہو جائے گا۔ اسی لئے سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا

الصلوة معراج المومنین نماز مومن کی معراج ہے

نماز چونکہ تحفہ خداوندی ہے جو پروردگار نے اپنی خاص رحمت سے امت محمدیہ کو عطا فرمایا ہے اور یہ اصول ہے کہ تحفے کو رد کرنا تحفہ دینے والے کی توہین ہے۔

(۱) خدا کے دربار میں حاضری معراج کا نقشہ ہے۔ (۲) نماز معراج شریف کے موقع پر فرض ہوئی۔ (۳) التحيات میں معراج کے انوار و تجلیات پائے جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی معراج تو یہ تھی کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور بے حجاب خدا کا جمال دیکھا لیکن حضور اکرم ﷺ کے سوا اس دنیا کی حیات ظاہری میں جسمانی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی کو نہیں ہو سکتا اس لئے ہماری معراج حضور اکرم ﷺ تک پہنچ جانا ہے اس طرح کہ ہم کو حضور اکرم ﷺ سے اتنا قرب حاصل ہو جائے کہ ہم اسی دنیا میں بحالت بیداری حضور ﷺ کا جمال مبارک اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اس حکمت کے لئے تشہد میں ”السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ“ کے الفاظ رکھے ہیں نماز میں اپنے قصد و ارادہ سے غیر اللہ کو بلانا اور پکارنا نماز کے فساد کا موجب ہے مگر نبی کریم ﷺ کو خطاب کے صیغہ سے پکارنا واجب ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن بحالت نماز حضور اکرم ﷺ کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے اب اگر وہ اپنی پاکیزگی طہارت اور محبت و اخلاص کو اس درجہ قوی کر لے کہ ”السلام علیک ایہا النبی“ کہتے وقت اس کی بصیرت نورِ جمالِ محمدی کو دیکھ سکے تو بس یہی اس کی معراج ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ تک پہنچنا اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے اور حضور اللہ ﷺ کا

دیکھنا ہے۔ اسی لئے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں

واحضر فی قلبک النبی ﷺ وشخصہ الکریم وقل السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ۔ (احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۱۷۵)

یعنی نماز پڑھتے ہوئے اپنے دل میں حضور اکرم ﷺ کو حاضر کرو اور اسی میں ”السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ کہو۔

فائدہ

التحیات میں حضور اکرم ﷺ کو حاضر سمجھ کر ”السلام علیک ایہا النبی ﷺ“ کرے جن لوگوں نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ چونکہ معراج کی رات ایسے کہا گیا اسی لئے بطور حکایت کہنا ہوگا ان کا یہ قول غلط ہے۔ تفصیل و تحقیق کے لئے فقیر کی تصنیف ”رفع الحجاب عن تشہد اہل الحق واہل العرب“

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا

نہ شاعری کی ہوس نہ پرداری تھی کیا کیسے قافیہ تھے

حل لغات

ثنا، تعریف۔ وظیفہ، روزمرہ پڑھنے کی دعا، وہ چیز جو ہر روز کے واسطے مقرر ہو۔ ردی بفتح اول وکسر واو وتشدید یاء بمعنی سیراب و تازہ اور اصطلاح شعراء میں قافیہ کا حرف اصلی جس پر قافیہ کا دار و مدار ہو۔ قافیہ، ردیف سے پہلے کا لفظ یا حرف۔

شرح

میرا وظیفہ ہے سرکارِ مدینہ ﷺ کی تعریف کرنا اور تمنا قلبی یہی ہے کہ خدا کرے اس سرکارِ دربار میں میری یہ کاوش قبول ہو اس سے نہ تو مجھے کوئی شاعری کی ہوس ہے اور نہ ردی کی پرواہ اور نہ قافیہ کا خیال۔

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شاعروں کو درس دیا ہے کہ شعر گوئی اور نعت خوانی سے صرف اور صرف مقصد رضا جوئی خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) ہو اور بس۔

اس سے وہ شعراء کرام اور نعت خوانان حضرات سوچیں کہ وہ یہ مقدس شعبہ کس ارادہ پر سنبھالے ہوئے ہیں اگر ناموری اور شہرت اور نام و نمود یا زورِ بیان مطلوب ہے تو پھر خدا حافظ۔ اگر رضائے خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) طمح نظر

ہے تو مبارک باد۔

امام احمد رضا کی شاعری

اس شعر میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حسبِ عادت انکسار و تواضع سے کام لیا ہے ورنہ آپ کی شاعری کو بڑے بڑے اونچے اونچے شعراء سلام کرتے ہیں۔

(۱) ڈاکٹر محمد اسحاق لکھتے ہیں کہ مولانا اپنی بے شمار دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک باکمال شاعر بھی تھے ان کے اردو فارسی کلام کو تو اس قدر شہرت حاصل ہے کہ اس کے حوالے اکثر شعری نگارشات اور دوا دیں میں پائے جاتے ہیں نعتیہ شاعری میں انہیں نمایاں مقام حاصل ہے ان کی نعتیہ شاعری میں ایک جذب اور کشش ہے سحر میں مترنم اور الفاظ فصیح ہیں مولانا کی اردو شاعری کو اکثر ائمہ فن نے سراہا ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کہتے ہیں یہ غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے نظم و نثر دونوں میں بے شمار محاورات استعمال کئے ہیں اور علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگائے ہیں۔ (معارف رضا کراچی صفحہ ۱۹۸ء)

(۲) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ جان لکھتے ہیں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں ان کے فضل و کمالات، ذہانت و فطانت طباعی اور دراکی کے سامنے بڑے بڑے علماء فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین اور مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے۔ مختصر یہ ہے کہ وہ کون سا علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا؟ وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے۔ شعر و ادب میں بھی ان کا لوہا ماننا پڑتا ہے اور میرا تو ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے کہ اگر صرف محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال میں بھی اور بیان و بدیع کے متعلق تمام الفاظ ان کی جملہ تصانیف کے یکجا کر لئے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے۔ (معارف رضا ۱۹۸۳ء)

(۳) ڈاکٹر سرور اکبر آبادی فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت رضا کی جامع الصفات شخصیت پر غور کرتے ہیں تو آپ کی ذات گرامی دیگر شعراء سے نہایت ممتاز و ممتاز نظر آتی ہے۔ (ایضاً)

نوٹ

آپ کی شاعری پر مفصل رسائل شائع ہو چکے ہیں معارف رضا کراچی میں ان کی تفصیل معلوم کی جاسکتی ہے۔

فصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

هذا آخر مرقمہ قلم

الفقير القادري ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

۹ ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ بروز سہ شنبہ قبل العصر

الحمد لله على ذلك

☆☆☆☆☆☆